مسنون

حج و عمرہ

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد

☆ دارالافتاء جامعہ مدنیہ لاہور

☆ دارالافتاء والتحقیق چوبرجی پارک لاہور

عرض مؤلف

بسم اللہ حامدا و مصلیا

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ انہوں نے اس ناچیز کو یہ کتاب ترتیب دینے کی توفیق دی۔ حج وعمرہ کے موضوع پر پہلے ہی سے بہت سی اچھی کتابیں موجود ہیں پھر بھی اس کتاب کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ سے براہ راست یا صحابہ اور کبار تابعین کے واسطوں سے صراحت کے ساتھ حج وعمرہ سے متعلق ہدایات ذکر ہو جائیں تا کہ حج وعمرہ کرنے والوں کو تسلی ہو کہ وہ اپنے حج و عمرہ کو سنت کے مطابق کر رہے ہیں پھر اس میں جدید مسائل کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ کتاب کا انداز سہل اور فہم آسان ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری کوشش کو قبول فرما کہ اس کو نافع خلائق بنائیں اور اس کا ثواب ہمارے والدین اور ہمارے اساتذہ ومشائخ کو بخشیں۔

نوٹ: اس کتاب کا اختصار بھی کیا گیا ہے جو جیبی سائز میں مہیا ہوگا انشاء اللہ۔

آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

عبدالواحد

رجب 1428ھ

فہرست

باب:1	حج کی اہمیت	6
باب:2	حج کے فرض ہونے کی چند اہم شرائط	11
باب:3	رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کا حج کونسا تھا	15
باب:4	آپ کونسا احرام باندھیں اور حج کی کیا تیاری کریں	20
باب:5	احرام کی تیاری	22
باب:6	احرام باندھنا	29
باب:7	احرام باندھنے کے بعد آپ کیا کریں	33
	پہلا کام: تلبیہ کو بار بار کہنا	33
	دوسرا کام: احرام کی پابندیاں پوری کرنا	35
باب:8	احرام میں مکروہ اور جائز کام	50
	مکروہ کام	50
	جائز کام	51
باب:9	مکہ مکرمہ کو روانگی اور میقات سے گزرنا	55
باب:10	حرم میں اور مکہ مکرمہ میں داخلہ	59
باب:11	عمرہ کا بیان	64

	طواف کی تفصیل	64
	سعی کی تفصیل	84
باب:12	حج کا بیان	99
	پہلا دن......8 ذوالحجہ کے کام	99
	دوسرا دن......9 ذوالحجہ کے کام	102
	تیسرا دن......10 ذوالحجہ کے کام	115
	چوتھا دن...... 11 ذوالحجہ کے کام	137
	پانچواں دن......12 ذوالحجہ کے کام	139
	چھٹا دن 13 ذوالحجہ کے کام	140
باب:13	حج قران اور حج افراد	142
باب:14	حج کے واجبات اور ان کو ترک کرنے جزا	144
باب:15	منی میں حاجی پوری نماز پڑھے یا قصر پڑھے	148
باب:16	حج وعمرہ سے متعلق عورتوں کے مسائل	152
باب:17	بچے کے حج وعمرہ کے مسائل	164
باب:18	حج وعمرہ سے متعلق بیمار کے مسائل	166
باب:19	حج بدل یعنی دوسرے شخص سے حج کرانا	171
باب:20	حج وعمرہ کرنے والوں کے لئے نماز کے مسائل	177
	ہوائی جہاز میں نماز	177

3

	عورتوں کا مسجد حرام یا مسجد نبوی میں جا کر باجماعت نماز پڑھنا	178
	عورتوں کا مردوں کی صف میں کھڑے ہو کر یا ان سے آگے ہو کر باجماعت نماز پڑھنا	180
باب:21	احصار	184
باب:22	عمرہ سے متعلق مزید احکام	188
باب:23	شروع رمضان میں مکہ مکرمہ جانے والے کے یا آخر رمضان میں مکہ مکرمہ سے آنے والے کے روزے کا حکم	194
باب:24	مدینہ منورہ کی زیارت کے چند مسائل	196
باب:25	آب زمزم	208
باب:26	قابل ذکر مقامات	217

باب: 1

بیت اللہ کے حج کی اہمیت

قرآن پاک میں ہے

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ٥ فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ. (سورہ آل عمران: 96,97)

(یقیناً وہ مکان جو سب) عبادت کے مکانوں (سے پہلے لوگوں) کی عبادت گاہ بننے (کے لئے) اللہ تعالیٰ کی جانب سے (مقرر کیا گیا وہ مکان ہے جو کہ) شہر (مکہ میں ہے) یعنی خانہ کعبہ جس کی پہلی تعمیر حضرت آدم علیہ السلام نے کی تھی اور اس کے منہدم ہو جانے کے بعد اس کی نئے سرے سے تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کی۔ (اس کی یہ حالت ہے کہ وہ برکت والا ہے) کیونکہ اس میں دینی نفع اور ثواب ہے کہ اس کی طرف حج کیا جاتا ہے اور اس میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ملتا ہے۔ یہ برکت تو وہ لوگ حاصل کر سکتے ہیں جو وہاں پہنچ جائیں۔ (اور) نماز جیسی خاص عبادت کا رخ بتلانے میں (جہاں بھر کے

لوگوں کا رہنما ہے)۔غرض (اس میں) کچھ تشریعی اور کچھ تکوینی (کھلی نشانیاں ہیں) جن سے اس کا سب عبادت گاہوں سے افضل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ دو تشریعی نشانیاں تو ابھی ذکر ہوئیں یعنی اس کا برکت والا ہونا اور اس کا رہنما ہونا۔ آگے ایک تکوینی نشانی ذکر کرتے ہیں یعنی (مقام ابراہیمؑ) جو کہ ایک پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ کی تعمیر کی تھی اور اس پتھر میں آپ کے قدموں کا نشان بن گیا تھا۔ اب وہ پتھر خانہ کعبہ سے ذرا فاصلہ پر مطاف میں ایک محفوظ شیشے میں بند (ہے اور) تیسری تشریعی نشانی یہ ہے کہ (جو شخص اس) کے متعلقہ حدود یعنی حرم (میں داخل ہو جائے وہ) شرعا (امن والا ہو جاتا ہے اور) چوتھی تشریعی نشانی یہ ہے کہ (اللہ کے) خوش کرنے کے (واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا) فرض (ہے) مگر سب کے ذمہ نہیں بلکہ خاص خاص کے (یعنی اس شخص کے جو کہ وہاں تک پہنچنے کی راہ کی طاقت رکھے۔ اور جو شخص) احکام خداوندی کا (منکر ہو تو) خدا تعالیٰ کا کیا نقصان ہے کیونکہ (اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے غنی ہیں) کسی کے ماننے پر ان کا کوئی کام اٹکا ہوا نہیں ہے بلکہ خود اس منکر ہی کا نقصان ہے۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ. (سورہ حج: 27)

(اور) جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے خانہ کعبہ تعمیر کر لیا تو ہم نے ابراہیم سے کہا کہ (پکار لگاؤ لوگوں میں حج کی) لوگ (آئیں گے تمہاری طرف پیدل) بھی (اور دبلے دبلے اونٹوں پر سوار ہو کر) بھی (جو چلے آئیں گے دور

راہوں سے)۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر پکارا کہ لوگو! تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے حج کو آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آواز ہر طرف ہر ایک روح کو پہنچا دی۔ جس کے لئے حج مقدر تھا اس کی روح نے لبیک کہا (تا کہ لوگ اپنے فائدے کی جگہوں پر پہنچیں) اور فائدے حاصل کریں جو اصل مقصود کے اعتبار سے تو دینی واخروی ہیں مثلاً حج وعمرہ اور دیگر عبادات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا اور روحانی ترقی کے بلند مقام پر فائز ہونا لیکن اس عظیم الشان اجتماع کے ضمن میں بہت سے سیاسی، تمدنی اور اقتصادی فوائد بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ ﷺ

حج کے فضائل

i- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سے عمل کی سب سے زیادہ فضیلت ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنا۔ پوچھا گیا کہ پھر کونسا ہے آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد۔ پوچھا پھر کونسا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مقبول حج۔

ii- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ كَیَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے محض اللہ کی رضا

کے لئے حج کیا اور نہ کوئی بے حیائی کی بات کی اور نہ ہی کوئی گناہ کا کام کیا تو وہ (اپنے گھر کو واپس) پلٹتا ہے اس دن کی سی حالت میں جس میں اس کی ماں نے اس کو جنا تھا (یعنی گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہوکر)۔

iii- **عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ...... اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَہٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّۃُ. (بخاری ومسلم)**

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مقبول حج کی جزا تو صرف جنت ہے۔

حج ایک فریضہ ہے جو عمر میں ایک دفعہ فرض ہے

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ یَاأَیُّھَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَیْکُمُ الْحَجُّ فَحَجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ کُلَّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَسَکَتَ حَتّٰی قَالَھَا ثَلَاثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ. (مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو فرمایا اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے تو تم حج کرو۔ ایک شخص (اقرع بن حابس ؓ) کھڑے ہوئے اور پوچھا اے اللہ کے رسول کیا (آپ ہمیں) ہر سال (حج کرنے کا حکم دیتے ہیں) آپ ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ ان صاحب نے اپنا سوال تین مرتبہ دہرایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا (اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی بھی حاصل ہو جاتی) تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا حالانکہ تم میں اس کی طاقت ہی نہ ہوتی

(غرض حج تم پر عمر میں صرف ایک ہی دفعہ فرض ہے)۔

فرض ہونے پر حج جلدی ادا کرنا چاہیئے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ تَعَجَّلُوْا إِلَی الْحَجِّ فَإِنَّ أَحَدَکُمْ لَا یَدْرِیْ مَا یَعْرِضُ لَہٗ. (احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (فرض ہونے کے بعد) حج کیلئے جلدی کرو کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ (آئندہ) اس کو کیا (رکاوٹ) پیش آ جائے۔

باب:2

حج کے فرض ہونے کی چند اہم شرائط

1-حج کا خرچہ ہونا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَايُوْجِبُ الْحَجَّ قَالَ اَلزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ. (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا اے اللہ کے رسول کیا چیز حج کو واجب کرتی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا زادراہ اور سواری۔

2-عاقل و بالغ ہونا

عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَبْلُغَ وَعَنِ الْمَعْتُوْهِ حَتّٰى يَعْقِلَ. (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تین شخصوں سے (احکام کی فرضیت کا) قلم اٹھالیا گیا ہے۔سوئے ہوئے سے یہاں تک کے وہ بیدار ہوجائے

اور بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائے اور کم عقل (اور دیوانے) سے یہاں تک کہ (اس کوافاقہ ہوجائے اور) اس کی عقل کام کرنے لگے۔

حج کے وجوب ادا کی شرائط

بعض اوقات ایک شخص عاقل و بالغ بھی ہوتا ہے اوراس کے پاس حج کا خرچہ بھی ہوتا ہے۔اس سے اس شخص پر حج واجب تو ہوجاتا ہے لیکن ابھی کچھ ایسی شرائط باقی رہتی ہیں جن کے بغیر وہ حج کوادا نہیں کرسکتا مثلاً (1) عورت کو محرم مل جائے یا(2) عورت عدت میں تھی اس سے فارغ ہوجائے یا(3) آدمی سخت بیمار تھا اس سے صحت یاب ہوجائے۔اگر یہ شرائط پائی جائیں تو آدمی اپنا حج خود کرے اور اگر یہ شرائط نہ پائی جائیں اور زندگی میں حج ہوتا نظر نہ آئے تو وصیت کردے کہ کوئی دوسرا اس کی طرف سے حج کردے۔البتہ اگر آدمی ایسا بیمار ہوجائے کہ اب اس میں امید نہ ہو کہ وہ کبھی خود حج کرسکے گا تو اپنی زندگی میں بھی دوسرے سے حج کرواسکتا ہے۔یہ مضمون ذیل کی حدیثوں سے ثابت ہے۔

عورت کے ساتھ شوہر یا محرم کا ہونا ضروری ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ ثَلَاثًا إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ. (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت تین دن رات کے سفر پر نہ نکلے مگر جب کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَحُجُّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ. (بزار)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت حج کے لئے (سفر پر) نہ نکلے مگر جب کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔

صحت وتندرستی کا ہونا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ جَاءَتِ امْرَاةٌ مِّنْ خَثْعَمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِى الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِىْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَّا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّسْتَوِىَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِىْ عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ. (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں حجۃ الوداع کے موقع پر قبیلہ خثعم کی ایک عورت (آپ کے پاس) آئی اور کہا اے اللہ کے رسول حج کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا جو فرض اس کے بندوں کے ذمہ ہے وہ میرے والد پر ایسی حالت میں آیا ہے کہ وہ انتہائی بوڑھے ہیں کہ سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ تو کیا اگر میں ان کی طرف سے حج کرلوں تو ان کا حج ادا ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔

عدت سے فارغ ہونا

کیونکہ عدت کے دوران گھر سے نکلنا جائز نہیں۔

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ. (سورہ طلاق: 1)

تم طلاق دی ہوئی عورتوں کو عدت کے دوران (ان کے گھروں سے مت نکالو اور) عدت پوری ہونے تک (وہ بھی) اپنی مرضی سے (نہ نکلیں) کیونکہ شوہر کے گھر میں عدت گزارنا محض عورت کا حق نہیں کہ اس کی رضا مندی سے ساقط ہو جائے بلکہ شریعت کا حق ہے۔

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا تَبِيْتُ الْمَبْتُوْتَةُ وَلَا الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا إِلَّا فِىْ بَيْتِهَا. (مؤطا امام محمد)

نافع رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ یہ فرمایا کرتے تھے کہ طلاق بائنہ والی عورت اور بیوہ رات صرف اپنے گھر میں گزارے۔

یہ طے ہو جانے کے بعد کہ اب آپ کو حج پر جانا ہے اور حج کی تاریخ مل گئی ہے سب سے پہلا مرحلہ یہ ہے کہ یہ طے کیا جائے کہ آپ نے کونسا حج کرنا ہے۔

حج کی تین قسمیں ہیں جو حج کے ساتھ عمرہ کو ملانے یا نہ ملانے سے بنتی ہیں:

1- اگر آپ صرف حج کا احرام باندھیں اور صرف حج کی نیت کریں عمرہ کو حج کے ساتھ نہ ملائیں تو یہ حج افراد کہلاتا ہے۔

2- اگر آپ حج اور عمرہ دونوں کا اکٹھا احرام باندھیں اور دونوں کی اکٹھی نیت کریں تو یہ حج قران کہلاتا ہے۔

3- اور اگر آپ پاکستان سے صرف عمرہ کا احرام باندھ کر جائیں اور عمرہ کر کے احرام سے فارغ ہو جائیں اور پھر 8 ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھ کر حج کریں تو یہ حج تمتع کہلاتا ہے۔

باب:3

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کا حج کونسا تھا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يُّهِلَّ بِحَجٍّ وَّ عُمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ و مَنْ أَرَادَ أَنْ يُّهِلَّ بِحَجٍّ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ أَرَدَ أَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ فَأَهَلَّ رَسُوْلُ للّٰهِ ﷺ بِحَجٍّ وَأَهَلَّ بِهٖ نَاسٌ مَّعَهٗ وَأَهَلَّ نَاسٌ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ وَأَهَلَّ نَاسٌ بِعُمْرَةٍ وَكُنْتُ فِيْمَنْ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ. (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حج کے لئے) نکلے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو اکٹھے حج اور عمرہ (یعنی قرآن) کا احرام باندھنا چاہے تو وہ ایسا کرلے اور جو حج (افراد) کا احرام باندھنا چاہے وہ اس کا احرام باندھ لے اور جو (تمتع کی وجہ سے اس وقت) صرف عمرہ کا احرام باندھنا چاہے تو وہ اس کا احرام باندھ لے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے (پہلے پہل) حج (افراد) کا (عزم کرکے) احرام باندھا اور آپ کے ساتھ کچھ اور لوگوں نے بھی اس کا احرام باندھا اور کچھ لوگوں نے اکٹھے عمرہ اور حج (یعنی قران) کا احرام باندھا اور کچھ لوگوں نے (تمتع کی خاطر) صرف عمرہ کا احرام باندھا۔ اور میں بھی ان لوگوں میں تھی جنہوں نے (اس

وقت) صرف عمرہ کا احرام باندھا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مُفْرِدًا وَمِنَّا مَنْ قَرَنَ وَ مِنَّا مَنْ تَمَتَّعَ. (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم (حج کرنے والوں) میں سے بعض نے حج افراد کا احرام باندھا اور ہم میں سے بعض نے قران کا احرام باندھا اور ہم میں سے بعض نے تمتع کا احرام باندھا۔

رسول اللہ ﷺ نے قران کیا تھا

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَا بِوَادِى الْعَقِيْقِ يَقُوْلُ أَتَانِى اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَّبِّىْ فَقَالَ صَلِّ فِىْ هٰذَا الْوَادِى الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِىْ حَجَّةٍ (بخارى و احمد)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے (مدینہ منورہ سے چار میل دور) وادی عقیق میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آج رات میرے رب کی طرف سے میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہا آپ اس مبارک وادی میں (دو رکعت) نماز پڑھیے اور (احرام باندھنے کے لئے یہ) کہیئے عمرہ سمیت حج (یعنی یہ کہ میں قران کی نیت کرتا ہوں)۔

عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَرَنَ النَّبِىُّ ﷺ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ. (احمد)

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ

نے قران کیا تھا۔

افضلیت میں ترتیب:

سب سے افضل قران ہے پھر تمتع ہے پھر افراد ہے۔

ایک خصوصی معاملہ

جاہلیت کے ایک غلط عقیدے کی اصلاح کے لئے نبی ﷺ نے ان حضرات کو جن کے ساتھ ہدی کا جانور نہ تھا عمرہ کرنے اور عمرہ کے بعد حلال ہونے کا حکم دیا۔

(نوٹ: وہ جانور جو حاجی اپنے ساتھ حج کی قربانی کرنے کے لیے لے جائے ہدی کا جانور کہلاتا ہے)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ أَفْجَرُ الْفُجُوْرِ وَيَجْعَلُوْنَ الْمُحَرَّمَ صَفَرَ وَيَقُوْلُوْنَ إِذَا بَرَأَ الدَّبَرُ وَعَفَا الْأَثَرُ وَانْسَلَخَ صَفَرُ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ صَبِيْحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوْهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الْحِلِّ قَالَ حِلٌّ كُلُّهُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (دور جاہلیت میں) لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا سب برائیوں میں سے بڑی برائی ہے اور محرم کو وہ صفر تک موخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب حج کی سواری کے جانور کے پشت کے زخم مندمل ہو جائیں اور صفر کا مہینہ گزر جائے تو اس وقت عمرہ کرنے والے کے لئے عمرہ

کرنا حلال ہوتا ہے۔ چونکہ وہ حج کے مہینوں میں عمرہ نہ کرتے تھے اس لئے میقات سے گذرتے ہوئے صرف حج کا احرام باندھتے تھے اور حج سے فارغ ہو کر ہی احرام سے حلال ہوتے تھے۔ اور آپ کے اصحاب چوتھی ذوالحجہ کی صبح کو مکہ مکرمہ میں وارد ہوئے اس حال میں کہ وہ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے (کچھ تو افراد کا اور کچھ اس کے ساتھ عمرہ کا کر کے قران کا اور کچھ تمتع کا کر کے صرف عمرہ کا احرام باندھے ہوئے تھے۔ پھر ان میں سے بعض قران اور تمتع کرنے والوں کے ساتھ ہدی کا جانور تھا اور بعض کے ساتھ نہ تھا۔ جن کے ساتھ ہدی کا جانور نہ تھا خواہ ان کا احرام حج افراد کا تھا یا حج قران کا) اگرچہ رسول اللہ ﷺ ان کو بھی اور دوسروں کو بھی شروع میں فرما چکے تھے کہ جو کوئی تمتع یا قران کے طور پر عمرہ کا احرام باندھنا چاہے باندھ لے لیکن پھر من جانب اللہ یہ طے پایا کہ لوگوں کے دلوں سے دور جاہلیت کا غلط عقیدہ سرے سے مٹا دیا جائے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اس احرام کو عمرہ کا کر لیں (اور حلال ہو جائیں) لوگوں کو یہ (یعنی حج کا احرام باندھنے کے بعد حج کرنے سے پہلے حلال ہونا) بڑی بات معلوم ہوئی تو انہوں نے (تعجب سے) پوچھا اے اللہ کے رسول کونسی حلت (کا آپ حکم دے رہے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا پوری پوری حلت (جس میں سلے ہوئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، بیوی سے صحبت کرنا سب کچھ ہی شامل ہے)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيُحَلِّلْ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے ساتھ ہدی کا جانور نہ ہو وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا و مرہ کا طواف (یعنی سعی) کرے اور بالوں کا قصر (یا حلق) کرے اور حلال ہو جائے۔

فائدہ: جن صحابہ کے ساتھ ہدی کا جانور نہ تھا ان کا حج تمتع کا ہوا۔

عَنْ حَفْصَةَ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَانُ النَّاسِ حَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِکَ قَالَ إِنِّیْ ...... قَلَّدْتُّ هَدْيِیْ فَلَا أَحِلُّ حَتّٰی أَنْحَرَ (بخاری)

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا اے اللہ کے رسول کیا بات ہے کہ لوگ تو عمرہ کر کے حلال ہو گئے لیکن آپ اپنے عمرہ سے (فراغت کے باوجود) حلال نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنی ہدی کے جانور کے قلاوہ ڈالا ہے (اور اسے ساتھ لے کر آیا ہوں) لہٰذا میں اس کو نحر کرنے تک حلال نہیں ہو سکتا۔

باب:4

آپ کونسا احرام باندھیں اور حج کی کیا تیاری کریں

احرام کی بہت سی پابندیاں ہوتی ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا لہٰذا اگر آپ شروع دنوں میں حج پر جا رہے ہوں تو آپ حج تمتع کریں یعنی مکہ مکرمہ پہنچ کر پہلے عمرہ کریں۔ عمرہ کر کے احرام سے فارغ ہو جائیے اور حج کے دن آنے پر حج کا احرام باندھیں۔ اور اگر آپ آخری دنوں میں مکہ مکرمہ پہنچتے ہیں خواہ براہ راست پاکستان سے یا مدینہ منورہ سے ہو کر تو آپ قران کا احرام باندھ سکتے ہیں۔ اگر ایسا اتفاق ہو کہ آپ بالکل آخری دنوں میں جائیں اور عمرہ ملنے کی امید نہ ہو تو آپ حج افراد کیجئے۔

یہ طے کرنے کے بعد کہ آپ نے کونسا حج کرنا ہے اب آپ حج کی تیاری کیجئے۔

حج کی تیاری

1- ضروری کاغذات رکھ لیجئے

2- احرام کی چادروں کے کم از کم دو جوڑے رکھیے۔

3- ہوائی چپل یا ایسی چپل کا انتظام کیجئے جو احرام کی حالت میں آپ پہن سکیں۔

4- کچھ ضروری برتن مثلاً گلاس، پلیٹ، پیالی، چمچہ وغیرہ۔

5- جو ٹیکے لگوانے ہیں وہ بروقت لگوائیے۔

6- حج کی ضروری کتابیں اور دعاؤں کی کتاب مثلاً الحزب الاعظم یا مناجات مقبول رکھئے۔

7- لباس کے چند جوڑے

8- کمبل وغیرہ موسم کے مطابق

حج کے لئے روانگی

جب آپ کی حج کے لئے روانگی کی تاریخ آ جائے تو اپنا تیار کیا ہوا سامان لے کر حاجی کیمپ پہنچ جائیے۔ حاجی کیمپ والے ضرورت کی کارروائی کر کے آپ کو ہوائی اڈے پہنچا دیں گے۔

باب:5

احرام کی تیاری

اگر آپ نے پہلے مکہ مکرمہ جانا ہے تو ہوائی اڈے پر آپ نے احرام کی تیاری کرنی ہے۔ اور اگر آپ پہلے مدینہ منورہ جائیں گے تو احرام کی تیاری آپ اس وقت کریں گے جب آپ مدینہ منورہ سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ کی طرف جانے لگیں گے۔

احرام کی تیاری میں آپ سلے ہوئے کپڑے اتار دیجئے، غسل کر لیجئے جسم یا سر پر چاہیں تو خوشبو لگا لیجئے۔ اور پھر دو سفید چادریں لے لیجئے۔ ایک کو تہ بند کے طور پر باندھ لیجئے اور دوسری کو اپنے اوپر کے دھڑ پر ڈال لیجئے۔ پھر ٹوپی اوڑھ کر دو نفل پڑھئے اور دعا مانگئے۔ اس کے بعد ٹوپی بھی اتار دیجئے۔ خواتین کو بھی احرام کی تیاری اسی طرح کرنی ہے البتہ وہ سلے ہوئے کپڑے پہنیں اور سر کو بھی ڈھانپ کر رکھیں۔

کوئی اپنے علاقہ اور گھر سے احرام باندھے تو یہ افضل ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ مِنْ تَمَامِ الْحَجِّ أَنْ تُحْرِمَ مِنْ دُوَیْرَةِ أَهْلِكَ (بیهقی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حج کا کمال تو تب ہے جب تم اپنے گھر سے احرام باندھو۔

کسی کے راستہ میں آگے پیچھے دو میقاتیں ہوں تو پہلی سے احرام باندھنا افضل ہے جبکہ دوسری سے باندھنا جائز لیکن خلاف اولی ہے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَّسْتَمْتِعَ بِثِيَابِهِ إِلَى الْجُحْفَةِ فَلْيَفْعَلْ (مؤطا محمد)

حضرت محمد باقر رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اے مدینہ والو تمہاری میقات ذوالحلیفہ ہے اور تم کو یہاں سے احرام باندھنا افضل ہے لیکن) اگر تم میں سے کوئی چاہے کہ وہ جحفہ تک اپنے کپڑے پہنا رہے تو وہ ایسا کرسکتا ہے۔

احرام باندھنے کے وقت غسل کرنا مستحب ہے اگرچہ حیض یا نفاس والی عورت ہو

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ تَجَرَّدَ لِإِهْلَالِهِ وَاغْتَسَلَ (ترمذی)

حضرت زید بن ثابت ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے احرام کی خاطر (سلے ہوئے) کپڑے اتارے اور غسل کیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَفِسَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بِالشَّجَرَةِ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَابَكْرٍ أَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (حضرت ابوبکر ؓ کی دوسری اہلیہ) اسماء بنت عمیس سے حضرت ابوبکر ؓ کے بیٹے محمد کی شجرہ مقام پر ولادت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر ؓ کو کہا کہ اسماء بنت عمیس غسل کریں اور احرام باندھ لیں۔

احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا جائز ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُّحْرِمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ بِطِيْبٍ فِيْهِ مِسْكٌ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام کی خاطر آپ کے احرام باندھنے سے پہلے عطر لگاتی تھی اور آپ کے احرام سے نکلنے کے بعد آپ کے بیت اللہ کے طواف (زیارت) کرنے سے پہلے (آپ کے عطر لگاتی تھی) ایسا عطر جس میں مشک ملی ہوتی تھی (اور وہ منظر ابھی تک میری نظروں میں ہے) گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں جبکہ آپ احرام میں تھے عطر کی چمک دیکھ رہی ہوں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَخْرُجُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلٰى مَكَّةَ فَنُضَمِّدُ جِبَاهَنَا بِالسُّكِّ الْمُطَيَّبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ فَإِذَا عَرِقَتْ إِحْدَانَا سَالَ عَلٰى وَجْهِهَا فَيَرَاهُ النَّبِيُّ ﷺ وَلَا يَنْهَانَا (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم رسول اللہ ﷺ (کی ازواج آپ) کے ساتھ مکہ کی طرف (حج کیلئے) نکلیں۔ ہم نے احرام باندھنے سے پہلے اپنی پیشانیوں پر خوشبودار چیز لگائی۔ جب ہم میں سے کسی کو پسینہ آتا تو وہ خوشبودار چیز (پسینہ کے ساتھ) بہہ کر اس کے چہرے پر آجاتی۔ نبی ﷺ نے اس کو دیکھا لیکن آپ نے ہمیں منع نہیں کیا۔

احرام کے وقت چادروں کا اور جوتی کا استعمال

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ وَلْيُحْرِمْ أَحَدُكُمْ فِيْ إِزَارٍ وَّرِدَاءٍ وَّ نَعْلَيْنِ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ (احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے (ہر) ایک (عمرہ یا حج کرنے والے کو) چاہئے کہ وہ ایک چادر اور ایک تہہ بند اور دو جوتیوں میں احرام باندھے۔ اور اگر اس کو جوتیاں میسر نہ ہوں تو وہ چمڑے کے موزے پہن لے اور پشت پا کی ابھری ہوئی ہڈی کے نیچے سے ان کو کاٹ لے۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جوتیاں عام طور سے ایسی ہوتی تھیں جیسی آجکل کی قینچی چپل۔ ان چپلوں میں پشت پا کی ہڈی کھلی رہتی اور پھر یہ فرما کر کہ اگر کسی کے پاس چپل نہ ہوں صرف چمڑے کے موزے ہی پہنے ہوئے ہوتو وہ ان کو پشت پا کی ہڈی کے نیچے نیچے سے کاٹ لے یہ بتا دیا کہ اصل چیز یہ ہے کہ پشت پا کی ہڈی بہر حال کھلی رہنی چاہئے خواہ کوئی جوتی پہنے ہوئے ہو یا چمڑے کا موزہ پہنے ہوئے ہو۔

اب یہ سوال باقی رہتا ہے کہ ایڑی کی طرف سے اور پیروں کی اطراف سے جوتی کہاں تک اوپر ہو؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جوتی یا موزہ کو تمام جانبوں سے پشت پا کی ہڈی سے نیچے نیچے رہنا چاہیے۔ ایڑی کی طرف سے جوتی زیادہ اونچی ہو یہ بھی جائز نہیں۔ اس کے

لیے جو محتاط اندازہ ہے وہ پاؤں کے انگوٹھے کا پچھلا ابھرا ہوا جوڑ ہے کہ اس کی اونچائی تک ایڑی سمیت ہر جانب سے پاؤں جوتی میں چھپایا جا سکتا ہے اس سے اوپر نہیں۔

والمكعب السرموزة و نحوها مما ينتهى الى الكعب يعنى و ان كان يستر العقب كالكوش الهندى و نحوه لان النص لم يوجب ان يبالغ فى قطع الخفين حتى يكونا كالسر موزة و هو البابوج بل اوجب قطعهما حتى يكونا اسفل من الكعبين سواء كانا كالسر موزة او كالكوش الهندى. و عن هذا افسر الشارح رحمه الله المكعب بالكوش الهندى ولم يلتفت الى انه يستر العقب، فما فى رد المحتار والظاهر انه لا يجوز ستر العقب اه و يتفرع عليه عدم جواز لبس الكوش الهندى و نحوه مما يستر العقب ليس بظاهر. نعم لو كان الكوش الهندى يستر الكعب و ما فوقه مما يحاذى الكعب ينبغى ان لا يجوز لبسه لانه لم يكن اسفل من الكعبين فى كل جانب و هو الظاهر من النص ولعله حمل النص على قطع الخفين حتى يكونا كالنعلين من جانب المؤخر. (غنية الناسک ص 45)

عورت کا احرام

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ عَلَى الْمَرْأَةِ إِحْرَامٌ إِلَّا فِيْ وَجْهِهَا (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت پر احرام نہیں

ہے لہٰذا وہ کپڑے اتار کر جسم کا کوئی حصہ نہ کھولے) سوائے اس کے چہرے میں (کہ اس کو کپڑا نہ لگنے دے)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ...... لَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْحَرَامُ.
(ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا احرام والی عورت نقاب نہ لگائے (جو عام طور سے چہرے پر پڑا رہتا ہے)۔

لیکن دوسری طرف حدیث میں یہ بھی ملتا ہے کہ عورتیں احرام کی حالت میں بھی اجنبی مردوں سے اپنے چہرے کو چھپائیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ فَإِذَا حَاذَوْنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَاسِهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَا. (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں سفر میں تھیں اور قافلے ہمارے پاس سے گزرتے۔ جب قافلے والے ہمارے سامنے آتے تھے تو ہم میں سے ہر ایک اپنی چادر کو اپنے سر سے اپنے چہرے پر (چہرہ سے کچھ دور) لٹکا لیتی تھی (تاکہ ان کے سامنے ہمارے چہرہ نہ کھلے۔ پھر جب وہ ہم سے آگے بڑھ جاتے تو ہم (کسی کا سامنا نہ ہونے کی وجہ سے) اپنے چہرے کھول لیتیں۔

موجودہ دور میں چونکہ ہر وقت ہی رش بہت ہوتا ہے اور ہر وقت ہی اجنبی مرد

سامنے ہوتے ہیں اس لئے کوئی ایسی تدبیر کرنا ضروری ہے کہ پردہ بھی ہو جائے اور نقاب چہرہ کو بھی نہ لگے۔ اب تو ایسے بنے بنائے اور سلے سلائے نقاب مل جاتے ہیں جن سے یہ دونوں باتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔

احرام باندھنے کے وقت دو رکعت نفل پڑھیے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْكَعُ بِذِى الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ
(مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ (احرام باندھنے کے وقت) ذوالحلیفہ میں دو رکعت (نفل) پڑھتے تھے۔

نوٹ: یہ نفل سر ڈھانپ کر یعنی ٹوپی پہن کر پڑھئے کیونکہ ابھی احرام کی تیاری ہوئی ہے۔ احرام نہیں باندھا جو تلبیہ کہنے سے بندھتا ہے۔

باب:6

احرام باندھنا

احرام باندھنے کیلئے آپ کو دو چیزیں کرنی ہوں گی

1- نیت کرنا۔ احرام کی نیت کا دل سے ہونا ضروری ہے اور زبان سے نیت کا کہنا ضروری نہیں لیکن اگر اس سے دل کی نیت بھی بنتی ہے اور مضبوطی ہوتی ہے تو زبان سے کہنا بہتر ہے۔

عَنْ عُمَرَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَ اِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰی. (بخاری)

حضرت عمر ؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اعمال کا دارومدار محض نیتوں پر ہے اور آدمی کو اس کی نیت کے مطابق اجر ملتا ہے۔

2- تلبیہ کہنا

تلبیہ کے الفاظ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ...... أَھَلَّ بِالتَّوْحِیْدِ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ (مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (تلبیہ میں) توحید کے کلمات بلند آواز سے کہے (وہ کلمات یہ تھے) **لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ.**

عَنْ نَافِعٍ وَکَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ یَزِیْدُ فِیْھَا لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ بِیَدَیْکَ وَ الرَّغْبَاءُ إِلَیْکَ وَالْعَمَلُ (بخاری و مسلم).

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ (نبی ﷺ سے منقول) تلبیہ پر حضرت عبداللہ بن عمر ؓ ان الفاظ کا اضافہ کرتے تھے **لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ بِیَدَیْکَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَیْکَ وَ الْعَمَلُ.**

احرام کے لئے تلبیہ کس وقت کہیں

بہتر یہ ہے کہ نفل پڑھ کر اسی مجلس میں تلبیہ کہیں۔ لیکن یہ ضروری نہیں۔ آپ چاہیں تو جہاز میں بیٹھ کر بھی کہہ سکتے ہیں اور پرواز کر جانے کے بعد بھی کہہ سکتے ہیں البتہ میقات یعنی یلملم کے مقام کے آنے سے پہلے بہر حال آپ کو تلبیہ کہنا ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ نے نفل نماز کی جگہ پر یا اس کے قریب ہی تلبیہ کہا تو اس وجہ سے کہ آپ میقات پر تھے اور احرام اور تلبیہ کے بغیر اس سے تجاوز کی گنجائش نہیں تھی۔

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ یَا أَبَا الْعَبَّاسِ عَجِبْتُ لِاخْتِلَافِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ إِھْلَالِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ حِیْنَ أَوْجَبَ فَقَالَ إِنِّیْ لَأَعْلَمُ النَّاسِ بِذٰلِکَ إِنَّھَا کَانَتْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ حَجَّةٌ وَّاحِدَةٌ

فَمِنْ هُنَاکَ اخْتَلَفُوْا. خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَاجًّا فَلَمَّا صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِهٖ بِذِی الْحُلَیْفَةِ رَکْعَتَیْهِ أَوْجَبَ فِیْ مَجْلِسِهٖ فَأَهَلَّ بِالْحَجِّ حِیْنَ فَرَغَ مِنْ رَکْعَتَیْهِ فَسَمِعَ ذٰلِکَ مِنْهُ أَقْوَامٌ فَحَفِظَتْهُ عَنْهُ ثُمَّ رَکِبَ فَلَمَّا اسْتَقَلَّتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ أَهَلَّ وَأَدْرَکَ ذٰلِکَ مِنْهُ أَقْوَامٌ وَذٰلِکَ أَنَّ النَّاسَ إِنَّمَا کَانُوْا یَاتُوْنَ أَرْسَالاً فَسَمِعُوْهُ حِیْنَ اسْتَقَلَّتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ یُهِلُّ فَقَالُوْا إِنَّمَا أَهَلَّ حِیْنَ اسْتَقَلَّتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ ثُمَّ مَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا عَلَا عَلٰی شَرَفِ الْبَیْدَاءِ أَهَلَّ وَأَدْرَکَ ذٰلِکَ مِنْهُ أَقْوَامٌ فَقَالُوْا إِنَّمَا أَهَلَّ حِیْنَ عَلَا عَلٰی شَرَفِ الْبَیْدَاءِ وَایْمُ اللّٰهِ لَقَدْ أَوْجَبَ فِیْ مُصَلَّاهُ وَأَهَلَّ حِیْنَ اسْتَقَلَّتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ وَأَهَلَّ حِیْنَ عَلَا عَلٰی شَرَفِ الْبَیْدَاءِ (ابو داؤد).

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابوعباس مجھے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے اس بارے میں اختلاف پر تعجب ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ کس وقت کہا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا اس بات کا علم سب لوگوں سے زیادہ مجھ کو ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک بار حج کیا۔ اس کی وجہ سے اختلاف پیدا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ حج کے لئے نکلے جب آپ نے ذوالحلیفہ میں اپنی مسجد میں دو رکعت پڑھیں تو اپنی اسی مجلس میں ایجاب کیا (یعنی تلبیہ کہا) غرض آپ نے دو رکعتیں پڑھتے ہی تلبیہ کہا۔ کچھ لوگوں نے اسی وقت آپ کو (تلبیہ کہتے) سنا اور اس کو یاد رکھا۔ پھر آپ (اپنی اونٹنی پر) سوار ہوئے اور جب اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی تو آپ نے (پھر) بلند آواز سے تلبیہ کہا اور کچھ لوگوں نے

آپ کو اس وقت تلبیہ کہتے سنا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ جماعت در جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے (یعنی ایک جماعت پاس آتی۔ پھر وہ چلی جاتی اور دوسری آ جاتی تو (اس طرح) دوسروں نے آپ کو تلبیہ کہتے اس وقت سنا جب اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی اور انہوں نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو تلبیہ صرف اس وقت کہا جب اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوگئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ آگے چلے اور (ذوالحلیفہ کی مسجد کے قریب زمین) بیداء کی بلندی پر چڑھے تو آواز سے تلبیہ کہا۔ کچھ لوگوں نے آپ کو اس وقت تلبیہ کہتے پایا تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے (احرام کا) تلبیہ اس وقت کہا جب آپ بیداء کی بلندی پر چڑھے۔ حالانکہ اللہ کی قسم آپ نے (احرام کا) تلبیہ تو اپنی نماز کی جگہ ہی کہہ لیا تھا اور (دوبارہ) تلبیہ اس وقت کہا جب اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوئی اور (تیسری مرتبہ) اس وقت کہا جب آپ بیداء کی بلندی پر چڑھے۔

نوٹ: تلبیہ کہہ کر اب آپ نے احرام باندھ لیا۔ آپ سمجھ رہے ہوں گے کہ سلے ہوئے کپڑے اتار کر سفید چادریں اوڑھنے کو احرام باندھنا کہتے ہیں۔ لیکن یہ درست نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ احرام کا مطلب ہے حرام کرنا۔ آدمی جس وقت حج یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ کہتا ہے تو اس پر چند مباح اور حلال چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔ اس وجہ سے تلبیہ کہنے کو احرام باندھنا کہتے ہیں۔ سفید چادریں تو اصل میں احرام کی چادریں ہیں خود احرام نہیں۔ ہاں ہم مجازاً ان کو احرام کہہ دیتے ہیں۔

باب:7

احرام باندھنے کے بعداب آپ کیا کریں

احرام باندھنے کے بعد آپ کو دو کام کرنے ہیں۔

پہلا کام: تلبیہ کو بار بار کہنا

(i) مختلف حالات میں مثلاً صبح شام، اٹھتے بیٹھتے، باہر جاتے وقت، اندر آنے کے وقت، لوگوں سے ملاقات کے وقت، لوگوں سے رخصت ہوتے وقت، سو کر اٹھتے وقت، سوار ہونے کے وقت، سواری سے اترتے ہوئے، بلندی پر چڑھتے وقت، نشیب میں اترتے ہوئے تلبیہ پڑھنا مستحب مؤکد ہے یعنی اور مستحبات کے مقابلہ میں اس کی زیادہ تاکید ہے۔

(ii) فرض اور نفل نماز کے بعد بھی تلبیہ پڑھنا چاہئے۔

(iii) تلبیہ میں آواز بلند کرنا مسنون ہے لیکن اتنی زیادہ نہیں کہ جس سے اپنے آپ کو یا نمازیوں اور سونے والوں کو تکلیف ہو۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَأَمَرَنِیْ أَنْ آمُرَ أَصْحَابِیْ اَنْ یَّرْفَعُوْا أَصْوَاتَهُمْ بِالْإِهْلَالِ وَالتَّلْبِیَةِ. (ترمذی)

سائب بن خلاد ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام میرے

پاس آئے اور مجھے کہا کہ میں اپنے صحابہ کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ بلند آواز سے کہیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُلَبِّیْ إِذَا لَقِیَ رَکْبًا أَوْعَلَا أَکَمَةً أَوْهَبَطَ وَادِیًا وَفِیْ أَدْبَارِ الْمَکْتُوْبَةِ وَآخِرِ اللَّیْلِ. (ابن عساکر فی تخریجه لاحادیث المهذب)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب کچھ سواروں سے ملتے یا کسی ٹیلہ پر چڑھتے یا کسی نشیب میں اترتے تو تلبیہ کہتے۔ اسی طرح فرض نمازوں کے بعد اور رات کے آخری حصہ میں تلبیہ کہتے تھے۔

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یُلَبِّیْ رَاکِبًا وَنَازِلاً. (الشافعی)

نافع رحمہ اللہ سے نقل ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سواری پر چڑھتے ہوئے اور اترتے ہوئے تلبیہ کہتے تھے۔

(iv) عورت کو تلبیہ زور سے پڑھنا منع ہے۔ صرف اس قدر آواز سے پڑھے کہ خود سن لے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَا تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالتَّلْبِیَةِ. (دار قطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا عورت تلبیہ کہنے میں اپنی آواز بلند نہ کرے (بلکہ آہستہ آواز سے کہے)۔

(v) تلبیہ کے بعد درود شریف پڑھنا اور دعا کرنا مستحب ہے۔

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ کَانَ یَسْتَحِبُّ لِلرَّجُلِ اِذَا فَرَغَ مِنْ تَلْبِیَتِهٖ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ (دار قطنی)

قاسم بن محمدؒ کہتے ہیں کہ مرد کے لئے مستحب ہے کہ جب وہ تلبیہ کہہ چکے تو نبی ﷺ پر درود بھیجے۔

عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ اِذَا فَرَغَ مِنْ تَلْبِيَتِهٖ سَأَلَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ رِضْوَانَهٗ وَالْجَنَّةَ وَاسْتَعَاذَ بِرَحْمَتِهٖ مِنَ النَّارِ. (الشافعی والدار قطنی)

حضرت خزیمہ بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب تلبیہ کہنے سے فارغ ہوتے تو اللہ عزوجل سے اس کی رضامندی اور جنت کا سوال کرتے اور جہنم کی آگ سے اس کی رحمت کی پناہ مانگتے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُلَبِّيْ إِلَّا لَبّٰى مَنْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ مِنْ حَجَرٍ أَوْ شَجَرٍ أَوْ مَدَرٍ حَتّٰى تَنْقَطِعَ الْأَرْضُ مِنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا. (ترمذی و ابن ماجه)

حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی مسلمان تلبیہ کہتا ہے تو اس کے دائیں اور بائیں زمین کی انتہا تک سب پتھر اور درخت اور ڈھیلے بھی تلبیہ کہتے ہیں۔

دوسرا کام: احرام کی پابندیاں پوری کرنا

جب تک آپ احرام میں ہیں آپ کو احرام کی پابندیاں پوری کرنا ہوں گی اور اس کے ممنوعات سے بچنا ہوگا جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1- بیوی سے صحبت کرنا

i- عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد عمرہ سے پہلے اگر کوئی بیوی سے صحبت کر بیٹھے تو اس کو ایک دم دینا ہوگا۔

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِذَا وَاقَعَ الْمُحْرِمُ بِعُمْرَةٍ اِمْرَأَتَهٗ وَهِيَ مُحْرِمَةٌ بِعُمْرَةٍ قَالَ يُهْدِىْ فِىْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا هَدْيًا وَيُمْضِيَانِ بِعُمْرَتِهِمَا. (ابن ابی شیبہ)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ عمرہ کا احرام باندھنے والا جب بیوی سے جماع کر بیٹھے جو خود بھی عمرہ کے احرام میں ہو تو کیا حکم ہے فرمایا کہ دونوں میں سے ہر ایک دم دے اور اپنے عمرہ کو پورا کرے۔

ii- حج کا احرام باندھنے کے بعد وقوف عرفہ سے پہلے جماع کرنے سے احرام فاسد ہو جاتا ہے اور اس حج کے افعال کو پورا کرنے کے علاوہ آئندہ سال حج کی قضا بھی کرنی ہوتی ہے۔

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ نُعَيْمٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ جُذَامٍ جَامَعَ امْرَأَتَهٗ وَهُمَا مُحْرِمَانِ فَسَأَلَا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ اقْضِيَا نُسُكَكُمَا وَاهْدِيَا هَدْيًا (مراسیل ابی داؤد)

حضرت زید بن نعیمؓ سے روایت ہے جذام قبیلہ کے ایک شخص نے اپنی بیوی سے جماع کیا جبکہ دونوں (میاں بیوی) نے حج کا احرام باندھ رکھا تھا۔ ان دونوں نے نبی ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو آپ نے فرمایا تم دونوں (اس) حج کے افعال پورے کرو اور (اگلے سال حج کی قضا کرو) اور (اس حج کو فاسد کرنے پر) تم دونوں ایک ایک دم بھی دو۔

عن مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ وَعَلِيًّا وَّأَبَا هُرَيْرَةَ سُئِلُوْا عَنْ رَجُلٍ أَصَابَ

اَهْلَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِالْحَجِّ فَقَالُوْا يَنْفُذَانِ بِوُجُوْهِهِمَا حَتّٰى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا ثُمَّ عَلَيْهِمَا الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ وَّالْهَدْىُ (موطا مالک)

امام مالک رحمہ اللہ تک یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان تینوں سے ایسے شخص کا حکم پوچھا گیا جو حالت احرام میں (وقوف عرفات سے پہلے) اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ دونوں اپنے حج کے افعال آخر تک پورے کریں پھر ان کے ذمہ آئندہ سال حج (کی قضا) ہے اور (دونوں پر علیحدہ علیحدہ) ہدی ہے۔

iii- اگر وقوف عرفات کے بعد لیکن حلق یا طواف زیارت سے پہلے جماع کر لیا تو ایک گائے یا ایک اونٹ حرم میں ذبح کرنا ہوگا۔

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَجُلٍ قَضَى الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَزُرْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى وَقَعَ عَلَى امْرَأَتِهٖ قَالَ عَلَيْهِ بَدَنَةٌ (ابن ابی شیبہ)

عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا (کہ اس کا کیا حکم ہے) جس نے حج کے تمام افعال پورے کر لئے سوائے بیت اللہ کے طواف زیارت کے (کہ وہ ابھی تک نہیں کیا) اور اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس پر بدنہ (یعنی گائے یا اونٹ) ذبح کرنا لازم ہے۔

عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا جَامَعَ بَعْدَ مَا يُفِيْضُ مِنْ عَرَفَاتٍ فَعَلَيْهِ بَدَنَةٌ وَيَقْضِىْ مَا بَقِىَ مِنْ حَجِّهٖ وَتَمَّ حَجُّهٗ (الآثار لمحمد)

عطا رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کوئی حاجی عرفات (میں وقوف کرنے کے بعد وہاں) سے واپس آ کر جماع کر لے (اگرچہ ابھی اس نے قربانی یا حلق وغیرہ نہ کیا ہو) تو اس کو ایک بدنہ (اونٹ یا گائے) ذبح کرنا ہوگی اور حج کے جو افعال رہ گئے ہیں ان کو پورا کرنا ہوگا اور اس کا حج مکمل ہو گیا۔

2- بیوی کو شہوت سے چھونا اس کا بوسہ لینا وغیرہ۔

ایسی بات سے خواہ انزال ہو یا نہ ہو دم دینا یعنی ایک بھیڑ یا بکری کی قربانی کرنا لازم ہوتی ہے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً أَتَاهُ فَقَالَ إِنِّىْ قَبَّلْتُ امْرَأَتِىْ وَأَنَا مُحْرِمٌ فَخَذَفْتُ بِشَهْوَتِىْ فَقَالَ إِنَّكَ شَبِقٌ أَهْرِقْ دَمًا وَتَمَّ حَجُّكَ (الآثار لمحمد)

مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا حالت احرام میں میں نے اپنی بیوی کا بوسہ لے لیا اور شہوت کی وجہ سے مجھے انزال (بھی) ہوگیا (تو اب میرے بارے میں کیا حکم ہے) انہوں نے فرمایا کہ تم بڑے شہوت والے ہو (کہ اتنا بھی صبر نہیں کر سکے۔ البتہ چونکہ تم نے صحبت نہیں کی) لہٰذا تمہیں ایک دم دینا پڑے گا اور تمہارا حج پورا ہو گیا۔

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ مَنْ قَبَّلَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَعَلَيْهِ دَمٌ (الآثار لمحمد)

(بڑے تابعی) حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس نے حالت احرام

میں (خواہ وقوف عرفات سے پہلے یا اس سے فارغ ہونے کے بعد لیکن طواف زیارت سے پہلے) بیوی کا بوسہ لیا تو اس کو ایک دم دینا ہوگا۔

3- مردوں کو سلے ہوئے کپڑے پہننا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ قَالَ لَا يَلْبَسِ الْمُحْرِمُ الْقَمِيْصُ وَلَا الْعَمَامَةَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ. (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ محرم (یعنی جو احرام میں ہو وہ) کیا پہنے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ محرم قمیض (و کرتہ) نہ پہنے اور عمامہ نہ باندھے اور ٹوپی والا لمبا کوٹ نہ پہنے اور شلوار نہ پہنے۔

سلا ہوا کپڑا پہننے کی سزا

I- حالت احرام میں سلا ہوا کپڑا پہن لیا تو

i- 12 گھنٹے یا زائد مدت تک پہنا تو ایک بھیڑ یا بکری ذبح کرنا ہوگی۔ اس کو دم دینا بھی کہتے ہیں۔

ii-12 گھنٹے سے کم پہنا ہو تو پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔

iii-ایک گھنٹے سے بھی کم پہنا ہو تو گندم کی ایک مٹھی صدقہ کرے۔

II- سلے ہوئے کپڑے پہنے پہنے احرام باندھ لیا یعنی تلبیہ کہہ لیا تو اس میں بھی مذکورہ بالا تفصیل ہے کہ اگر پہنے ہوئے کپڑے ایک گھنٹے کے اندر اندر اتار دیئے تو مٹھی بھر گندم صدقہ کرے اس سے زیادہ وقت کے بعد اتارے تو پونے دو کلو گندم صدقہ کرے اور اگر 12 گھنٹے یا زائد گزرنے کے بعد اتارے تو ایک دم دے۔

4- مردوں کو اپنا سر یا چہرہ ڈھانپنا

اس ممنوع کام کے ارتکاب پر مندرجہ ذیل حکم آتا ہے۔

i-مرد نے 12 گھنٹے یا اس سے زائد تک اپنا چوتھائی سر یا چوتھائی چہرہ یا اس سے زیادہ ڈھانپا تو ایک دم واجب ہوگا۔

ii- اگر چوتھائی سے کم ڈھانپا ہو خواہ 12 گھنٹے سے زیادہ ہی ڈھانپا ہو۔ یا چوتھائی یا اس سے زیادہ ڈھانپا ہو لیکن 12 گھنٹے سے کم تو ان دونوں صورتوں میں پونے دو کلو گندم کا صدقہ واجب ہوگا۔

iii-مرد نے سر بھی ڈھانپا اور چہرہ بھی ڈھانپا تو یہ دو غلطیاں ہوئیں اور اس پر دو جرمانے عائد ہوں گے۔

5- عورت اپنے چہرہ سے کپڑا نہ لگنے دے

پیچھے یہ بات گزری تھی کہ عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ عَلَى الْمَرْأَةِ إِحْرَامٌ إِلَّا فِيْ وَجْهِهَا. (دار قطنی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کا احرام صرف اس کے چہرے میں ہوتا ہے (لہٰذا اس کو کپڑا نہ لگنے دے)۔

حالت احرام میں اگر عورت کے چہرے سے نقاب لگ جائے مثلاً جب کہ وہ سوئی ہوئی ہو تو اگر 12 گھنٹے یا زائد لگا رہے تو ایک دم واجب ہوگا اور اگر 12 گھنٹے سے کم لگا رہے تو پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔ اور اگر ایک گھنٹہ سے بھی کم لگا رہے تو مٹھی بھر گندم صدقہ کرے۔

6- مردوں کو ایسی جوتی پہننا جس میں پیر کی پشت پر اٹھی ہوئی بیچ کی ہڈی چھپ جائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ وَلْیُحْرِمْ أَحَدُکُمْ فِیْ إِزَارٍ وَّ رِدَاءٍ وَّنَعْلَیْنِ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ نَعْلَیْنِ فَلْیَلْبَسْ خُفَّیْنِ وَلْیَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ. (احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ایک احرام باندھے ایک تہہ بند اور ایک چادر اور دو چپلوں میں۔ اور اگر اس کے پاس چپل نہ ہوں تو وہ چمڑے کے موزے پہن لے اور پشت پا کی ابھری ہوئی ہڈی کے نیچے سے ان کو کاٹ لے۔

مسئلہ: بہتر تو یہ ہے کہ مرد حضرات ہوائی چپل پہنیں۔ اگر کوئی اور جوتی پہنیں تو اندازاً پاؤں کے انگوٹھے کے پچھلے ابھرے ہوئے جوڑ کو معیار بنالیں کہ جوتی آگے پیچھے بلکہ سب طرف سے اس کے بقدر اٹھی ہوئی ہو۔ اس سے زیادہ نہ ہو۔

ممنوع جوتی پہننے کی سزا

12 گھنٹے یا زیادہ پہننے سے دم واجب ہوگا۔ 12 گھنٹے سے کم پہنی ہو تو صدقہ واجب ہوگا۔

7- خوشبو کا استعمال کرنا

خوشبو سے مراد ہر وہ چیز ہے جس سے اچھی بو آتی ہو اور اس کو خوشبو کے طور پر استعمال کیا جاتا ہو اور اس سے خوشبو تیار کی جاتی ہو اور اہل عقل اس کو خوشبو شمار کرتے ہوں۔

عَنْ یَعْلَی بْنِ أُمَیَّةَ فِیْ رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَّهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِطِیْبٍ فَقَالَ اِغْسَلِ الطِّیْبَ الَّذِیْ بِکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ...... (بخاری)

حضرت یعلی بن امیہ ؓ نے اس شخص کو جو عمرہ کا احرام باندھے ہوئے تھا اور بہت خوشبو لگائے ہوئے تھا۔ فرمایا تم پر جو خوشبو لگی ہوئی ہے اس کو تین مرتبہ دھوڈالو۔

عَنْ اَسْلَمَ مَوْلٰی عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ وَجَدَ رِیْحَ طِیْبٍ مِنْ مُعَاوِیَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ ارْجِعْ فَاغْسِلْهُ. (مؤطا مالک)

حضرت عمر ؓ کے آزاد کردہ غلام اسلم ؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ نے حضرت معاویہ ؓ کے جسم سے خوشبو محسوس کی جب کہ وہ حالت احرام میں تھے تو ان کو حکم دیا کہ جائیے اور اس خوشبو کو دھوئیے۔

خوشبو کے استعمال پر سزا کے بارے میں یہ ضابطہ ہے:

i- کسی پورے بڑے عضو مثلاً سر، چہرہ، داڑھی، ہتھیلی، ہاتھ، ران پنڈلی وغیرہ پر خوشبو لگائی یا ایک بڑے عضو سے زیادہ پر لگائی تو دم واجب ہے۔

ii- کسی پورے چھوٹے عضو مثلاً ناک، کان، آنکھ، انگلی وغیرہ پر لگائی یا بڑے عضو کے پورے سے کم حصہ پر لگائی تو پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت واجب ہوگی۔

تنبیہ: عضو کے چھوٹے بڑے ہونے کا اعتبار اس وقت ہے جب خوشبو تھوڑی ہو یعنی عرف و رواج میں اس کو تھوڑا سمجھا جاتا ہو۔ اور اگر اتنی لگائی جو عرف و رواج میں زیادہ سمجھی جاتی ہو تو عضو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہر حال میں دم واجب ہوگا۔ اگر عرف و رواج نہ ہو تو دیکھنے والا یا لگانے والا اس کو زیادہ سمجھے تو زیادہ ہے اور تھوڑی

سمجھے تو تھوڑی ہے۔

مسئلہ: عورت اگر ہتھیلی پر مہندی لگائے تو دم واجب ہوگا۔

8- سر کے بال کاٹنا

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُ وْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْىُ مَحِلَّهٗ. (سوره بقره: 196)

اور مت مونڈو اپنے سر یہاں تک پہنچ جائے قربانی اپنے ٹھکانے پر (اور ذبح ہو جائے)۔

اگر احرام کھولنے کے وقت سے پہلے سر کے بال منڈوائے یا کتروائے یا داڑھی کٹوائی تو دم واجب ہوگا۔ اور اگر چوتھائی سر یا چوتھائی داڑھی سے کم کو منڈوایا یا کتروایا تو صدقہ واجب ہوگا۔

9- ناخن کاٹنا

عَنْ عَطَاءٍ وَ طَاوٗسَ وَمُجَاهِدٍ أَنَّهُمْ قَالُوْا فِى الْمُحْرِمِ اِذَا نَتَفَ إِبِطَهٗ أَوْقَلَمَ أَظْفَارَهٗ فَإِنَّ عَلَيْهِ الْفِدْيَةَ. (ابن ابی سيبة)

حضرات عطاء اور طاؤس اور مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محرم اگر اپنی بغل کے بال اکھیڑے یا اپنے ناخن کاٹ لے تو اس پر فدیہ لازم آتا ہے۔

مسئلہ: ایک وقت میں ایک ہاتھ کے ناخن کاٹے یا چاروں ہاتھ پاؤں کے ایک دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: ایک وقت میں ایک ہاتھ کے ناخن کاٹے پھر دوسرے وقت میں دوسرے ہاتھ کے کاٹے تو دو دم واجب ہوں گے۔

اہم تنبیہ: کسی شرعی عذر سے احرام کے ممنوعات کا ارتکاب کرنے پر جزا

احرام کے ممنوعات کے ارتکاب پر جو سزائیں اوپر لکھی گئیں وہ اس وقت ہیں جب ان کو کسی شرعی عذر کے بغیر کیا گیا ہو۔ اور اگر کسی شرعی عذر سے کیا گیا ہو تو دم واجب ہونے کی صورت میں آدمی کو تین اختیار ہوتے ہیں۔

i- یا تو دم دے

ii- یا تین صاع (ساڑھے دس کلو) گندم چھ مسکینوں کو دے

iii- یا تین روزے رکھے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ وَقَفَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحُدَيْبِيَّةِ وَرَاسِىْ يَتَهَا فَتُ قُمَّلًا فَقَالَ يُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَاسَكَ اَوِ احْلِقْ قَالَ فِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا أَوْبِهٖ أَذًى مِّنْ رَّاسِهٖ إِلٰى آخِرِهَا فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقْ بِفَرْقٍ بَيْنَ سِتَّةٍ أَوْنَسِّكْ مِمَّا تَيَسَّرَ. (بخاری)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ میرے پاس کھڑے ہوئے جب کہ میرے سر سے جوئیں گر رہی تھیں۔ آپ نے پوچھا کیا یہ جوئیں تمہیں تکلیف دے رہی ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا تم اپنا سر منڈا دو۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے ہی (جیسوں کے) بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا أَوْبِهٖ أَذًى مِنْ رَاسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ

اَوْ صَدَقَةٍ أَوْنُسُکٍ (پھر جو کوئی تم میں سے مریض ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو بدلہ دے روزے سے یا صدقہ سے یا قربانی سے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا تو تین دن کے روزے رکھ لو یا تین صاع (لگ بھگ ساڑھے دس کلو) گندم چھ مسکینوں میں صدقہ کر دو یا جو قربانی میسر ہو وہ ذبح کر دو۔

شرعی عذر مندرجہ ذیل ہیں

1- ہر قسم کا بخار 2- سخت سردی 3- سخت گرمی

4- پھنسی پھوڑے یا ہتھیار کا زخم 5- پورے سر کا یا آدھے سر کا درد

6- سر میں جوئیں بہت زیادہ ہو جائیں

7- مرض یا سردی میں ہلاک ہونے کا غالب گمان ہونا

نوٹ: اوپر معلوم ہوا کہ جب سے احرام باندھتے ہیں تو بال نہیں کٹواتے، ناخن نہیں کاٹتے، بالوں میں تیل نہیں ڈالتے سلے ہوئے کپڑے نہیں پہنتے۔ بدن پر میل اور گرد و غبار چڑھنے دیتے ہیں اور پسینہ کی بو آنے دیتے ہیں۔

اور اس حالت کو دور کرنے کی تاریخ 10 ذوالحجہ ہے

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ. (سورہ حج: 29)

یعنی پھر 10 ذوالحجہ کو وہ قربانی کے بعد اپنا میل کچیل دور کریں یعنی بال کٹوائیں اور نہائیں دھوئیں سلے ہوئے کپڑے پہنیں اور اپنے حج کے دیگر واجبات پورے کریں اور اس پرانے گھر کا طواف زیارت کریں۔

ان ممنوعات کے خلاف کرنے میں جرمانہ دینا ہوتا ہے جو کامل جنایت کی صورت میں ایک دم ہے۔ اور اگر جنایت کامل نہ ہو ناقص ہو تو نصف صاع (یعنی پونے دو کلو) گندم صدقہ کرنا ہے کیونکہ شریعت میں دم سے کمتر فدیہ نصف صاع گندم ہے۔ تین صاع گندم تو دم کا متبادل ہے۔

10- خشکی کا شکار کرنا یا شکار میں کسی قسم کی رہنمائی اور مدد کرنا

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ. (سورہ مائدہ: 95)

اے ایمان والو نہ مارو شکار اس حالت میں کہ تم احرام میں ہو۔

حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا. (سورہ مائدہ: 96)

حرام کیا گیا تم پر خشکی کا شکار جب تک تم احرام میں ہو۔

مسئلہ: جو احرام میں ہو اس کو ایسے شکاری کی شکار میں مدد کرنا جو احرام میں نہ ہو اور شکار کے جانور کی طرف رہنمائی کرنا بھی منع ہے۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَعَ رِجَالٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ فِيْ مَنْزِلٍ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَا مَنَا وَالْقَوْمُ مُحْرِمُوْنَ وَاَنَا غَيْرُ مُحْرِمٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ فَاَبْصَرُوْا حِمَارًا وَّحْشِيًّا وَّاَنَا مَشْغُوْلٌ اَخْصِفُ نَعْلِيْ فَلَمْ يُؤْذِنُوْنِيْ وَاَحَبُّوْا لَوْ اَنِّيْ اَبْصَرْتُهُ فَالْتَفَتُّ فَاَبْصَرْتُهُ فَقُمْتُ اِلَى الْفَرَسِ فَاَسْرَجْتُهُ ثُمَّ رَكِبْتُ وَنَسِيْتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقُلْتُ لَهُمْ نَاوِلُوْنِي السَّوْطَ وَ الرُّمْحَ قَالُوْا وَاللّٰهِ لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ (اِنَّا مُحْرِمُوْنَ) فَنَزَلْتُ فَاَخَذْتُهُمَا ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَعَقَرْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ بِهٖ وَقَدْ مَاتَ

فَوَقَعُوْا فِيْهِ يَاكُلُوْنَهُ ثُمَّ إِنَّهُمْ شَكُّوْا فِيْ اَكْلِهِمْ اِيَّاهُ وَهُمْ مُحْرِمٌ فَرُحْنَا وَخَبَاْتُ الْعَضُدَ مَعِيْ فَاَدْرَكْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ فَاَكَلَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ مِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا مَابَقِيَ من لَحْمِهَا. (بخاری)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں واقعہ حدیبیہ کے موقع پر ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے کچھ صحابہ کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف راستہ میں ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ ہم سے کچھ دور آگے تھے۔ دیگر صحابہ تو حالت احرام میں تھے جب کہ میں احرام میں نہ تھا۔ ان لوگوں نے ایک گورخر دیکھا۔ میں اپنی جوتی گانٹھنے میں لگا ہوا تھا لیکن انہوں نے مجھے اس کے بارے میں نہیں بتایا اگرچہ ان کو تمنا ہوئی کہ میں اس کو دیکھ لوں۔ اتفاق سے میری نظر اس طرف اٹھی تو میں نے گورخر کو دیکھ لیا۔ میں اٹھ کر اپنے گھوڑے کی طرف گیا اور اس پر زین ڈالی پھر میں اس پر سوار ہو گیا لیکن کوڑا اور نیزہ لینا بھول گیا۔ میں نے ان ساتھیوں سے کہا کہ مجھے کوڑا اور نیزہ پکڑا دو لیکن انہوں نے کہا واللہ ہم اس سلسلہ میں تمہاری مدد نہیں کریں گے (کیونکہ ہم احرام میں ہیں) تو میں اترا اور میں نے وہ دونوں چیزیں خود لیں پھر میں دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوا اور تیزی سے گورخر پر حملہ آور ہوا اور اس کو مار گرایا پھر اس کو لے کر ساتھیوں کے پاس آیا۔ گوشت بھوننے پکانے کے بعد سب اس کو کھانے لگے۔ کھانے کے بعد پھر ان کو اس کے بارے میں شک ہوا کہ نہ جانے ان کے لئے حالت احرام میں اس کو

کھانا جائز تھا یا نہیں۔ اس پر ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف چلے۔ اس دوران میں نے اس کی دستی کا کچھ گوشت اپنے پاس چھپا لیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو ہم نے گورخر کے بارے میں آپ سے پوچھا۔ آپ ﷺ نے عملی مظاہرہ کے ساتھ جواب دینے کو ترجیح دیتے ہوئے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس اس کا کچھ حصہ ہے۔ میں نے جواب دیا کہ جی ہاں اور وہ دستی کا گوشت آپ کو پکڑایا۔ آپ نے حالت احرام میں ہونے کے باوجود اس کو کھایا۔ اور ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے ان کو گورخر پر حملہ کرنے کو کہا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا۔ جواب دیا کہ نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا (پھر کچھ حرج نہیں اور) تم بچا ہوا گوشت بھی کھا لو۔

سزا

وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّداً فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَاعَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ أَوْكَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ أَوْعَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ (سورہ مائدہ: 95)

(اور جو شخص تم میں سے جان بوجھ کر قتل کرے گا تو) اس پر (اس کے فعل کی) پاداش واجب ہو گی جو کہ (قیمت کے اعتبار سے مساوی ہو گی اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے جس کے تخمینہ کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں پھر اس قاتل کو تخمینہ کئے جانے کے بعد اختیار ہے خواہ اس قیمت کا کوئی ایسا جانور خریدے کہ وہ پاداش کا جانور خاص چوپایوں میں سے ہو یعنی اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری بشرطیکہ کعبہ کے پاس تک یعنی حرم کے اندر پہنچایا جائے۔ اور خواہ اس قیمت کے برابر غلہ بطور کفارہ کے

مساکین کو دے دیا جائے بحساب ایک مسکین کو پونے دوکلو آٹے کے اورخواہ اس غلہ کے برابر روزے رکھ لئے جائیں یعنی ایک مسکین کے صدقہ کے بدلہ ایک روزہ۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلٰى عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّيْ أَجْرَيْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِّيْ فَرَسَيْنِ نَسْتَبِقُ إِلٰى ثَغْرَةِ ثَنِيَّةٍ فَأَصَبْنَا ظَبْيًا وَ نَحْنُ مُحْرِمَانِ فَمَاذَا تَرىٰ فَقَالَ عُمَرُ لِرَجُلٍ بِجَنْبِهٖ تَعَالَ حَتّٰى نَحْكُمَ أَنَا وَأَنْتَ قَالَ فَحَكَمَا عَلَيْهِ بِعَنْزٍ. (مؤطا مالك)

محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور کہا کہ میں اور میرا ایک ساتھی ہم دونوں نے اپنے گھوڑے ثغرہ ثنیہ تک دوڑائے۔ اس دوران ہم نے حالت احرام میں ایک ہرن شکار کیا۔ تو اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے جانب میں بیٹھے ایک صاحب (یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ) سے فرمایا کہ آیئے تاکہ میں اور آپ فیصلہ کریں۔ پھر دونوں نے اس پر ایک بکری کا فیصلہ دیا۔

باب:8

احرام میں مکروہ اور جائز کام

مکروہ کام

مکروہ کاموں سے وہ کام مراد ہیں جن سے ثواب میں کمی ہوتی ہے۔

1- عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنِ الْحَاجُّ قَالَ الشَّعِثُ التَّفِلُ (ابن ماجه)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا حاجی کون ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس کے بال پراگندہ ہوں اور جس سے پسینہ کی بو آرہی ہو۔

لہٰذا مندرجہ ذیل کام مکروہ ہیں۔

i- بدن سے میل دور کرنا اور سر یا داڑھی یا بدن کو صابن وغیرہ سے دھونا۔

مسئلہ: اگر کسی نے سادے بے خوشبو کے صابن سے سر یا جسم دھویا تو کچھ سزا نہیں آتی۔

مسئلہ: اگر خوشبو دار صابن مثلاً لکس وغیرہ استعمال کیا تو اس سے صدقہ واجب

ہوتا ہے کیونکہ وہ خوشبو دار تو ہے لیکن خود خوشبو نہیں ہے۔ البتہ اگر خوشبو دار صابن کئی مرتبہ مل کر سر یا ہاتھ وغیرہ دھویا تو دم واجب ہوگا۔

ii- سر یا داڑھی میں کنگھی کرنا

2- کوئی ایسا کام کرنا جس سے احرام کے ممنوع کام کے واقع ہونے کا اندیشہ ہو مثلاً:

i- سر یا داڑھی کو اس طرح کھجانا کہ بال یا جوں گرنے کا خوف ہو۔ ہاں ایسے آہستہ کھجانا کہ بال اور جوں نہ گرے جائز ہے۔

ii- داڑھی میں خلال کرنا بھی مکروہ ہے۔ اگر کرے تو اس طرح کرے کہ بال نہ ٹوٹیں۔

مسئلہ: اگر وضو کرتے ہوئے یا کنگھی کرتے ہوئے سر یا داڑھی کے تین بال گر گئے تو ایک مٹھی بھر گندم صدقہ کرے اور اگر خود اکھاڑے تو ہر بال کے بدلہ میں ایک مٹھی دے اور اگر تین بال سے زائد گرے یا اکھاڑے تو پونے دو کلو گندم صدقہ دے۔

3- i- تہہ بند کے دونوں کناروں کو آگے سے سینا۔

ii- چادر اور تہبند میں گرہ لگانا یا سوئی اور پن وغیرہ لگانا۔

iii- تہہ بند میں نیفہ جوڑ کر کمر بند (ازار بند) ڈالنا۔

4- ناک اور ٹھوڑی کو کپڑے سے چھپانا۔ البتہ ہاتھ سے چھپانا جائز ہے۔

5- خود خوشبو سونگھنا۔ البتہ اگر خوشبو بلا ارادہ آجائے تو کچھ حرج نہیں۔

وہ کام جو احرام میں جائز ہیں

1- ضرورت کے لئے یا ٹھنڈک حاصل کرنے اور غبار دور کرنے کے لئے سادے

ٹھنڈے و گرم پانی سے غسل کرنا جائز ہے لیکن میل دور نہ کرے۔

2- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اِخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاسَهٗ قَالَ الْمِسْوَرُ لَا يَغْسِلُهٗ فَأَرْسَلَنِیْ اِبْنُ عَبَّاسٍ إِلٰی أَبِیْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِیِّ فَوَجَدْتُّهٗ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يَسْتَتِرُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حُنَيْنٍ أَرْسَلَنِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْئَلُکَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْسِلُ رَاسَهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ يَدَهٗ فِی الثَّوْبِ فَطَاطَأَهٗ حَتّٰی بَدَالِیْ رَاسُهٗ ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ أُصْبُبْ فَصَبَّ عَلٰی رَاسِهٖ ثُمَّ حَرَّکَ رَاسَهٗ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ فَقَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُهٗ ﷺ يَفْعَلُ. (بخاری و مسلم)

عبداللہ بن حنینؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ مقام ابواء میں تھے کہ ان میں اختلاف ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محرم اپنے سر کو دھو سکتا ہے اور حضرت مسور رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں دھو سکتا۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مسئلہ کی تحقیق کے لئے مجھے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو میں نے ان کو قرنین کے درمیان غسل کرتے پایا اور انہوں نے ایک کپڑے سے پردہ کیا ہوا تھا۔ میری آہٹ سن کر انہوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے جواب دیا کہ میں عبداللہ بن حنین ہوں۔ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے اور وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ حالت احرام میں اپنا سر دھوتے تھے۔ یہ سن کر انہوں نے اپنا ایک ہاتھ کپڑے پر رکھ کر اس کو

کچھ نیچے کیا یہاں تک کہ مجھے ان کا سر نظر آنے لگا۔ پھر جو شخص ان پر پانی ڈال رہا تھا اس کو فرمایا کہ پانی ڈالو۔ اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا۔ حضرت ابوایوب انصاری ؓ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر (کے بالوں) کو ہلایا اور اپنے ہاتھوں کو آگے اور پیچھے لے گئے اور فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا۔

2- تہہ بند کے اوپر یا نیچے پیٹی باندھنا۔

3- خوشبو سے خالی سرمہ لگانا، دانت اکھیڑنا، آبلہ پھوڑنا۔

4- سادہ پان جس میں الائچی، لونگ اور خوشبو نہ ہو اس کو کھانا۔

5- سر اور چہرے کے علاوہ باقی سب بدن کو ڈھانپنا مثلاً کان، گردن اور پیروں کو رومال، چادر یا کمبل سے ڈھانپنا۔

6- موذی جانوروں کو مثلاً سانپ، بچھو، گرگٹ، چھپکلی، چیل، مردار خور کوے، چوہے، بھڑ، کھٹمل، مکھی وغیرہ کو مارنا جائز ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ خَمْسِ فَوَاسِقَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ. (بخاری و مسلم).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے پانچ موذی جانوروں کو حرم اور غیر حرم دونوں میں قتل کرنے کا حکم دیا۔ وہ جانور یہ ہیں مردار خور کوا اور چیل اور بچھو اور چوہا اور حملہ کرنے والا کتا (اور دیگر حملے کرنے والے وحشی جانور)۔

7- چھتری وغیرہ استعمال کرنا جائز ہے

عَنْ أُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَتْ حَجَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَرَأَيْتُ أُسَامَةَ وَبِلَالًا وَأَحَدُهُمَا آخِذٌ بِخِطَامِ نَاقَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ يَسْتُرُهُ مِنَ الْحَرِّ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَ فِي رِوَايَةٍ وَالْآخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهُ عَلٰى رَاسِ النَّبِيِّ ﷺ يُظَلِّلُهُ مِنَ الشَّمْسِ. (احمد و مسلم)

حضرت ام حصین رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج وداع کیا تو میں نے اسامہ اور بلال کو دیکھا کہ ان میں سے ایک نبی ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے ہیں اور دوسرے اپنا کپڑا اٹھائے ہوئے ہیں جس سے وہ رسول اللہ ﷺ سے گرمی (اور دھوپ) کو روک رہے ہیں یہاں تک کہ آپ نے جمرہ عقبہ کی رمی کر لی اور ایک روایت میں ہے کہ دوسرے اپنے کپڑے کو رسول اللہ ﷺ کے سر کے اوپر اٹھائے ہوئے ہیں اور آپ کو دھوپ سے سائے میں کئے ہوئے ہیں۔

باب:9

مکہ مکرمہ کو روانگی اور میقات سے گزرنا

احرام کی پابندیوں کا لحاظ کرتے ہوئے اور تلبیہ کی تکرار کرتے ہوئے اب آپ کی منزل مکہ مکرمہ ہے خواہ آپ پاکستان سے سیدھے مکہ مکرمہ جا رہے ہوں یا مدینہ منورہ سے ہو کر مکہ مکرمہ جا رہے ہوں۔ اگر آپ نے ابھی تک احرام نہ باندھا ہو تو آپ کو میقات آنے سے پہلے احرام ضرور باندھ لینا چاہئے۔

مختلف اطراف کے لوگوں کے لئے میقات

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمُهَلُّهُ مِنْ أَهْلِهٖ وَكَذَاكَ وَكَذَاكَ حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا

(بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے میقات قرار دیا اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ کو اور اہل شام کیلئے جحفہ اور اہل نجد کے لئے قرن منازل کو اور اہل یمن کے لئے یلملم کو۔ تو یہ مقام میقات ہیں یہاں کے رہنے والوں کے لئے بھی اور دوسرے علاقے والوں کے لئے بھی جو یہاں سے گذریں حج اور عمرہ کے لئے اور

جو لوگ میقاتوں کے اندر (یعنی حل میں) رہتے ہیں ان کے احرام باندھنے کی جگہ ان کا گھر ہے اور ایسے ہی جو اور اندر کے ہیں اور جو اور اندر کے ہیں یہاں تک کہ مکہ (یعنی حرم) والے مکہ ہی سے احرام باندھیں۔

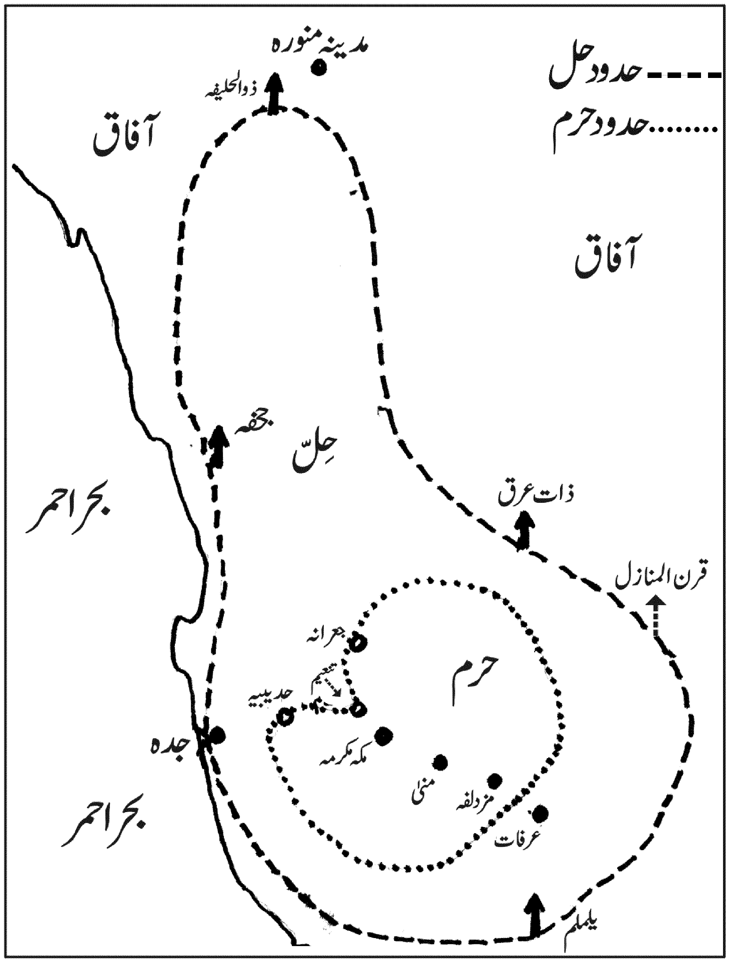

یاد رہے کہ خانہ کعبہ کے ارد گرد کا کچھ علاقہ حرم کہلاتا ہے۔ پھر حرم اور مذکورہ بالا میقاتوں کے درمیان کچھ فاصلہ ہے جو حل کہلاتا ہے۔ جدہ شہر حل کے علاقہ میں واقع ہے۔ حل سے باہر کا علاقہ آفاق کہلاتا ہے۔

مسئلہ: آفاق والوں کے لئے مذکورہ بالا مقامات حج اور عمرہ دونوں کے احرام کے لئے میقات ہیں۔

حل میں رہنے والوں اور میقات پر رہنے والوں کے لئے پورا حل ان کے حج و عمرہ دونوں کے احرام کی میقات ہے

مکہ مکرمہ میں رہنے والے خواہ مستقل رہنے والے ہوں یا چند دنوں کے لیے ان کے لئے حج کے احرام کے لئے میقات حرم ہے اور عمرہ کے لئے حل ہے۔ اور حل میں تنعیم بھی ہے اور جعرانہ بھی ہے۔

احرام کے بغیر میقات سے آگے بڑھنا جائز نہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا تُجَاوِزُوا الْمَوَاقِيْتَ إِلَّا بِإِحْرَامٍ (ابن ابی شیبہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا احرام کے بغیر میقات سے آگے مت بڑھو۔

احرام کے بغیر کوئی میقات پار کر جائے تو وہ واپس آ کر احرام باندھے

عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عَبَّاسٍ يَرُدُّ مَنْ جَاوَزَ الْمِيْقَاتَ غَيْرَ مُحْرِمٍ

(مسند شافعی)

ابوشعثاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے بغیر احرام کے میقات پار کرنے والے کو واپس میقات کی طرف لوٹایا (تا کہ احرام باندھ کر میقات پار کرے)۔

مسئلہ: اگر کوئی واپس نہ جائے مثلاً کسی نے مکہ مکرمہ جاتے ہوئے جدہ پہنچ کر احرام باندھا اور وہاں سے سیدھا مکہ مکرمہ چلا گیا تو اس پر ایک دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: البتہ اگر کسی کے راستے میں دو میقاتیں پڑتی ہوں تو اس کو پہلی میقات سے احرام باندھنا افضل ہے۔ اگر دوسری میقات تک احرام کو مؤخر کیا تو یہ بھی جائز ہے اور احرام کو مؤخر کرنے سے دم واجب نہیں ہوگا۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَمْتِعَ بِثِيَابِهِ إِلَى الْجُحْفَةِ فَلْيَفْعَلْ (مؤطا محمد)

حضرت محمد باقر رحمہ اللہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اے مدینہ والو تمہاری میقات ذوالحلیفہ ہے اور تم کو یہاں سے احرام باندھنا افضل ہے لیکن) اگر تم میں سے کوئی چاہے کہ وہ جحفہ تک اپنے کپڑے پہنا رہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔

باب:10

حرم میں اور مکہ مکرمہ میں داخلہ

حرم میں داخلہ

جدہ سے مسجد حرام تک کل فاصلہ 80 کلومیٹر ہے جب کہ حدود حرم کی ابتداء سے مسجد حرام تک فاصلہ 23 کلومیٹر ہے۔ حدود حرم کے آغاز کی علامت کے طور پر سڑک کے دونوں طرف محراب نما ستون بنے ہوئے ہیں اور بدایة حد الحرم کا بورڈ لگا ہوا ہے۔

حدود حرم پہنچ کر یوں دعا کیجئے

اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُکَ وَ أَمْنُکَ فَحَرِّمْنِیْ عَلَى النَّارِ وَ آمِنِّیْ مِنْ عَذَابِکَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ أَوْلِيَاءِکَ وَ أَهْلِ طَاعَتِکَ. (کتاب الاذکار للنووی)

اے اللہ یہ تیرا حرم ہے اور تیرے امن کی جگہ ہے پس جہنم کو مجھ پر حرام فرما اور اس دن کے عذاب سے ہمیں مامون فرما جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا اور مجھے اپنے دوستوں اور اہل طاعت میں سے بنا دیجئے۔

اب آپ مکہ مکرمہ پہنچتے ہیں۔

جب آپ کی مکہ مکرمہ پر نظر پڑے تو اللہ تعالیٰ سے یوں مناجات کیجئے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِیْ بِهَا قَرَارًا وَّ ارْزُقْنِیْ فِیْهَا رِزْقًا حَلَالاً.

اے اللہ میرے لئے مکہ مکرمہ میں ٹھکانا کردے اور اس میں مجھے حلال روزی دے۔

مکہ مکرمہ میں نہایت ادب و عاجزی کے ساتھ تلبیہ پڑھتے ہوئے داخل ہوں اور داخل ہوتے کے وقت یہ دعا پڑھئے۔

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُکَ جِئْتُ لِأُؤَدِّیَ فَرْضَکَ وَاَطْلُبُ رَحْمَتَکَ وَالْتَمِسُ رِضَاکَ مُتَّبِعًا لِّأَمْرِکَ رَاضِيًا بِقَضَائِکَ أَسْئَلُکَ مَسْئَلَةَ الْمُضْطَرِّيْنَ إِلَيْکَ الْمُشْفِقِيْنَ مِنْ عَذَابِکَ الْخَائِفِيْنَ مِنْ عِقَابِکَ اَنْ تَسْتَقْبِلَنِیَ الْيَوْمَ بِعَفْوِکَ وَتَحْفَظَنِیْ بِرَحْمَتِکَ وَتُجَاوِزَ عَنِّیْ بِمَغْفِرَتِکَ وَ تُعِيْنَنِیْ عَلٰى اَدَاءِ فَرْضِکَ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَ اَدْخِلْنِیْ فِيْهَا وَ اَعِذْنِیْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.

تنبیہ: یہ دو دعائیں اگر چہ نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہیں لیکن ان موقعوں پر اللہ تعالیٰ سے کچھ مناجات کرنی اور اپنے فریضہ کی ادائیگی میں مدد مانگنی بہت مناسب ہے۔ بہت سے لوگوں کو تو سمجھ ہی نہیں ہوگی کہ کیا مانگیں۔ نیک لوگوں کی دعائیں اگر ہم بھی اختیار کرلیں تو دین میں اس سے کوئی ممانعت نہیں ہے۔

مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہی مسجد حرام میں حاضر ہونا مستحب ہے

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَوَّلَ شَيْئٍ بَدَأَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ. (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو آپ نے پہلا کام یہ کیا کہ وضو کیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ ثُمَّ مَضٰى (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو (وضو کرنے کے بعد) آپ مسجد (حرام) میں داخل ہوئے اور حجر اسود کا استلام کیا پھر (بیت اللہ کا) طواف کیا۔

لیکن اگر فوراً ممکن نہ ہو سامان کو رکھنا ہو یا تھکان بہت زیادہ ہو تو پہلے اپنا کام اور آرام کر سکتے ہیں۔ بہر حال جتنی جلدی ممکن ہو مسجد حرام میں حاضر ہوں۔

مسجد حرام میں داخلہ

آپ تلبیہ پڑھتے ہوئے انتہائی عاجزی کے ساتھ دربار الٰہی کی عظمت وجلال کا لحاظ کرتے ہوئے مسجد میں داخل ہوں اور پہلے دایاں پاؤں اندر رکھئے اور یہ مسنون دعا پڑھیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

اللہ کے نام سے (مسجد میں داخل ہوتا ہوں) اور اللہ کے رسول پر اللہ کی رحمت

وسلامتی ہو۔ اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

مسجد حرام میں داخل ہو کر جب آپ کی نظر بیت اللہ پر پڑے تو تین مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہئے اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگئے۔

اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّ مَهَابَةً وَزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَكَرَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ وَ اعْتَمَرَهٗ تَشْرِيْفًا وَّ تَكْرِيْمًا وَّ تَعْظِيْمًا وَّبِرًّا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ.

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْبَيْتَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّمَهَابَةً وَزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَكَرَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ وَاعْتَمَرَهٗ تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّ تَعْظِيْمًا وَّبِرًّا. (مسند الشافعی)

ابن جریج سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت اللہ کو دیکھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور مذکورہ بالا کلمات کہتے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ اے اللہ اس گھر کو شرافت، عظمت، کرامت اور ہیبت میں زیادہ کر اور جو کوئی اس کا حج اور عمرہ کر کے اس کی بزرگی اور اکرام کرے تو اس کو شرافت اور کرامت اور عظمت اور نیکی میں بڑھا۔

عَنْ جَابِرٍ وَسُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يَرَى الْبَيْتَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَقَالَ قَدْ حَجَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَكُنْ يَفْعَلُهٗ. (ابو داؤد، ترمذی، نسائی) وَفِيْ رِوَايَةٍ فَقَالَ ذَاكَ شَيْءٌ يَفْعَلُهُ الْيَهُوْدُ. (طحاوی).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو بیت اللہ کو دیکھ کر اپنے ہاتھ اٹھاتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا

لیکن رسول اللہ ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔اور طحاوی کی روایت میں یہ الفاظ مزید ملتے ہیں فرمایا کہ ایسا کام تو یہودی کرتے ہیں۔

پہلی حدیث میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔ دوسری حدیث میں جس کو یہود کا فعل کہا ہے اس سے مراد وہ ہاتھ اٹھانا ہے جس کے ذریعہ سے بیت اللہ کے ساتھ اپنے تعلق وعقیدت کا اظہار کرنا ہو۔اس لیے دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ كَانَ إِذَا نَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ قَالَ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ. (حاكم)

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جب بیت اللہ پر نظر پڑتی تو یہ کلمات کہتے أَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامَ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ

باب:11

عمرہ کا بیان

اب عمرہ شروع کیجیے

اس کے بعد آپ عمرہ شروع کیجئے۔لیکن اس سے پہلے مندرجہ ذیل باتوں کو ذہن نشین کر لیجیے کہ

عمرہ کے فرائض

دو ہیں:۔ (1) احرام (2) طواف

عمرہ کے واجبات

بھی دو ہیں (1) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔(2) بال منڈوانا یا کتروانا

پہلے آپ نے عمرہ کا طواف کرنا ہے۔

طواف کی تفصیل

چونکہ آپ نے طواف کے بعد عمرہ کی سعی بھی کرنی ہے اور ضابطہ ہے کہ جس طواف کے بعد سعی کرنی ہو اس طواف کو شروع کرنے سے پہلے اضطباع بھی کرے اس لیے مردوں کو چاہیے کہ وہ اضطباع کریں یعنی اوپر کی چادر کو دائیں کندھے پر نہ

رکھیں بلکہ دائیں بغل میں سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لیں۔ دائیں کندھے کو کھلا رکھیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ اِعْتَمَرُوْا مِنْ جِعِرَّانَةَ فَرَمَلُوْا بِالْبَيْتِ وَجَعَلُوْا أَرْدِيَتَهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ ثُمَّ قَذَفُوْهَا عَلٰى عَوَاتِقِهِمُ الْيُسْرٰى. (احمد و ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے جعرانہ سے عمرہ کیا اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے رمل کیا اور اپنی چادروں کو اپنی بغلوں کے اندر کیا پھر ان کو اپنے بائیں کندھوں پر ڈال لیا۔

1- طواف کی جگہ: بیت اللہ کے چاروں طرف مسجد حرام کے اندر اندر ہے اگرچہ اوپر کی منزل پر یا چھت پر ہو لیکن مسجد سے باہر طواف کی جگہ نہیں ہے۔

2- عورتوں کے لیے طواف کا علیحدہ وقت نہ رکھا جائے گا البتہ عورتیں اور مرد ایک دوسرے میں گھسنے سے بچیں۔

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ إِذْ مَنَعَ ابْنُ هِشَامٍ النِّسَاءَ مَعَ الرِّجَالِ قَالَ كَيْفَ يَمْنَعُهُنَّ وَقَدْ طَافَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ الرِّجَالِ قُلْتُ بَعْدَ الْحِجَابِ أَوْ قَبْلُ قَالَ إِيْ لَعَمْرِيْ لَقَدْ أَدْرَكْتُهُ بَعْدَ الْحِجَابِ قُلْتُ كَيْفَ يُخَالِطْنَ الرِّجَالَ قَالَ لَمْ يَكُنْ يُخَالِطْنَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَطُوْفُ حَجْرَةً مِنَ الرِّجَالِ لَا تُخَالِطُهُمْ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ انْطَلِقِيْ نَسْتَلِمْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ انْطَلِقِيْ عَنْكِ وَأَبَتْ يَخْرُجْنَ مُتَنَكِّرَاتٍ بِاللَّيْلِ فَيَطُفْنَ مَعَ الرِّجَالِ وَلٰكِنَّهُنَّ إِذَا دَخَلْنَ

الْبَيْتَ قُمْنَ حِيْنَ يَدْخُلْنَ وَأُخْرِجَ الرِّجَالُ (بخاری)

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں جب (خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے مقرر کئے ہوئے امیر حج ہشام بن عبدالملک کے ماموں) ابن ہشام نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے روک دیا تو عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے مجھ سے کہا کہ (یہ) ابن ہشام عورتوں کو کیسے روکتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج نے مردوں کے ساتھ طواف کیا ہے۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کیا انہوں نے ایسا حجاب کا حکم آنے کے بعد کیا تھا یا پہلے کیا تھا۔ عطاء نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم میں نے تو حجاب کا حکم آنے کے بعد (ہی) ایسا کرتے پایا۔ میں نے پوچھا کہ وہ مردوں کے ساتھ کیسے ملی جلی ہوتی تھیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ مردوں کے ساتھ مل جل کر نہیں چلتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مردوں سے علیحدہ ایک کنارے میں ہو کر طواف کرتی تھیں ان کے ساتھ مل جل کر نہیں کرتی تھیں۔ (اسی طرح) ایک عورت نے (غالباً یہ دیکھ کر کہ مردوں کا ہجوم کم ہے ان سے) کہا اے ام المومنین چلئے ہم مل کر حجر اسود کو بوسہ دے آئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے فرمایا کہ تم خود ہی چلی جاؤ اور خود جانے سے انکار کر دیا (کہ اس میں مردوں کے ساتھ اختلاط کا اندیشہ ہے) اور رسول اللہ ﷺ کی ازواج جب بیت اللہ میں داخل ہوتی تھیں تو داخلہ کے وقت ٹھہر جاتی تھیں یہاں تک کہ مردوں کو باہر نکال دیا جاتا تھا۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنِّيْ أَشْتَكِيْ فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ

(بخاری)

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ میں بیمار ہوں آپ نے فرمایا کہ تم سوار ہو کر لوگوں کے پرے پرے طواف کرلو تو میں نے لوگوں کے پرے پرے طواف کیا۔

طواف کو شروع کرنے سے پہلے طواف سے متعلق مندرجہ ذیل باتوں کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے۔

طواف کے واجبات

1- ستر چھپا ہوا ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا یَطُوْفَنَّ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا عریاں (ننگا) شخص ہر گز بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔

2- طہارت ہو حدث اصغر سے بھی اور حدث اکبر سے بھی یعنی جنابت وحیض وغیرہ سے بھی پاک ہو اور باوضو بھی ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ اِنَّ اَوَّلَ شَیْءٍ بَدَأَ بِهِ النَّبِیُّ ﷺ حِیْنَ قَدِمَ اَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَیْتِ. (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی ﷺ نے مکہ مکرمہ تشریف لانے کے بعد جو سب سے پہلے کام کیا وہ یہ کہ آپ نے وضو کیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا لَا نَرٰی اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا اَبْكِیْ فَقَالَ مَالَكِ اَنَفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّ هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰی بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِیْ مَا یَقْضِی الْحَاجُّ غَیْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفِیْ بِالْبَیْتِ حَتّٰی تَطْهُرِیْ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم حج کے ارادے سے چلے۔ جب ہم سرف (نامی مقام پر) پہنچے تو مجھے حیض شروع ہو گئے (مجھے یہ ڈر ہوا کہ اس وجہ سے کہیں میرا حج نہ رہ جائے اس لئے مجھے رونا آیا) رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا (پھر خود ہی اندازہ کر کے) کہا تمہیں حیض آ گیا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ تو ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں (یعنی عورتوں) پر مقرر فرمائی ہے (تو دل چھوٹا نہ کرو) جیسے حاجی کرتے ہیں تم بھی کرتی رہو البتہ پاک ہونے تک بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔

3- جو شخص پیدل چلنے پر قادر ہو اس کو پیادہ طواف کرنا

4- طواف اس طرح کرنا کہ حجر اسود کے بعد بیت اللہ کا دروازہ آئے پھر حطیم آئے پھر رکن یمانی آئے۔

5- حطیم کو شامل کر کے طواف کرنا

تنبیہ: ان واجبات میں سے بلا وجہ کسی کو ترک کرنے سے دم لازم ہوتا ہے۔

طواف کی سنتیں

1- حجرہ اسود کا استلام کرنا۔

حجر اسود بڑی اہمیت کا حامل پتھر ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیثوں سے واضح ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِيْ آدَمَ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حجر اسود جنت سے اس حال میں اترا تھا کہ وہ دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا پھر انسانوں کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ لِهٰذَا الْحَجَرِ لِسَانًا وَّ شَفَتَيْنِ يَشْهَدَانِ لِمَنِ اسْتَلَمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَقِّهِ (ابن خزیمه)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ (اس) حجر اسود کے لئے (قیامت کے دن) ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے جو قیامت کے دن (ہر) اس شخص کے لئے گواہی دیں گے جس نے حق کے ساتھ اس کا استلام کیا ہوگا۔

2- حجر اسود سے ابتداء کرنا۔

3- ابتدائے طواف میں حجر اسود کی طرف رخ کرنا۔

4- تمام چکر پے در پے کرنا۔

5- بدن اور کپڑوں کا نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا۔

6- طواف کے بعد سعی کرنی ہو تو اضطباع اور رمل کرنا۔

طواف کے مباحات

1- سلام کرنا، چھینک آنے پر الحمد للہ کہنا، شرعی مسائل دریافت کرنا اور بتانا، کسی سے کچھ بات کرنا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ مِثْلُ الصَّلَاةِ إِلَّا أَنَّكُمْ تَتَكَلَّمُوْنَ فِيْهِ فَمَنْ تَكَلَّمَ فِيْهِ فَلَا يَتَكَلَّمَنَّ إِلَّا بِخَيْرٍ (ترمذی و نسائی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیت اللہ کے گرد طواف مثل نماز کے ہے البتہ اتنا (فرق) ہے کہ تم اس میں بات کر سکتے ہو۔ تو جو کوئی طواف کے دوران بات کرے تو وہ صرف بھلائی کی بات کرے (مثلاً دین کا کوئی مسئلہ بتا دیا یا کوئی نصیحت کر دی)۔

2- کچھ پینا

3- کسی عذر کی وجہ سے سوار ہو کر طواف کرنا۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنِّيْ أَشْتَكِيْ فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ (بخاری)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ میں بیمار ہوں تو آپ نے فرمایا تم لوگوں (کے ہجوم) سے باہر باہر سوار ہو کر طواف کر لو۔

4- آہستہ سے یعنی دل دل میں قرآن پڑھنا

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَلْيَدَعِ الْحَدِيْثَ وَلْيَذْكُرِ اللّٰهَ إِلَّا حَدِيْثًا لَّيْسَ بِهٖ بَأْسٌ وَأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَّدَعَ الْحَدِيْثَ كُلَّهٗ إِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ وَ الْقُرْاٰنَ

(مصنف عبدالرزاق)

عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرے وہ دنیوی باتیں نہ کرے بس اللہ کا ذکر کرے الا یہ کہ کوئی بھلائی کی یا نصیحت کی بات ہو۔اور مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ آدمی دنیا کی بات بالکل نہ کرے صرف اللہ کا ذکر اور قرآن کی تلاوت کرے۔

طواف کا طریقہ

طواف شروع کرنے کے لیے آپ حجر اسود کے بالکل سامنے اس کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جایئے اور تلبیہ کہنا بند کر دیجئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُمْسِكُ عَنِ التَّلْبِيَةِ فِي الْعُمْرَةِ إِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ میں جب (طواف شروع کرنے کے وقت) حجر اسود کا استلام کرتے اس وقت تلبیہ کہنا بند کر دیتے۔

پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھایئے اور یہ پڑھیے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَاِتِّبَاعًا لِّسُنَّةِ نَبِيِّكَ.

اس کے بعد درود شریف پڑھیے

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ قَالَ تُرْفَعُ الْأَيْدِيْ فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ ...... وَعِنْدَ اِسْتِلَامِ الْحَجَرِ (طحاوی)

بڑے تابعی ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں رفع یدین (صرف) سات موقعوں پر کیا جائے گا (جن میں سے ایک) حجر اسود کے استلام کا وقت ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ لَمَّا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ (بیہقی و طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب حجر اسود کا استلام کرتے تو بسم اللہ واللہ اکبر کہتے۔

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ إِذَا مَرَّ بِالْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَرَأٰى عَلَيْهِ زِحَامًا اِسْتَقْبَلَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ إِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَاتِّبَاعًا لِّسُنَّةِ نَبِيِّكَ (بیہقی و طبرانی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ حجر اسود کے پاس سے گزرتے اور اس کے پاس ہجوم دیکھتے تو حجر اسود کی طرف رخ کرتے اور تکبیر (یعنی بسم اللہ واللہ اکبر) کہتے پھر یہ کلمات کہتے اَللّٰهُمَّ إِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَاتِّبَاعًا لِّسُنَّةِ نَبِيِّكَ. (اے اللہ ہم آپ پر ایمان رکھتے ہوئے اور آپ کی کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور آپ کے نبی ﷺ کے طریقے کا اتباع کرتے ہوئے یہ اعمال کرتے ہیں)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّسْتَلِمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِيْمَاناً بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَاتِّبَاعًا لِّسُنَّةِ نَبِيِّكَ ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَسْتَلِمُهُ. (رواه الواقدی المغازی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جب حجر اسود کا استلام کرتے تو یہ کلمات کہتے تھے اَللّٰهُمَّ إِيْمَانًا بِكَ وَ تَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَ اتِّبَا عَالِّسُنَّةِ نَبِيِّكَ

پھر وہ نبی ﷺ پر درود پڑھتے پھر استلام کرتے۔

اس کے بعد ہاتھ چھوڑ کر حجر اسود پر آئیے اور دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھ کر اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں کے بیچ میں رکھ کر آہستہ سے آواز کے بغیر بوسہ لیجئے اور حجر اسود پر اپنا ماتھا ٹکائیے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ رَاَيْتُ عَمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَبَّلَ الْحَجَرَ الْاَسْوَدَ وَقَالَ اِنِّیْ لَأُ قَبِّلُکَ وَأَعْلَمُ اَنَّکَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَاَنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَلَوْ لَا اَنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُکَ مَا قَبَّلْتُکَ. (مسلم و نسائی)

عبداللہ بن سرجس رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور فرمایا میں نے تجھے بوسہ دیا اور میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر (اپنی طرف سے) تو نہ کسی کو نقصان دے سکتا ہے اور نہ نفع دے سکتا ہے اور اللہ میرا رب ہے اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَ سَجَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُهٗ. (ابن ماجه)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس پر ماتھا ٹکایا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

لیکن یاد رکھئے کہ حجر اسود کو چومنا اس وقت مسنون ہے جب کسی کو تکلیف نہ ہو۔

کسی مسلمان کو سنت پر عمل کی وجہ سے تکلیف دینا حرام ہے اس لئے دھکے دے کر استلام نہ کیجئے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَهٗ يَا عُمَرُ اِنَّکَ رَجُلٌ قَوِیٌّ لَا تُزَاحِمُ عَلَی الْحَجَرِ فَتُؤْذِی الضَّعِيْفَ وَاِنْ وَّجَدْتَّ خَلْوَةً فَاسْتَلِمْهُ وَاِلَّا فَاسْتَقْبِلْهُ وَكَبِّرْ وَ هَلِّلْ. (احمد و بيهقى)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا اے عمر تم قوی آدمی ہو۔ حجر اسود پر تم مزاحمت نہ کرنا ورنہ تم سے کمزوروں کو تکلیف پہنچے گی۔ اگر تم تنہائی پاؤ تو اس کو بوسہ دے لینا ورنہ اس کی طرف رخ کرنا اور تکبیر و تہلیل کر لینا یعنی **الله اكبر لا إله الا الله** کہنا

بلکہ ایسے وقت اگر ہو سکے تو صرف اپنے دونوں ہاتھ حجر اسود کو لگائیے اور ہاتھوں کو چوم لیجئے۔ اگر صرف ایک ہاتھ لگا سکیں تو دایاں ہاتھ لگائیے، اور اگر ہاتھ لگانا ممکن نہ ہو تو کسی چھڑی سے حجر اسود کو چھوئیے اور اس کو بوسہ دیجئے۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھا کر دونوں ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف اس طرح کیجئے کہ ہتھیلیوں کی پشت آپ کے چہرے کی طرف رہے اور یہ خیال کیجئے کہ آپ کی ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھی ہیں اور تکبیر و تہلیل کیجئے اور ہتھیلیوں کو بوسہ دیجئے۔

عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ اِسْتَلَمَ الْحَجَرَ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَبَّلَ يَدَهٗ وَقَالَ مَا تَرَكْتُهٗ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُهٗ (بخارى و مسلم)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے

اپنے ہاتھ سے حجر اسود کا استلام کیا پھر اپنے ہاتھ کا بوسہ لے لیا اور کہا جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کرتے دیکھا ہے اس وقت سے میں نے (بھی) اس عمل کو ترک نہیں کیا۔

عَنْ أَبِی الطُّفَیْلِ عَامِرِبْنِ وَاثِلَةَ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ وَیَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِمِحْجَنٍ مَعَهُ وَیُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ. (مسلم)

حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا اور آپ کو اپنے ساتھ ایک چھڑی سے حجر اسود کو چھوتے اور پھر چھڑی کو بوسہ دیتے دیکھا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی بَعِیْرٍ کُلَّمَا أَتٰی عَلَی الرُّکْنِ أَشَارَ إِلَیْهِ بِشَیْءٍ فِیْ یَدِهٖ وَکَبَّرَ (بخاری و احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے (اس وجہ سے کہ آپ کو کچھ تکلیف بھی تھی اور اس وجہ سے بھی کہ لوگ آپ سے حج کے افعال کو دیکھ کر سیکھ لیں) اونٹ پر طواف کیا (اس وقت مطاف کی زمین بھی کچی تھی اور اللہ تعالیٰ نے مسجد حرام کو جانور کی نجاست سے بھی پاک رکھا) آپ (طواف کرتے ہوئے) جب بھی حجر اسود کے مقابل آتے تو اپنے ہاتھ میں کسی شے (مثلاً چھڑی) سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور تکبیر کہتے (پھر جیسا کہ مسلم میں ہے **وَیُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ** کہ اس چھڑی کو بوسہ دیتے تھے)۔

حجر اسود کے استلام سے فارغ ہو کر آپ دائیں کو مڑ جائیں اور بیت اللہ کے گرد

چکر لگانا شروع کیجئے اور بیت اللہ کے دروازے کی طرف چلئے۔

لیکن یاد رکھئے کہ آپ کو پہلے تین چکروں میں رمل کرنا ہے یعنی اکڑ کر شانے ہلاتے ہوئے کچھ تیزی کے ساتھ قریب قریب قدم رکھ کر چلئے۔ باقی چار چکروں میں رمل نہیں کرنا ان میں اپنی عام چال سے چلئے۔ لیکن عورتیں رمل نہ کریں۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَکَّةَ بَدَأَ بِالْحَجَرِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ أَخَذَ عَنْ یَّمِیْنِهٖ فَرَمَلَ ثَلَاثَةَ أَشْوَاطٍ وَمَشٰی أَرْبَعًا. (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں تشریف لائے تو (وضو کر کے) آپ حجر اسود کے پاس آئے اور اس کا استلام کیا پھر اپنے دائیں کو مڑے اور تین چکروں میں رمل کیا اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَیْسَ عَلَی النِّسَاءِ رَمَلٌ بِالْبَیْتِ وَلَا بَیْنَ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةِ (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورتوں پر نہ تو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے رمل ہے اور نہ صفا و مروہ کے درمیان (سعی کرتے ہوئے رمل ہے)۔

بیت اللہ کا چکر لگاتے ہوئے

(1) ایک تو اس بات کا خیال رہے کہ بیت اللہ مسلسل آپ کے بائیں طرف رہے۔ ترچھے ہو کر اس طرح سے چلنا کہ بیت اللہ آپ کے سامنے یا آپ کی پشت کی طرف ہو جائے بائیں ہاتھ کو نہ رہے صحیح نہیں اور جتنے قدم آپ ایسے چلے ہوں گے اتنے قدم واپس پلٹ کر دوبارہ صحیح طریقے سے چلئے۔

(2) دوسرے اس بات کا اہتمام کیجئے کہ طواف حطیم کے باہر باہر کریں اس کے اندر سے گزر کر نہ کریں۔

حطیم نصف دائرہ کی وہ دیوار ہے جو خانہ کعبہ کی ایک سائڈ میں کچھ فاصلہ پر بنی ہوئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حطیم کا حصہ درحقیقت بیت اللہ کا حصہ ہے جو دورِ نبوت سے پہلے جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تو حلال مال کم ہونے کی وجہ سے اس کی تعمیر مکمل نہ کر سکے اور حطیم کا حصہ باہر چھوڑ دیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الْحَجَرِ أَ مِنَ الْبَیْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا لَهُمْ لَمْ یُدْخِلُوْهُ فِی الْبَیْتِ قَالَ إِنَّ قَوْمَکِ قَصُرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ وَلَوْ لَا أَنَّ قَوْمَکِ حَدِیْثُ عَهْدٍ بِالْجَاهِلِیَّةِ فَاَخَافُ أَنْ تُنْکِرَ قُلُوْبُهُمْ لَنَظَرْتُ أَنْ أُدْخِلَ الْحَجَرَ فِی الْبَیْتِ. (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کیا حطیم بیت اللہ کا حصہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ کہتی ہیں میں نے پوچھا کہ پھر لوگوں نے اس کو بیت اللہ میں کیوں شامل نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ تمہاری قوم کے پاس تعمیر کا خرچہ کم پڑ گیا تھا۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمہاری قوم کی جاہلیت کا زمانہ قریب کا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کے دل بیت اللہ میں تبدیلی کو قبول نہ کریں تو میں حطیم کو بیت اللہ میں شامل کرنے پر غور کرتا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْحَجَرُ مِنَ الْبَیْتِ لِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَافَ بِالْبَیْتِ مِنْ وَّرَائِهٖ. (حاکم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حطیم بیت اللہ کا حصہ ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف حطیم کے باہر سے کیا۔

طواف کے دوران آپ یہ ذکر کرتے رہئے **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.**

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ سَبْعًا فَلَمْ یَتَکَلَّمْ إِلَّا بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ مُحِیَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَیِّئَاتٍ وَکُتِبَتْ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهٗ دَرَجَاتٌ. (ابن ماجه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جس شخص نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور دنیوی بات کے بجائے **سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حول وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ** کہتا رہا تو اس کے دس گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے درجے بڑھا دیئے جائیں گے۔

جب آپ بیت اللہ کے آخری یعنی چوتھے کونے پر پہنچیں جس کو رکن یمانی کہتے ہیں تو اس کا استلام کیجیے۔ اس کے استلام میں اس کو صرف دونوں ہاتھ یا دایاں ہاتھ لگائیے۔ اس کا نہ بوسہ لینا ہے اور نہ ہی اس پر اپنا ماتھا ٹکانا ہے۔ درمیان کے دو کونوں کا استلام نہیں ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمْ أَرَ النَّبِیَّ ﷺ یَسْتَلِمُ مِنَ الْبَیْتِ إِلَّا الرُّکْنَیْنِ الْیَمَانِیَّیْنِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیت اللہ کے صرف دو رکن (یعنی حجر اسود اور رکن) یمانی کا استلام کرتے دیکھا۔

رکن یمانی سے آگے حجر اسود والے کونے کی طرف جاتے ہوئے یہ دعا مانگئے

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ بَیْنَ الرُّکْنِ الْیَمَانِیِّ والْحَجَرِ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (احمد)

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ کلمات کہتے سنا: رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

اس موقع پر یہ دعا بھی مانگئے

اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَۃٍ لِّیْ بِخَیْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَدْعُوْ بِھٰذَا الدُّعَاءِ بَیْنَ الرَّکْنَیْنِ اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَۃٍ لِّیْ بِخَیْرٍ. (ابن ماجہ و حاکم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان نبی ﷺ یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَۃٍ لِّیْ بِخَیْرٍ.

پھر آخر میں جب حجر اسود پر پہنچیں تو اس کی طرف رخ کر کے اس کا اسی طرح استلام کیجئے جیسا پہلی مرتبہ کیا تھا لیکن کانوں تک ہاتھ نہ اٹھائیے وہ صرف پہلی مرتبہ اٹھائے جاتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی بَعِیْرٍ کُلَّمَا أَتٰی عَلَی الرُّکْنِ أَشَارَ إِلَیْہِ بِشَیْءٍ فِیْ یَدِہٖ وَکَبَّرَ. (بخاری و احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اونٹ پر طواف کیا۔ آپ (طواف کرتے ہوئے) جب بھی حجر اسود کے مقابل آتے تو اپنے ہاتھ میں کسی شے سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور تکبیر کہتے۔

یہاں تک آپ کا ایک چکر پورا ہو گیا۔ اسی طرح سات چکر پورے کیجئے اور ساتویں چکر کے بعد آٹھویں مرتبہ استلام کر لیں تو آپ کا طواف پورا ہو گیا۔

طواف پورا کر لینے کے بعد اب آپ مقام ابراہیم کے پاس آئیے اور یہ آیت پڑھئے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلًّی اور اس کے پیچھے آ کر دو رکعت پڑھئے۔ یہ رکعتیں پڑھنا واجب ہے۔ اگر مقام ابراہیم کے پیچھے جگہ نہ ملے تو ان کو کسی دوسری جگہ بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَمَّا انْتَھٰی إِلٰی مَقَامِ إِبْرَاھِیْمَ قَرَأَ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاھِیْمَ مُصَلًّی فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ فَقَرَأَ فَاتِحَۃَ الْکِتَابِ وَقُلْ یَاأَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ أَحَدٌ ثُمَّ عَادَ إِلَی الرُّکْنِ فَاسْتَلَمَہٗ ثُمَّ خَرَجَ إِلَی الصَّفَا (مسلم و احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (طواف کے سات چکر پورے کر کے) مقام ابراہیم تک پہنچے تو ان الفاظ کی قراءت کی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى یعنی بناؤ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ (سورہ بقرہ 125) اور دو رکعتیں پڑھیں (جن میں) آپ نے (پہلی رکعت میں) سورہ فاتحہ اور سورہ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ پڑھی اور (دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور) سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی پھر حجر اسود کی طرف واپس آئے اور اس کا استلام کیا۔ پھر (سعی کے لئے) صفا کی طرف تشریف لے گئے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أُقِيْمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ فَطُوْفِيْ عَلٰى بَعِيْرِكِ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَلَمْ تُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَتْ (بخاری)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا جب فجر کی جماعت کھڑی ہو جائے اور لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو تم اپنے اونٹ پر طواف کر لینا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ (مسجد حرام سے) باہر چلی گئیں۔

دوگانہ طواف کو تین مکروہ اوقات میں ادا نہ کیا جائے

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ يَقُوْلُ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَنْهَانَا اَنْ نُصَلِّيَ فِيْهِنَّ حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْسُ وَحِيْنَ تَضِيْفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ. (مسلم)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تین اوقات ایسے ہیں جن میں نماز پڑھنے سے رسول اللہ ﷺ ہمیں منع فرماتے تھے۔ ایک جب سورج صاف طور سے نکلنے لگے یہاں تک کہ بلند ہو جائے اور نصف النہار کے وقت یہاں تک کہ سورج کا ڈھلاؤ شروع ہو جائے اور تیسرے جس وقت سورج مائل ہونے لگے یہاں تک کہ مکمل غروب ہو جائے۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ. (بخاری)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے یہاں تک کہ سورج (طلوع ہو کر) بلند ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے یہاں تک کہ سورج پورا ڈوب جائے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ نَاسًا طَافُوْا بِالْبَيْتِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ثُمَّ قَعَدُوْا إِلَى الْمُذَكِّرِ حَتّٰى إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامُوْا يُصَلُّوْنَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی الله عنها قَعَدُوْا حَتّٰى إِذَا كَانَتِ السَّاعَةُ الَّتِيْ يُكْرَهُ فِيْهَا الصَّلَاةُ قَامُوْا يُصَلُّوْنَ. (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے فجر کی نماز کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا پھر وعظ سننے بیٹھ گئے یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہو گیا تو انہوں نے کھڑے ہو کر طواف کا دوگانہ پڑھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے

عمل کو قابل اعتراض سمجھتے ہوئے کہا کہ وہ بیٹھ گئے یہاں تک کہ جب وہ گھڑی آ گئی جس میں نماز مکروہ ہے تو انہوں نے کھڑے ہو کر نماز پڑھ لی۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِذَا أَرَدْتَّ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ أَوِ الْعَصْرِ فَطُفْ وَ أَخِّرِ الصَّلَاةَ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ أَوْحَتّٰى تَطْلُعَ فَصَلِّ لِكُلِّ أَسْبُوْعٍ رَكْعَتَيْنِ. (ابن ابی شیبه)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب تم فجر یا عصر کی نماز کے بعد بیت اللہ کے طواف کا ارادہ کرو تو طواف تو کر لو لیکن طواف کے دوگانہ کو مؤخر کرو یہاں تک کہ سورج غرویب ہو جائے یا طلوع ہو جائے پھر ہر طواف کے لئے دو رکعتیں پڑھو۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهٗ طَافَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ بِالْكَعْبَةِ فَلَمَّا قَضٰى طَوَافَهٗ نَظَرَ فَلَمْ يَرَ الشَّمْسَ فَرَكِبَ وَلَمْ يُسَبِّحْ حَتّٰى أَنَاخَ بِذِىْ طُوًى فَسَبَّحَ رَكْعَتَيْنِ. (موطا محمد)

عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ فجر کی نماز کے بعد انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کعبہ کا طواف کیا۔ کہتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طواف پورا کر لیا تو انہوں نے نظر اٹھائی لیکن سورج کو نہ پایا (کہ وہ ابھی تک نہ نکلا تھا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور نماز پڑھے بغیر روانہ ہوئے۔ پھر ذی طویٰ میں اپنی سواری کو بٹھایا اور دوگانہ طواف ادا کیا۔

تنبیہ: فجر اور عصر کی نماز کے بعد سورج نکلنے اور غروب ہونے سے پہلے قضا نماز اور سجدہ تلاوت وغیرہ کر سکتے ہیں لیکن طواف کی دو رکعتیں نہیں پڑھ سکتے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ رکعتیں اصل کے اعتبار سے نفل ہیں اگرچہ ان کو چھوڑنے کی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے ان کا پڑھنا واجب ہے جیسے کوئی شخص نذر مان لے کہ وہ کام ہونے پر دو رکعت پڑھے گا یا دو رکعت نفل پڑے گا۔ تو یہ اصل میں دو نفل ہوتے ہیں لیکن نذر کی وجہ سے ان کا پڑھنا واجب ہوتا ہے اور یہ عصر کے بعد یا فجر کے بعد نہیں پڑھے جا سکتے۔

کسی عذر مثلاً یہ کہ جماعت کھڑی ہو جائے یا نماز جنازہ شروع ہو جائے یا وضو ٹوٹ جائے تو جہاں سے طواف کو چھوڑا وہیں سے دوبارہ شروع کر کے آپ طواف کو مکمل کر سکتے ہیں۔

عَنْ جَمِيْلِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ طَافَ بِالْبَيْتِ فَأُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى مَعَ الْقَوْمِ ثُمَّ قَامَ فَبَنٰى عَلٰى مَا مَضٰى مِنْ طَوَافِهٖ. (سعید بن منصور)

جمیل بن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے کہ اس دوران جماعت کھڑی ہو گئی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی پھر کھڑے ہوئے اور اپنا باقی طواف پورا کیا۔

آپ کا طواف پورا ہوا۔ دوگانہ پڑھنے کے بعد زمزم کے کنویں پر یا زمزم کی جگہ پر آب زمزم خوب پیجئے اور دعا مانگئے۔

سعی کی تفصیل

اب آپ نے عمرہ کے لیے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا ہے جو صفا اور مروہ کے درمیان مخصوص طریقے پر سات چکر لگانے کو کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ:

1- سعی کرنا واجب ہے

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ قُلْتُ لَهَا إِنِّیْ لَأَظُنُّ رَجُلاً لَوْلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مَا ضَرَّهُ قَالَتْ لِمَ ؟ قُلْتُ لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا فَقَالَتْ مَاأَتَمَّ اللّٰهُ حَجَّ امْرِءٍ وَلَا عُمْرَتَهُ لَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَوْكَانَ كَمَا تَقُوْلُ لَكَانَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا (مسلم)

عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا میرا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرے تو یہ بات اس کو کچھ نقصان نہ دے گی۔ انہوں نے پوچھا وہ کیوں؟ میں نے کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا یعنی بلا شبہ صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں تو جو شخص بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے وہ اگر صفا اور مروہ کا چکر لگائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سعی کرنا اختیاری ہے واجب نہیں)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس آدمی کے نہ حج کو پورا کرتے ہیں اور نہ اس کے عمرے کو پورا کرتے ہیں جو صفا اور مروہ کی سعی نہ کرے۔ اور اگر بات ویسے ہوتی جیسے تم کہہ رہے ہو تو پھر آیت کے الفاظ یہ ہوتے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا کہ اگر کوئی ان کے درمیان سعی نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔

2- سعی طواف کے متصل بعد کرنا سنت ہے واجب نہیں ہے۔ اگر آپ کسی عذر

یا تھکان کی وجہ سے طواف کے فوراً بعد نہ کرسکیں تو مضائقہ نہیں۔ البتہ بغیر عذر کے تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

3- عمرہ کرتے ہوئے طواف کے بعد لیکن سعی سے پہلے بیوی سے صحبت کرنا جائز نہیں۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ فِیْ عُمْرَةٍ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَتٰى امْرَأَتَهُ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قَالَ وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتّٰى يَطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ (بخاری)

عمرو بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں ہم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایک شخص جس نے عمرہ کے لئے بیت اللہ کا طواف تو کرلیا لیکن صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہیں کی۔ اب وہ اپنی بیوی سے صحبت کرنا چاہتا ہے (تو کیا وہ ایسا کرسکتا ہے) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ (عمرہ کیلئے) تشریف لائے تو (اس میں) آپ نے (پہلے) بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور (طواف پورا ہونے پر) مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور (اس کے بعد) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے سات چکر لگائے (اس کے بعد رسول اللہ ﷺ عمرہ سے حلال ہوئے) اور رسول اللہ ﷺ کے عمل ہی میں تمہارے لئے عمدہ نمونہ ہے (لہٰذا اسی کے مطابق وہ عمل کرے اور سعی سے پہلے صحبت نہ کرے) عمرو بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں

ہم نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے (بھی یہی) سوال کیا تو انہوں نے فرمایا وہ شخص جب تک صفا اور مروہ کی سعی نہ کر لے ہرگز اپنی بیوی سے قربت نہ کرے۔

4- سعی کے لیے طہارت شرط نہیں ہے یعنی نہ وضو ہونا شرط ہے اور نہ ہی جنابت وحیض سے پاک ہونا شرط ہے۔ البتہ طہارت مستحب ہے۔

5- سعی کو صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا واجب ہے۔

6- اگر سعی کرتے ہوئے جماعت کھڑی ہو جائے یا نماز جنازہ ہونے لگے تو آپ سعی کو چھوڑ کر نماز میں شریک ہو جائیے اور باقی پھیرے بعد میں پورے کیجئے۔

سعی کا طریقہ

سب سے پہلے ایک دفعہ پھر حجر اسود کا اسی طرح استلام کیجئے جس طرح آپ نے طواف میں کیا تھا۔ اس کے بعد باب الصفا سے مسجد سے باہر نکلئے اور صفا کی طرف جائیے۔

صفا کے قریب پہنچ کر یہ پڑھئے

اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ.

اور صفا پر چڑھئے۔ پھر بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوں اور تین مرتبہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہئے اور یہ کلمات کہیے۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ أَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ.
(حصن حصین)

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کا تمام ملک ہے اور اسی کی سب تعریف ہے، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا و یگانہ ہے اس نے اپنے وعدے کو پورا کر دیا (اور مکہ فتح کرا دیا) اور اپنے بندے (حضرت محمد ﷺ) کی مدد فرمائی اور تن تنہا کافروں کے لشکر کو شکست دی۔

صفا پر یہ دعا پڑھنا بھی منقول ہے

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ وَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَاِنِّيْ اَسْئَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِيْ لِلْإِسْلَامِ اَنْ لَّا تَنْزِعَهٗ مِنِّيْ حَتّٰى تَتَوَفَّانِيْ وَأَنَا مُسْلِمٌ. (حصن حصین)

اے اللہ بے شک تو نے ارشاد فرمایا ہے مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جیسے تو نے مجھے اسلام کی ہدایت دی اسی طرح مجھے اس سے محروم بھی نہ کرنا یہاں تک کہ تو مجھے اسلام پر ہی اٹھا لے۔

پھر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کو تین مرتبہ کہہ کر صفا سے اتریئے اور مروہ کی جانب چلئے۔ صفا اور مروہ کے درمیان راستے میں دو سبز ستون آتے ہیں جن کے درمیان دوڑنا ہے۔ جب پہلا سبز ستون نو فٹ کے فاصلہ پر رہ جائے تو دوڑ کر چلئے مگر درمیانی رفتار سے دوڑیئے اور عورتیں نہ دوڑیں۔ جب آپ دوسرے سبز ستون سے آگے بڑھ جائیں تو دوڑنا بند کر دیجئے اور اپنی عام چال سے چلئے اس دوران آپ ذکر

ودعا میں مشغول رہئے اور یہ دعا بھی منقول ہے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ إِنَّکَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَکْرَمُ. (حصن حصین

اے میرے رب تو مجھے بخش دے اور رحم فرما بے شک تو ہی سب سے غالب اور سب سے زیادہ کرم والا ہے۔

جب آپ مروہ پر پہنچیں تو کشادہ جگہ پر رک جائیے اور کچھ دائیں طرف کو مائل ہو کر بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیے اور صفا کی طرح یہاں پر بھی اسی طرح ذکر اور دعا میں مشغول ہوں۔

یہ آپ کی سعی کا ایک چکر ہو گیا۔

اس کے بعد مروہ سے اتر کر پھر صفا کی طرف چلئے اور حسب سابق دو سبز ستونوں کے درمیان دوڑ کر چلئے اور صفا پر چڑھ کر پھر اسی طرح دعا اور ذکر کیجئے۔ یہ دوسرا چکر ہو گیا۔

اسی طرح سے سات چکر پورے کیجئے۔ ساتواں چکر مروہ پر پورا ہوگا۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَأَ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهِ حَتّٰى رَأَى الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْبَيْتَ فَوَحَّدَ اللّٰهَ وَكَبَّرَهُ وَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْکَ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِکَ فَقَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ إِلَى الْمَرْوَةِ حَتّٰى انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ بَطْنِ الْوَادِيْ

(سَعٰى) حَتّٰى إِذَا صَعِدَتَا مَشٰى حَتّٰى أَتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا (مسلم).

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صفا (پہاڑی) کے پاس پہنچے تو ان الفاظ کی قراءت کی **إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ** (بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔ اور فرمایا) میں بھی اسی سے شروع کرتا ہوں جس کو اللہ نے شروع میں ذکر کیا۔ پھر صفا سے آپ نے سعی کو شروع کیا۔ (اس کے لئے) آپ صفا پر چڑھے یہاں تک کہ آپ بیت اللہ کو دیکھنے لگے۔ آپ نے بیت اللہ کی طرف رخ کیا اور اللہ تعالیٰ کی توحید وتکبیر بیان کی اور یہ کلمات کہے **لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْکَ لَهُ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ** (تنہا اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کے لئے تمام بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تمام تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ تنہا اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا تمام جماعتوں کو شکست دی) اور آپ دعا میں مصروف ہوئے پھر آپ نے دعا کی اس حال میں کہ اس کے درمیان آپ نے توحید کے کلمات تین مرتبہ کہے۔ پھر آپ صفا سے نیچے اترے اور مروہ کی طرف چلے یہاں تک کہ آپ کے قدم وادی میں اتر گئے۔ پھر آپ تیز تیز قدم چلے یہاں تک کہ جب آپ کے قدم وادی سے اوپر اٹھ گئے تو آپ عام رفتار سے چلے یہاں تک کہ آپ مروہ پر آئے اور مروہ پر

بھی ویسے ہی کیا جیسا آپ نے صفا پر کیا تھا۔

تنبیہ: بعض لوگوں کو یہ خیال ہوتا ہے کہ سعی کو صفا اور مروہ کے درمیان کرنے کا حکم ہے لیکن اب سعی کرنے کے لئے دوسری منزل اور چھت پر بھی انتظام ہے حالانکہ وہ صفا اور مروہ پہاڑوں کی چوٹی سے اوپر ہیں اور ان حصوں کو صفا و مروہ کے درمیان نہیں کہا جا سکتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہاڑوں پر اگر مزید مٹی یا ملبہ ڈال دیا جائے تو پہاڑ مزید اونچا شمار ہوگا۔ اسی طرح اگر پہاڑ پر دیوار کھڑی کر دی جائے تو وہ بھی پہاڑ کا حصہ سمجھی جائے گی۔ اب صورتحال ایسی ہے کہ صفا اور مروہ دونوں پر دیواریں ہیں جو مسجد حرام کی چھت سے بھی اوپر تک کھڑی ہیں۔ تو گویا پہاڑ کو چھت کے اوپر تک کر دیا گیا ہے اور اس طرح دوسری منزل میں سعی اور چھت پر سعی صفا و مروہ ہی کے درمیان ہے۔

سعی کے سات چکر پورے کرنے کے بعد مسجد حرام میں جا کر مطاف کے کنارے پر دو رکعت نفل پڑھیئے

رَوَى الْمُطَّلِبُ بْنُ أَبِيْ وَدَاعَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ سَعْيِهٖ جَاءَ حَتّٰى إِذَا حَاذَى الرُّكْنَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِيْ حَاشِيَةِ الْمَطَافِ وَلَيْسَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ الطَّائِفِيْنَ أَحَدٌ. (احمد، ابن ماجه، ابن حبان)

حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ اپنی سعی سے فارغ ہوئے تو آپ مسجد حرام میں تشریف لائے اور حجر اسود کے مقابل کھڑے ہو گئے اور مطاف کے کنارے پر آپ نے دو رکعت نماز ادا کی اور

آپ کے اور طواف کرنے والوں کے درمیان کوئی حائل نہ تھا (اور کوئی سترہ بھی نہ تھا۔)

بال منڈوانا یا کتروانا

آپ نے عمرہ کے تمام افعال پورے کر لئے اور اب احرام سے نکلنے کے لئے اپنے سر کے بالوں کو منڈوانا یا کتروانا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهٗ هَدْىٌ فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيُحَلِّلْ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے ساتھ ہدی کا جانور نہ ہو وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا و مروہ کا طواف (یعنی سعی) کرے اور بالوں کا قصر (یا حلق) کرے اور حلال ہو جائے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ لِيْ مُعَاوِيَةُ إِنِّيْ قَصَّرْتُ مِنْ رَاسِ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ الْمَرْوَةِ بِمِشْقَصٍ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا (جب ایک مرتبہ نبی ﷺ عمرہ کر کے فارغ ہوئے تو) میں نے مروہ کے پاس نیزے کے پھل سے آپ ﷺ کے بال کترے تھے۔

لیکن کتروانے کے مقابلہ میں بال منڈوانا افضل ہے

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ قَالَهَا ثَلَا ثًا

قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِيْنَ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ سر مونڈوانے والوں کو بخش دیجئے۔ لوگوں نے کہا (اے اللہ کے رسول یہ بھی فرما دیجئے کہ) اور بال کترانے والوں کو بھی (بخش دیجئے) آپ ﷺ نے (پھر) کہا اے اللہ سر مونڈوانے والوں کو بخش دیجئے۔ لوگوں نے (پھر درخواست کی اور) کہا (یہ بھی فرما دیجئے کہ) اور بال کترانے والوں کو بھی (بخش دیجئے) آپ ﷺ نے وہی دعا تین مرتبہ کہی پھر (اس کے بعد) فرمایا اور بال کترانے والوں کو بھی (بخش دیجئے)۔

عورتوں کو سر کے بال منڈوانا جائز نہیں

عَنْ عَلِيٍّ وَّعَائِشَةَ قَالَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُحَلِّقَ الْمَرْأَةُ رَاسَهَا (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا کہ عورت اپنا سر مونڈوائے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيْرُ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کو سر نہیں مونڈوانا بلکہ ان کو (صرف) بال کتروانے ہیں۔

تنبیہ: 1- مرد عمرہ سے فارغ ہو کر یا حج تمتع یا حج قران کی قربانی سے فارغ ہو کر سر منڈوائے۔ اور اگر بال کتروائے تو خواہ مرد ہو یا عورت ان کاموں سے فارغ

ہو کر بال کتروائے تو کم از کم انگلی کے ایک پورے کے برابر ضرور کاٹے اور سنت یہ ہے کہ سر کے تمام بالوں کو اتنی مقدار میں کاٹے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سُئِلَ كَمْ تُقَصِّرُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ مِثْلَ هٰذِهٖ يَعْنِيْ مِثْلَ الْأَنْمُلَةِ.

حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا گیا کہ عورت اپنے کتنے بال کتروائے تو فرمایا کہ پورے کے برابر۔

نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ يَنْهٰى عَنِ الْقَزَعِ قِيْلَ لِنَافِعٍ مَاالْقَزَعُ قَالَ يُحْلَقُ بَعْضُ رَاسِ الصَّبِيِّ وَ يُتْرَكُ الْبَعْضُ. (بخاری و مسلم)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے نبی ﷺ کو قزع سے منع کرتے ہوئے سنا۔ نافع رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ قزع سے کیا مراد ہے کہا کہ بچے کے سر کا کچھ حصہ تو مونڈ دیا جائے اور کچھ کو چھوڑ دیا جائے۔

نوٹ: اگر کسی مرد یا عورت نے احرام سے نکلنے کے ارادے سے بال کتروائے لیکن اتنی مقدار میں نہیں کاٹے۔ یا تو دوسروں کی دیکھا دیکھی بس چند ایک بال کاٹ لئے یا سر پر بال پورے سے چھوٹے تھے اور صرف مشین پھروائی یا سرے سے بال نہیں کٹوائے ہاں احرام کے منافی کام کر لئے مثلاً سلا ہوا لباس پہن لیا اور خوشبو لگائی اور ناخن کاٹے تو چونکہ احرام سے نکلنے کا مقصد تھا اس لئے سزا کے طور پر صرف ایک دم لازم ہوگا اور سر کے بال بھی از سر نو قاعدے کے موافق منڈوانے یا کٹوانے ہوں گے۔

ان المحرم لو نوى الرفض ففعل كالحلال على ظن خروجه من الاحرام بذلک لزمه دم واحد لجميع ما ارتكبه لاستناد كل الى قصد

واحد (رد المحتار ص 254 ج 2)

تنبیہ: 2

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ...... فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ انْقُضِيْ رَاسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَ أَهِلِّيْ بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِيَ النَّبِيُّ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهٖ مَكَانَ عُمْرَتِكِ

(بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلیں اور ہم نے عمرہ کا احرام باندھا...... میں مکہ (مکرمہ) پہنچی تو حیض شروع ہو چکے تھے اور میں نے (عمرہ کے لئے) بیت اللہ کا طواف بھی نہیں کیا تھا اور صفا ومروہ کی سعی بھی نہ کی تھی (کیونکہ وہ تو طواف کے بعد ہوتی ہے۔ جب حج کا وقت آیا) تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا تم (عمرہ کا احرام چھوڑ دو اور اس کے لئے) اپنے سر کے بال کھول لو اور کنگھی کرلو اور حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ کو ترک کر دو۔ کہتی ہیں میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب ہم حج کر چکے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ساتھ تنعیم بھیجا (اور میں نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا (لو) یہ عمرہ تمہارے اس عمرہ کی جگہ ہو گیا۔

عمرہ سے فارغ ہو کر کیا کریں

عمرہ سے فارغ ہو کر اب آپ مکہ مکرمہ میں اپنے عام لباس میں رہئے۔ مسجد حرام میں نمازیں پڑھئے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدِ الْحَرَام. (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اس مسجد (یعنی مسجد نبوی) میں ایک نماز دیگر مساجد میں ہزار نماز سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے (کہ اس کا ثواب اس سے بھی زیادہ ہے)۔

تنبیہ: یہ خاص مسجد حرام کی فضیلت ہے۔ بعض حضرات نے یہ فضیلت پورے حرم کے لئے کہی ہے لیکن یہ بات دلیل سے ثابت نہیں۔ علاوہ ازیں حرم کے اندر تو بہت سی مسجدیں ہیں پھر بجائے حرم کے صرف اس کی ایک خاص مسجد یعنی مسجد حرام کی تخصیص جو مندرجہ ذیل حدیث میں ہے اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ فضیلت صرف مسجد حرام کو حاصل ہے پورے حرم کو نہیں۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى وَمَسْجِدِيْ هٰذَا.

(بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (زیادہ ثواب کی امید میں سواریوں کے) کجاوے نہ کسے جائیں (اور سفر نہ کیا جائے) مگر صرف تین

مسجدوں کی طرف یعنی مسجد حرام اور مسجد اقصی اور میری یہ مسجد (کہ ان میں نماز پڑھنے کا زیادہ ثواب ہے)۔ علاوہ ازیں پورے حرم کے لیے فضیلت ماننے کی صورت میں لازم آئے گا کہ اگر لوگ مکہ مکرمہ میں اپنے ہوٹل میں جماعت سے نماز پڑھ لیں تو وہ بھی وہ ثواب پانے کے مستحق ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

اور جس وقت چاہیں نفل طواف کیجئے۔ اس دوران اگر آپ مزید عمرے کرنا چاہیں تو تنعیم یا جعرانہ جا کر احرام باندھ کر عمرہ بھی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ نویں ذوالحجہ سے تیرھویں ذوالحجہ تک کے پانچ دنوں میں تو عمرہ ممنوع ہے باقی دنوں میں منع نہیں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَا بَأْسَ بِالْعُمْرَةِ فِي أَيِّ السَّنَةِ شِئْتَ مَاخَلَا خَمْسَةَ أَيَّامٍ يَوْمَ عَرَفَةَ وَ يَوْمَ النَّحْرِ وَ أَيَّامَ التَّشْرِيْقِ (الآثار لمحمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سال کے جس حصہ میں بھی تم چاہو اس میں عمرہ کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے سوائے پانچ دنوں کے (کہ ان میں عمرہ کرنا جائز نہیں ہے۔ وہ پانچ دن یہ ہیں) عرفہ (یعنی نویں ذوالحجہ) کا دن اور قربانی (یعنی دسویں ذوالحجہ) کا دن اور (تین) ایام تشریق (یعنی گیارہویں سے تیرہویں ذوالحجہ تک)۔

عمرہ سے فارغ ہو کر حج سے پہلے مدینہ منورہ جانے والے لوگ واپسی میں کیسا احرام باندھیں

ان لوگوں کے لئے تین طریقے ہیں۔ ان میں سے وہ جس پر چاہیں عمل کر سکتے ہیں۔

1- صرف حج کا احرام باندھیں کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ان کا تمتع قائم ہے۔

2- صرف عمرہ کا احرام باندھیں کیونکہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ایسے لوگوں کے میقات کے باہر جانے سے ان کا تمتع باطل ہو جاتا ہے۔ اب اگر عمرہ کریں گے تو نئے سرے سے تمتع ہوگا۔

3- حج و عمرہ دونوں کا یعنی قران کا احرام باندھیں کیونکہ اگرچہ یہ لوگ اہل مکہ کے حکم میں ہیں لیکن خود اہل مکہ حج کے مہینوں میں بھی اگر کسی اور کام سے میقات سے باہر جائیں اور واپسی میں تمتع یا قران کریں تو کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر وہ میقات سے باہر صرف اس غرض سے جائیں کہ قران کا احرام باندھ کر آئیں تو وہ جائز نہیں ہے اور حاجی جو مدینہ منورہ جاتے ہیں تو وہ نبی ﷺ کی زیارت اور مسجد نبوی میں نمازیں پڑھنے کی نیت سے جاتے ہیں محض قران کا احرام باندھنے نہیں جاتے۔

ما ذكره شيخنا من الثلاثة الاقوال و ماذكره كثير من اهل المذهب من ان المكى و من فى حكمه منهى عن التمتع كما انه منهى عن القران ليس على اطلاقه بل هو مقيدبما اذا كان فى مكة او ما فى حكمها سواء قرن او تمتع منها او خرج الى الميقات لا جل القران او التمتع. و اما اذا خرج المكى و من فى معناه الى الآفاق لحاجة ولو فى الاشهر فانه يصير حكمه حكم اهل الآفاق فى الاحرام لانه صار ملحقا بهم فلا تكره له العمرة كما لا يكره له القران (ارشاد السارى ص 183)

باب:12

حج کا بیان

7 ذوالحجہ ظہر کے بعد خطبہ

حج میں تین خطبے مسنون ہیں۔ پہلا سات ذوالحجہ کوظہر کے بعد جس میں امام حج کے احکام بتائے دوسرا نویں ذوالحجہ کوعرفات کی مسجد نمرہ میں زوال کے بعد لیکن نماز سے پہلے۔ تیسرا گیارہویں ذوالحجہ کو منیٰ کی مسجد خیف میں ظہر کے بعد

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِيَوْمٍ خَطَبَ النَّاسَ فَأَخْبَرَ هُمْ بِمَنَا سِكِهِمْ. (حاکم و بیهقی).

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم ترویہ (8 ذوالحجہ) سے ایک دن پہلے (7 ذوالحجہ کو) لوگوں کو خطبہ دیا جس میں ان کو ان کے مناسک حج بتائے۔

حج کے پانچ یا چھ دن

پہلا دن: 8 ذوالحجہ کے کام

1- عمرہ سے فارغ ہوکر آپ چونکہ اہل مکہ کے حکم میں ہو گئے تھے اور اہل مکہ کے لئے حج کی میقات حرم ہے لہٰذا آپ مسجد حرام میں جا کر حج کا احرام باندھئے کہ یہ

مستحب ہے اگر چہ آپ حدود حرم کے اندر اندر کسی بھی جگہ سے احرام باندھ سکتے ہیں۔

احرام باندھنے اور اس کی پابندی کرنے میں ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھئے جو شروع میں ذکر ہوئیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ...... حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا. (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے میقات مقرر فرمائی...... یہاں تک کہ مکہ والے مکہ (اور حرم کی حدود کے اندر ہی) سے احرام باندھیں۔

2- حج کا احرام باندھنے کے بعد آپ مکہ مکرمہ سے منیٰ کو روانہ ہو جائیے اور ایسے وقت جائیے کہ ظہر کی نماز بہر حال منیٰ میں پہنچ کر پڑھئے۔

3- 8 ذوالحجہ کی ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور 9 ذوالحجہ کی فجر یہ پانچ نمازیں منی میں پڑھئے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوْا إِلٰى مِنًى فَأَهَلُّوْا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ مَكَثَ قَلِيْلاً حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ. (مسلم)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں جب ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ ہوئی (جس کو یوم ترویہ بھی کہتے ہیں) تو لوگوں نے منیٰ کا رخ کیا اور حج کا احرام باندھا اور رسول اللہ ﷺ بھی سوار ہوئے (اور منیٰ پہنچے) اور وہاں آٹھویں تاریخ کی ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی

نمازیں پڑھیں اورنویں ذوالحجہ کی فجر کی نماز پڑھی۔ پھر آپ سورج نکلنے تک ٹھہرے۔

تنبیہ: منٰی کے بجائے مزدلفہ میں قیام

8 ذوالحجہ کو منٰی جانا اور منی میں مذکورہ بالا پانچ نمازیں ادا کرنا اور نویں کی رات کا اکثر حصہ منی میں گزارنا سنت ہے۔ باقی اوقات منی میں گزارنا مستحب ہے۔ اسی طرح مزدلفہ میں وقوف کے بعد دسویں اور بعد کے ایام منی میں گزارنا مستحب ہے اوران کی راتیں منٰی میں گزارنا سنت ہے۔

لہٰذا بلا عذر ان راتوں کو منٰی کے علاوہ کہیں اور گزارنا مکروہ ہے لیکن اس پر کچھ جزانہیں آتی۔

رش کے زیادہ ہونے اور جگہ کی تنگی ہونے کی وجہ سے سعودی حکومت کے حجاج کو مزدلفہ میں ٹھہرانے کی گنجائش ہے۔ البتہ ان لوگوں میں سے کوئی ہمت کرے اور منی کی حدود میں جا کر وقت گزار سکے تو زیادہ ثواب کی بات ہے کہ سنت واستحباب پر بھی عمل ہو جائے گا۔

فَكُلٌّ مِّنَ الْخُرُوْجِ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ إِلٰى مِنًى وَأَدَاءِ الصَّلٰوةِ الْخَمْسِ بِهَا وَالْمَبِيْتِ بِهَا أَكْثَرَ اللَّيْلَةِ سُنَّةٌ. وَامَّا الْإِقَامَةُ بِهَا بَعْدَ الزَّوَالِ إِلٰى صَبِيْحَةِ عَرْفَةَ فَمَنْدُوْبَةٌ. (غنية الناسک ص 78)

(8 ذوالحجہ کو منٰی جانا اور وہاں پانچ نمازیں پڑھنا اور رات کا اکثر حصہ وہاں گزارنا سنت ہے۔ رہا 8 ذوالحجہ کی زوال سے لے کر 9 ذوالحجہ کی صبح تک منی میں قیام کرنا تو وہ مندوب ومستحب ہے۔

وَ إِذَا صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ الْأُضْحِيَّةِ يُسْتَحَبُّ أَنْ يُّقِيْمَ بِمِنَى فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَ مَا بَعْدَهُ...... وَ يَسُنُّ أَنْ يَّبِيْتَ بِمِنًى لَّيَالِيَ أَيَّامِ الرَّمْيِ فَلَوْ بَاتَ بِغَيْرِهَا مُتَعَمِّدًا كُرِهَ وَلَا شَيْئَ عَلَيْهِ. (غنية الناسک ص 95)

ترجمہ: 10 ذوالحجہ کو ظہر کی نماز کے بعد سے باقی دن اور ایام تشریق منٰی میں گزارنا مستحب ہے اور ایام رمی کی راتیں منی میں گزارنا سنت ہے۔ اگر جان بوجھ کر رات کسی اور مقام میں گزاری تو مکروہ ہے لیکن اس پر کوئی جزا نہیں ہے۔

4- چونکہ آپ احرام میں ہیں لہٰذا وقتاً فوقتاً تلبیہ کہتے رہئے۔

دوسرا دن 9- ذوالحجہ

1- فجر کی نماز خوب اجالا کر کے پڑھئے اور نمازوں کے بعد تکبیر تشریق بھی کہئے۔ تکبیر تشریق کو 13 ذوالحجہ کی عصر کے بعد پڑھ کر بند کیجئے۔

2- سورج نکلنے کے بعد عرفات کی طرف چلئے اور راستے میں تلبیہ، تکبیر اور تہلیل کہتے جائیے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ غَدَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مِّنٰى إِلٰى عَرَفَاتٍ مِنَّا الْمُلَبِّيْ وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ. (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منٰی سے عرفات گئے۔ راستہ میں کچھ تلبیہ کہہ رہے اور کچھ تکبیر کہہ رہے تھے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَدَاةِ عَرَفَةَ فَمِنَّا الْمُكَبِّرُ وَمِنَّا الْمُهَلِّلُ فَأَمَّا نَحْنُ فَنُكَبِّرُ. (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم 9 ذوالحجہ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفہ گئے تو ہم میں سے کوئی تکبیر کہہ رہا تھا اور کوئی کلمہ پڑھ رہا تھا اور ہم خود تکبیر کہہ رہے تھے۔

3-(i) عرفات میں جس جگہ چاہے ٹھہریئے لیکن راستہ میں نہ ٹھہریئے اور لوگوں سے بالکل علیحدہ ہو کر بھی نہ ٹھہریئے۔

(ii) بطن عرنہ کی وادی جو عرفات کی مسجد نمرہ کی مغربی دیوار کے ساتھ متصل ہے اس میں وقوف نہ کیجئے کیونکہ وہ وقوف کی جگہ نہیں ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ وَقَفَ بِعَرَفَةَ هٰذَا الْمَوْقِفُ وَكُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ وَارْفَعُوْا عَنْ بَطْنِ عَرَنَةَ (حاكم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب عرفات میں وقوف کر رہے تھے تو فرمایا یہ وقوف کی جگہ ہے اور پورا عرفات وقوف کی جگہ ہے البتہ (عرفات کے ایک حصہ) بطن عرنہ سے ہٹ جاؤ (کیونکہ وہ وقوف کی جگہ نہیں ہے)۔

(iii) جبل رحمت جو کہ عرفات کا ایک پہاڑ ہے اس کے قریب وقوف کرنا افضل ہے۔ جبل رحمت کے اوپر چڑھ کر وقوف کیا جائے تو وقوف ہو جائے گا لیکن چونکہ لوگ اس کو فضیلت سمجھنے لگے ہیں حالانکہ اس پر چڑھ کر وقوف کرنے میں کوئی زائد فضیلت نہیں ہے اس لئے اس پر چڑھ کر وقوف کرنے سے پرہیز کیجئے۔

4- زوال کے بعد امام منبر پر بیٹھ جائے اور مؤذن اذان کہے۔ اس کے بعد امام جمعہ کی طرح سے دو خطبے دے جن میں حج کے احکام بیان کئے جائیں۔

5- خطبہ سے فارغ ہو کر جب امام منبر سے اتر آئے تو مؤذن اقامت کہے اور امام ظہر کی نماز پڑھائے۔ پھر سنتیں پڑھے بغیر ہی مؤذن دوسری مرتبہ اقامت کہے اور امام عصر کی نماز پڑھائے۔ عصر کی نماز کے بعد بھی سنتیں اور نفل نہ پڑھی جائیں گی۔ ہر نماز کے بعد تکبیر تشریق کہی جائے گی۔

ظہر اور عصر کی نمازوں کو اس طرح ظہر کے وقت میں جمع کرنے کی ترتیب صرف اس وقت ہے جب آپ امام حج کے ساتھ باجماعت نماز پڑھیں۔ اگر آپ اپنی اپنی تنہا نماز پڑھیں یا کچھ لوگ اپنی علیحدہ جماعت کرائیں تو اس وقت دو نمازوں کو جمع کرنا جائز نہیں۔ ہر نماز کو اس کے وقت میں پڑھئے۔

6-وقوف عرفہ:

(i) اس کا عرفات میں ہونا حج کا پہلا رکن اور فرض ہے

(ii) 9 ذوالحجہ کے زوال سے لے کر 10 ذوالحجہ کے طلوع فجر تک اس کا وقت ہے۔ اگر ایک لمحہ کے لیے بھی اس میں سے گزر جائیں خواہ کسی طرح سے ہو اور نیت ہو یا نہ ہو، عرفات کا علم ہو یا نہ ہو، سوتے میں ہو یا جاگتے میں یا بے ہوشی کی حالت میں ہو اس سے وقوف کا فرض ادا ہو جاتا ہے۔ اگر آپ اس پورے وقت میں ایک لمحہ کے لیے بھی عرفات میں داخل نہیں ہوئے تو وقوف نہیں ہوا اور اس سے حج بھی نہیں ہوتا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمُرَ قَالَ شَهِدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ وَاقِفٌ بِعَرَفَاتٍ وَأَتَاهُ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ نَجْدٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الْحَجُّ فَقَالَ الْحَجُّ عَرَفَةُ مَنْ جَاءَ عَرَفَةَ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ لَّيْلَةِ جَمْعٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ

(احمد)

حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ عرفات میں وقوف کر رہے تھے میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ کے پاس نجد کے رہنے والے کچھ لوگ آئے اور پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ حج کیسے ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا حج (کا اصل رکن) تو عرفہ (یعنی عرفات میں وقوف) ہے تو جو کوئی مزدلفہ کی رات میں فجر کی نماز (کے وقت شروع ہونے) سے پہلے عرفہ پہنچ گیا تو اس کا حج پورا ہو گیا۔

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِالْمُزْدَلِفَةِ حِيْنَ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ جِئْتُ مِنْ جَبَلِ طَيٍّ أَكْلَلْتُ رَاحِلَتِيْ وَأَتْعَبْتُ نَفْسِيْ وَاللّٰهِ مَا تَرَكْتُ مِنْ جَبَلٍ إِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ لِيْ مِنْ حَجٍّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ شَهِدَ صَلَاتَنَا هٰذِهِ وَوَقَفَ مَعَنَا حَتّٰى يَدْفَعَ وَقَدْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ ذٰلِكَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضٰى تَفَثَهُ (ترمذی)

حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مزدلفہ میں اس وقت پہنچا جب آپ (فجر کی) نماز کے لئے نکلے اور میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں جبل طی سے آیا ہوں میں نے اپنی سواری کو بھی عاجز کر دیا اور اپنے آپ کو بھی تھکا دیا (لیکن) اللہ کی قسم میں نے کوئی پہاڑ نہیں چھوڑا جس پر میں نے (کچھ کچھ) وقوف نہ کیا ہو تو کیا میرا حج ہو گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ہمارے ساتھ اس نماز میں حاضر ہوا اور اس نے ہمارے ساتھ کوچ کرنے تک وقوف کیا اور اس سے پہلے دن میں یا رات میں عرفات میں وقوف کیا تو اس کا حج پورا ہو گیا اور اس

نے اپنا میل کچیل دور کر لیا۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ...... وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِّنْ شَعْرٍ تُضْرَبُ لَهُ بِنَمِرَةَ فَسَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ أَنَّهُ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَتٰى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتّٰى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِّلَتْ لَهُ فَأَتٰى بَطْنَ الْوَادِيْ فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ إِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِّنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِيْ مَوْضُوْعٌ وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ وَّإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَاءِ نَا دَمُ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَكَانَ مُسْتَرْضِعًا فِيْ بَنِيْ سَعْدٍ فَقَتَلَهُ هُذَيْلٌ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ مِنْ رِبَانَا رِبَّا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوْعٌ كُلُّهُ فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوْهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُوْنَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ اللّٰهِ وَأَنْتُمْ تُسْئَلُوْنَ عَنِّيْ فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَ أَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ

بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ رَكِبَ حَتّٰى أَتَى الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقُصْوَاءِ إِلَى الصَّخَرَاتِ وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيْلًا حَتّٰى غَابَ الْقُرْصُ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں (نویں ذوالحجہ کو جب سورج طلوع ہوگیا) رسول اللہ ﷺ نے بالوں کا بنا ہوا خیمہ (عرفات کے قریب لیکن اس سے باہر مقام) نمرہ میں لگانے کا حکم دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ (منیٰ سے) چلے اور قریش کو (پورا یقین تھا اور) کچھ بھی شک نہ تھا کہ آپ ﷺ مشعر حرام (یعنی مزدلفہ) میں ٹھہریں گے (اور اس سے آگے عرفات نہ جائیں گے) جیسا کہ قریش جاہلیت میں کرتے تھے (کہ اور لوگ تو عرفات میں جا کر وقوف کرتے تھے لیکن قریش مزدلفہ ہی میں ٹھہر جاتے تھے آگے عرفات نہ جاتے تھے) لیکن رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ عبور کیا یہاں تک کہ آپ عرفات کی طرف آگئے۔ نمرہ نامی جگہ پر آپ نے اپنے لئے خیمہ لگا ہوا پایا۔ آپ ﷺ نے وہاں پڑاؤ کیا یہاں تک کہ جب سورج کا زوال شروع ہوا تو آپ نے (اپنی اونٹنی) قصواء کے بارے میں حکم دیا (کہ اس کو لایا جائے) تو آپ کے لئے اس پر کجاوہ کس دیا گیا (اور آپ کے سامنے پیش کر دی گئی) آپ ﷺ (اس پر سوار ہوئے اور عرفات سے کچھ باہر عرفہ نامی) بطن وادی میں آئے اور لوگوں کو خطبہ دیا اور (اس میں) فرمایا بلاشبہ تمہارے خون اور تمہارے اموال (آپس میں) تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے آج کے دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر میں۔ سنو

جاہلیت کے معاملہ کی ہر چیز (آج) میرے قدموں تلے ہے اور جاہلیت کے زمانے کے خون ختم کر دیئے گئے اور ہمارے خونوں میں سے سب سے پہلا خون جس کو میں ختم کرتا ہوں ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے جو بنو سعد کے قبیلہ میں دودھ پیتا تھا اور ہذیل نے اس کو قتل کر دیا تھا اور جاہلیت کا سود بھی ختم کر دیا گیا ہے اور اپنے سود میں سے پہلا سود جس کو میں ختم کرتا ہوں وہ (میرے چچا) عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے جو سب کا سب ختم کر دیا گیا ہے۔ اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم نے ان کو اللہ کی امان (کے عہد) کے ساتھ لیا ہے (کہ ان کے ساتھ نرمی اور اچھی معاشرت رکھو گے) اور تم نے اللہ کے حکم سے ان کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے اور تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو (خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں ہوں داخل کر کے) مت بٹھائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو۔ (اس کے باوجود بھی) اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں ایسی مار مار سکتے ہو جو سخت اور زخمی کرنے والی نہ ہو اور ان کا تم پر اپنے طعام و لباس کا (بھلے) رواج کے موافق حق ہے اور میں نے تم میں ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر اس کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے یعنی کتاب الٰہی کو تو اس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اور تم سے میرے بارے میں سوال ہوگا تو تم کیا جواب دو گے۔ صحابہ ؓ نے جواب دیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے رسالت کو (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچانے والی تمام باتوں کو) پہنچایا اور امانت ادا کر دی اور نصیحت (و خیر خواہی کے پورے حق) کو ادا کیا (اس پر) آپ ﷺ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور پھر اس سے لوگوں کی طرف اشارہ کیا اور تین دفعہ فرمایا اے

اللہ آپ گواہ رہیے اے اللہ آپ گواہ رہیے۔ پھر بلال ؓ نے اذان واقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ (بلال ؓ نے) پھر اقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور ان (یعنی ظہر وعصر کے فرضوں) کے درمیان کچھ (سنت ونفل) نہیں پڑھے پھر آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور وقوف کی جگہ میں آئے اور اپنی اونٹنی قصواء کو (جبل رحمت کے دامن میں پڑی) چٹانوں پر کھڑا کرلیا اور حبل المشاۃ (نامی ریت کے بڑے ٹیلے) کو اپنے آگے کرلیا اور قبلہ رخ ہوگئے اور وقوف کرتے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا اور کچھ زردی جاتی رہی اور سورج کی ٹکیہ بالکل غائب ہوگئی۔

عرفات کی دعائیں اور ذکر

i- کثرت سے تلبیہ پڑھیے۔ اور تلبیہ کہنے کے بعد یہ کلمات بھی کہیے اِنَّمَا الْخَیْرُ خَیْرُ الْآخِرَۃِ یعنی خیر وخوبی تو بس آخرت کی خیر وخوبی ہے (حصن حصین)۔

ii- لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کا تمام ملک ہے اور اس کی سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ کَانَ اَکْثَرُ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ یَوْمَ عَرَفَةَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. وَفِیْ رِوَایَةٍ خَیْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ یَوْمِ عَرَفَةَ وَ مَاقُلْتُ اَنَا وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ قَبْلِیْ ......

(احمد و ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کہتے ہیں عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کی زیادہ تر دعا یہ تھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. اور ایک روایت میں ہے کہ بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے جو میں نے بھی کی اور مجھ سے پہلے کے نبیوں نے بھی کی۔

iii- اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَالَّذِیْ تَقُوْلُ وَ خَیْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَکَ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ وَ اِلَیْکَ مَآبِیْ وَلَکَ رَبِّ تُرَاثِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ وَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّمَا تَجِیْءُ بِهِ الرِّیْحُ.

اے اللہ آپ کے لیے تعریف ہے جس طرح آپ بتاتے ہیں اور اس سے بہتر جو ہم کرتے ہیں۔ اے اللہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت آپ کے لیے ہے اور آپ کی طرف میرا پھرنا ہے اور اے میرے رب آپ کے لیے میری میراث ہے۔ اے اللہ میں آپ کی پناہ لیتا ہوں قبر کے عذاب سے اور دل کے وسوسہ سے اور معاملہ کی پراگندگی سے اے اللہ میں آپ کی پناہ لیتا ہوں ہر اس شر سے جو ہوا لے کر آئے۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اَکْثَرُ مَا دَعَا بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشِیَّةَ عَرَفَةَ فِی الْمَوْقِفِ اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ...... الخ (ترمذی و ابن خزیمة)

حضرت علی ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی شام مقام وقوف میں یہ دعا

کثرت سے کی أَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ...... (یعنی جو اوپر مذکور ہوئی)۔

iv- اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ بِالْھُدٰی وَنَقِّنِیْ بِالتَّقْوٰی وَاغْفِرْ لِیْ فِی الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی. (حصن حصین).

اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کی سب تعریف ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے سب تعریف ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے سب تعریف ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کا تمام ملک ہے اور اسی کی سب تعریف ہے۔ اے اللہ تو اپنی ہدایت سے مجھے ہدایت دے دے اور پرہیزگاری سے مجھے پاک وصاف کردے اور دنیا وآخرت میں میری مغفرت کردے۔

v- ان کے علاوہ اور جو دعا چاہیں مانگئے بہتر ہے کہ اپنے ساتھ ملا علی قاری رحمہ اللہ کی ترتیب دی ہوئی دعاؤں کی کتاب الحزب الاعظم رکھئے اور اس میں سے دیکھ کر دعا مانگئے۔

7- عرفات سے مزدلفہ کو روانگی

بغیر کسی عذر کے غروب کے بعد مزدلفہ کی طرف روانگی میں دیر نہ کیجئے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰہِ فَلَمَّا وَقَفْنَا بِعَرَفَۃَ وَ غَابَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ لَوْ أَنَّ أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ أَفَاضَ الْاٰنَ کَانَ قَدْ أَصَابَ قَالَ فَمَا اَدْرِیْ کَلَامُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَسْرَعُ أَوْ إِفَاضَۃُ عُثْمَانَ. (احمد)

عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے ساتھ نکلا۔ جب ہم نے عرفات میں وقوف کرلیا اور سورج غروب ہوگیا تو انہوں نے کہا کہ اگر امیر المومنین حضرت عثمان ؓ اسی وقت نکل چلیں تو درست ہوگا۔ کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت ابن مسعود ؓ کی یہ بات پہلے مکمل ہوئی یا حضرت عثمان ؓ کی روانگی پہلے ہوئی۔

8- مزدلفہ کو روانگی اور وہاں کے مشاغل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَۃَ وَأُسَامَۃُ رِدْفُہٗ قَالَ أُسَامَۃُ فَمَا زَالَ یَسِیْرُ عَلٰی ھَیْئَتِہٖ حَتّٰی أَتٰی جَمْعًا (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے واپس ہوئے اس حال میں کہ اسامہ ؓ سواری پر آپ کے پیچھے تھے۔ اسامہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اپنی رفتار سے چلتے رہے یہاں تک کہ آپ مزدلفہ پہنچ گئے۔

عَنْ أُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ أَنَّہٗ قَالَ رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مِنْ عَرَفَاتٍ فَلَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الشِّعْبَ الْأَیْسَرَ الَّذِیْ دُوْنَ الْمُزْدَلِفَۃِ أَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَیْہِ الْوَضُوْءَ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءً خَفِیْفًا فَقُلْتُ الصَّلٰوۃَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَلصَّلَاۃُ أَمَامَکَ فَرَکِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حَتّٰی أَتَی الْمُزْدَلِفَۃَ فَصَلّٰی (بخاری)

حضرت اسامہ بن زید ؓ کہتے ہیں عرفات سے چلتے ہوئے میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھا۔ جب رسول اللہ ﷺ اس بائیں گھاٹی پر پہنچے جو مزدلفہ

سے پہلے ہے تو آپ نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور پیشاب کیا۔ پھر (جب آپ وضو کرنے لگے تو) میں آیا اور آپ کے لئے وضو کا پانی ڈالا۔ آپ نے مختصر سا وضو کیا (جب آپ اس سے فارغ ہوئے) تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ نماز (پڑھ لیجئے) آپ ﷺ نے فرمایا نماز آگے پڑھیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوئے اور مزدلفہ پہنچے اور وہاں نماز پڑھی۔

ii- مغرب اور عشاء کو جمع کیجئے۔ مغرب کی نماز کے فوراً بعد عشاء کی نماز پڑھئے۔ دونوں کے لئے ایک ہی اقامت کہی جائے گی اور دونوں کے درمیان سنت و نفل نہ پڑھیں گے۔ مغرب کی دو سنتیں بھی عشاء کے فرض کے بعد پڑھئے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ لَّیْسَ بَیْنَھُمَا سَجْدَۃٌ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع (کر کے عشاء کے وقت میں ادا) کیا اور ان کے درمیان (سنت اور نفل) کوئی نماز نہیں پڑھی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ صَلَّی الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَّالْعِشَاءَ رَکْعَتَیْنِ بِاِقَامَۃٍ وَّاحِدَۃٍ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کیا۔ مغرب کی تین رکعتیں اور عشاء کی دو رکعتیں ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھیں (یعنی مغرب کی نماز کے بعد عشاء کے لیے علیحدہ اقامت نہیں

کہی)

مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کے درمیان وقفہ ہو جائے تو کیا کرے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ...... حَتّٰی غَابَ الْقُرْصُ وَاَرْدَفَ اُسَامَۃَ وَدَفَعَ حَتّٰی اَتَی الْمُزْدَلِفَۃَ فَصَلّٰی بِھَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِاَذَانٍ وَّاحِدٍ وَّاِقَامَتَیْنِ وَلَمْ یُسَبِّحْ بَیْنَھُمَا شَیْئًا. (مسلم)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں (عرفات کے دن) سورج کی ٹکیہ غروب ہوگئی اور نبی ﷺ نے اسامہ ؓ کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور چلے یہاں تک کہ مزدلفہ پہنچے اور وہاں مغرب اور عشاء ایک اذان اور (ایک اقامت سے پڑھائی البتہ جو حضرات مغرب کی نماز کے بعد سامان وغیرہ اتارنے میں لگے انہوں نے عشاء کے لئے دوبارہ اقامت کہی۔ اس طرح سے انہوں نے مغرب اور عشاء ایک اذان اور) دو اقامتوں سے پڑھی اور ان کے درمیان کوئی سنت یا نفل نماز نہیں پڑھی۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ حَجَّ عَبْدُ اللّٰہِ فَاَتَیْنَا الْمُزْدَلِفَۃَ حِیْنَ الْاَذَانِ بِالْعَتَمَۃِ اَوْ قَرِیْبًا مِّنْ ذٰلِکَ فَاَمَرَ رَجُلًا فَاَذَّنَ وَاَقَامَ ثُمَّ صَلَّی الْمَغْرِبَ وَصَلّٰی بَعْدَھَا رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِہٖ فَتَعَشّٰی ثُمَّ اَمَرَ اُرٰی (رَجُلًا) فَاَذَّنَ وَاَقَامَ ثُمَّ صَلَّی الْعِشَاءَ رَکْعَتَیْنِ (بخاری)

عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے حج کیا تو (عرفات سے) ہم عشاء کی اذان کے وقت یا اس کے لگ بھگ مزدلفہ پہنچے۔ وہاں

پہنچ کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا تو اس نے اذان کہی اور اقامت کہی پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور فرضوں کے بعد مغرب کی دو سنتیں پڑھیں پھر کھانا منگوایا اور وہ کھایا۔ اس کے بعد پھر (دونوں نمازوں میں فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے) آدمی کو حکم دیا تو اس نے (عشاء کی نماز کے لئے علیحدہ) اذان اور اقامت کہی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عشاء کی دو رکعت (نماز قصر) پڑھائی۔

9- نماز سے فارغ ہو کر آپ میں ہمت و طاقت ہو تو کچھ دیر عبادت کیجئے ورنہ آرام کیجئے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اضْطَجَعَ حَتّٰی طَلَعَ الْفَجْرُ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ کر) آپ ﷺ نے فجر کے طلوع ہونے تک آرام فرمایا۔

تیسرا دن 10 ذوالحجہ

1- جب صبح صادق ہو جائے تو اندھیرے میں ہی فجر کی نماز پڑھیے۔ بہتر ہے کہ کچھ لوگوں کے ساتھ مل کر جماعت کر لیں اور اگر مسجد میں جا کر امام حج کے ساتھ نماز ادا کر سکیں تو اور بھی بہتر ہے لیکن چونکہ رش بہت ہوتا ہے اور جگہ سے پوری واقفیت نہیں ہوتی اس لئے موجودہ حالات میں بہتر یہی ہے کہ ساتھیوں کے ساتھ رہیں۔

نماز کے بعد وقوف کریئے یعنی کھڑے ہو کر ذکر و دعا میں مشغول ہو جائیے اور درود شریف، تکبیر، تہلیل، استغفار، تلبیہ خوب کہئے اور دعا میں ہاتھ اٹھائیے۔

اس وقوف کا کرنا واجب ہے اگرچہ ذرا سی دیر کے لیے ہو۔ اگر کوئی اس وقت میں مزدلفہ سے گزر بھی جائے تو اس کا وقوف ہو جاتا ہے خواہ وہ کسی حالت میں ہو۔ چونکہ وقوف مزدلفہ واجب ہے اس لئے اگر کسی نے بلا عذر اس وقوف کو ترک کیا تو اس پر دم واجب ہوگا۔ بچے، عورتیں اور کمزور مرد اگر ہجوم کے خوف سے وقوف مزدلفہ چھوڑ دیں تو ان پر دم واجب نہ ہوگا۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰی طَلَعَ الْفَجْرُ فَصَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ بِأَذَانٍ وَّإِقَامَةٍ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَاهُ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ وَحْدَهُ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى أَسْفَرَ جِدًّا (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (مغرب اور عشاء کی نماز پڑھ کر آپ ﷺ نے فجر کے طلوع ہونے تک آرام فرمایا۔ پھر جب صبح کی سفیدی ظاہر ہوگئی تو اذان اور اقامت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھائی۔ پھر آپ قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے اور (مزدلفہ کی خاص جگہ) مشعر حرام پر آئے اور قبلہ رخ ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اسی کی تکبیر و تہلیل کہی اور آپ خوب روشنی ہونے تک وقوف کرتے رہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَجَّ عَبْدُ اللّٰهِ ...... فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّيْ هٰذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ هُمَا صَلَاتَانِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَقْتِهِمَا صَلٰوةُ

الْـمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَاتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرُ حِيْنَ بَزَغَ الْفَجْرُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَفْعَلُهُ (بخاری)

عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حج کیا (ہم آپ کے ساتھ تھے) جب فجر طلوع ہوئی تو فرمایا کہ نبی ﷺ اس وقت میں نماز نہیں پڑھتے تھے مگر صرف اس دن میں اس جگہ میں صرف یہ (فجر کی) نماز۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (مزید) فرمایا یہ دو نمازیں ہیں جو اپنے وقت سے ہٹ کر پڑھی جاتی ہیں۔ (ایک) مغرب کی نماز جو لوگوں کے مزدلفہ آنے کے بعد پڑھی جاتی ہے اور (دوسری) فجر کی نماز کہ وہ (مزدلفہ میں) فجر طلوع ہوتے ہی پڑھی جاتی ہے اور کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا تھا۔

2- مزدلفہ سے کھجور کی گٹھلی یا چنے اور لوبیے کے دانے کے برابر ستر کنکریاں اٹھا لیجئے تاکہ ان سے رمی کی جائے۔ یہ مستحب ہے اگرچہ کسی اور جگہ سے بھی یا منی کی طرف جاتے ہوئے راستے میں سے بھی اٹھانا جائز ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ جَمْعٍ (وَهُوَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ) الْـقِطْ لِيْ فَلَقَطْتُ لَهٗ حَصَيَاتٍ مِّنْ حَصَى الْخَذْفِ فَقَالَ بِأَمْثَالِ هٰؤُلَاءِ وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ (احمد و نسائی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مزدلفہ کی صبح کو (منہ اندھیرے) رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے لئے کنکریاں اٹھا لو۔ تو میں نے آپ کے لئے انگلیوں کے سرے سے پھینکنے والی کنکریوں کی طرح کی کنکریاں اٹھائیں اور رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا (ہاں) اسی طرح کی کنکریاں (مارو) اور دین میں غلو کرنے سے بچو (کہ کہیں بہت موٹی کنکریاں اور پتھر ہی لے کر مارنا شروع کردو)۔

3- مزدلفہ سے منی کو روانگی

i- جب سورج نکلنے میں دو رکعت کے بقدر وقت رہ جائے تو آپ منیٰ کی طرف چلئے۔ راستہ میں ذکر اور تلبیہ کہتے رہیے۔ جب وادی محسر میں سے گزریں تو اس میں دوڑ کر نکلئے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ...... فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى أَسْفَرَ جِدًّا فَدَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ حَتّٰى أَتٰى بَطْنَ مُحَسِّرٍ فَحَرَّكَ قَلِيْلاً ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيْقَ الْوُسْطٰى الَّتِيْ تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے خوب روشنی ہونے تک (مزدلفہ میں) وقوف کیا پھر سورج طلوع ہونے سے کچھ پہلے فضل بن عباس کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھا کر (منی کی طرف) چلے یہاں تک کہ (مزدلفہ اور منی کے درمیان) آپ وادی محسر میں پہنچے (جہاں ابرہہ کے ہاتھی عاجز ہو کر رہ گئے تھے) یہاں (سے جلد نکلنے کیلئے) آپ نے سواری کو کچھ تیز کیا (یہاں تک کہ اس سے نکل گئے) پھر (جس راستے سے عرفات گئے تھے اس کو چھوڑ کر) درمیانی رستہ پر چلے جو بڑے جمرہ (یعنی جمرہ عقبہ) پر نکلتا ہے۔

ii- کمزور افراد طلوع فجر سے پہلے اور اس کے بعد اندھیرے میں مزدلفہ کے

وقوف کے بغیر منیٰ جا سکتے ہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ فَيَقِفُونَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ فَيَذْكُرُونَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ مَا بَدَا لَهُمْ ثُمَّ يَرْجِعُونَ قَبْلَ أَنْ يَقِفَ الْإِمَامُ وَقَبْلَ أَنْ يَدْفَعَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ مِنًى لِصَلَاةِ الْفَجْرِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَإِذَا قَدِمَ رَمَوُا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ أَرْخَصَ فِيْ أُولٰئِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ وہ اپنے خاندان کے کمزور افراد کو پہلے ہی منیٰ بھیج دیتے تھے۔ وہ کمزور لوگ رات کے وقت مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس وقوف کرتے اور جتنا ہو سکتا اللہ عزوجل کا ذکر کرتے (اور اس سے دعا کرتے) پھر امام کے وقوف کرنے اور چلنے سے پہلے واپس منیٰ پہنچ جاتے۔ تو ان میں سے کچھ تو منیٰ پہنچ کر فجر کی نماز پڑھتے اور کچھ اس کے بعد پہنچتے۔ پھر جب (سب) آ جاتے تو جمرہ (عقبہ) کی رمی کرتے اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کمزوروں کو (مزدلفہ سے امام سے پہلے لوٹنے کی) رخصت عطا فرمائی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقَدِّمُ ضُعَفَاءَ أَهْلِهِ بِغَلَسٍ وَيَامُرُهُمْ يَعْنِيْ لَا يَرْمُوْنَ الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اپنے خاندان کے کمزوروں کو منہ اندھیرے (منیٰ کی طرف) بھیج دیتے اور ان کو حکم دیتے کہ وہ سورج طلوع ہونے سے پہلے جمرہ (عقبہ) کی رمی نہ کریں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِيْ ضَعَفَةِ أَهْلِهِ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں میں (اس وقت چھوٹی عمر کا تھا تو) ان لوگوں میں سے تھا جن کو رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ سے رات میں (مراد ہے فجر طلوع ہونے کے بعد منہ اندھیرے میں کیونکہ کوئی چار حدیثیں پہلے یہ بات گذری ہے کہ صبح منہ اندھیرے میں رسول اللہ ﷺ نے ان سے کنکریاں چننے کو کہا تھا اور) اپنے خاندان کے کمزوروں (مثلاً عورتوں اور بچوں) کے ساتھ پہلے ہی (منیٰ) بھیج دیا تھا۔

4- منیٰ واپس آنے کے بعد حج کا سب سے پہلا کام صرف سب سے آخری جمرہ یعنی جمرہ عقبہ کی رمی ہے۔ اس جمرہ کو جمرہ اخری اور جمرہ کبری اور بڑا شیطان بھی کہا جاتا ہے۔ یہ رمی واجب ہے۔

i- اس رمی کا وقت 10 ذوالحجہ کی صبح صادق سے لے کر 11 ذوالحجہ کی صبح صادق تک ہے۔ اس میں سے سورج نکلنے سے زوال تک مسنون وقت ہے، زوال سے غروب تک مباح وقت ہے اور صبح صادق سے سورج نکلنے تک اور غروب سے 11 ذوالحجہ کی صبح صادق تک مکروہ ہے اگرچہ رمی بہرحال ہو جاتی ہے۔ عورتیں اور مریض اور کمزور لوگ اگر ہجوم کے خوف سے سویرے آ کر لیں یا مغرب کے بعد کریں تو ان کے لیے مکروہ نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقَدِّمُ ضُعَفَاءَ أَهْلِهِ بِغَلَسٍ وَ يَامُرُهُمْ يَعْنِيْ لَا يَرْمُوْنَ الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اپنے خاندان کے کمزوروں کو منہ اندھیرے (منیٰ کی طرف) بھیج دیتے اور ان کو حکم دیتے کہ وہ سورج طلوع ہونے سے پہلے جمرہ (عقبہ) کی رمی نہ کریں۔

ii- کنکری مارنے کے لئے اس طرح کھڑے ہوں کہ منیٰ دائیں جانب ہو اور کعبہ بائیں جانب ہو۔ یہ سنت طریقہ ہے لیکن ہجوم کے خوف سے کسی طرف سے بھی مار سکتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّهٗ حَجَّ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فَرَمَى الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ (مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ) وَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَّسَارِهٖ وَمِنٰى عَنْ يَّمِيْنِهٖ (مسلم)

عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا۔ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (وادی کے نشیب میں کھڑے ہوکر) بیت اللہ کو اپنے بائیں جانب کیا اور منیٰ کو دائیں طرف کیا اور جمرہ عقبہ کو سات کنکریاں ماریں۔

iii- جمرہ عقبہ پر رمی شروع کرنے کے وقت تلبیہ پڑھنا بند کر دیجئے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ. أُسَامَةَ كَانَ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ أَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنٰى قَالَ فَكِلَا هُمَا قَالَا لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ الْعَقَبَةَ. (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عرفہ سے مزدلفہ جاتے ہوئے رسول اللہ

ﷺ کے پیچھے سواری پر اسامہ بن زید تھے جب کہ مزدلفہ سے منیٰ جاتے ہوئے آپ ﷺ نے فضل بن عباس کو اپنے پیچھے بٹھایا اور دونوں کہتے تھے کہ آپ ﷺ جمرہ عقبہ کی رمی کرنے تک تلبیہ کہتے رہے۔

iv- کنکری مارنے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ کنکری کو انگوٹھے اور انگشت شہادت سے پکڑ کر ماریئے۔ ویسے جس طرح سے بھی پکڑ کر ماریں گے جائز ہے۔ اور ہر کنکری مارنے کے وقت تکبیر کہئے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ...... حَتّٰى أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِیْ عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا مِثْلَ حَصَى الْخَذْفِ رَمٰى مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ. (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (رسول اللہ ﷺ مزدلفہ سے چلے) یہاں تک کہ آپ جمرہ (عقبہ) پر آئے جو (اس وقت) ایک درخت کے پاس تھا اور اس جمرہ کو وادی کے نشیبی جانب سے ایسی سات کنکریاں ماریں جو انگلیوں کے سروں سے پکڑ کر مارے جانے والی (چنے کے دانے کے برابر) کنکریوں کی مانند تھیں اور ہر کنکری مارتے وقت تکبیر کہی۔

رمی سے فارغ ہوکر بغیر ٹھہرے یہ دعا مانگئے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا. (حصن حصين)

اے اللہ تو اس حج کو مبرور یعنی پاک صاف اور مقبول حج بنا دے اور ہر گناہ کو بخشا ہوا کر دے۔

v- دائیں ہاتھ سے کنکری مارنا مستحب ہے اور کنکر مارنے کے لیے ہاتھ کو اتنا اونچا اٹھانا مستحب ہے کہ بغل کھل جائے۔

vi- سات کنکریوں کو علیحدہ علیحدہ ماریں۔ اگر ساتوں کنکریوں کو ایک ہی دفعہ مارا تو ایک کنکری مارنا شمار ہوگا۔

vii- جب تک آدمی معذور نہ ہو خود رمی کرنا ضروری ہے۔ رمی کے بارے میں وہ شخص مریض اور معذور سمجھا جائے گا۔ جو کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو اور جمرات تک پیدل یا وھیل چیئر پر بیٹھ کر آنے میں سخت تکلیف کا اندیشہ ہو۔ اگر وھیل چیئر پر بیٹھ کر جمرات تک آ سکتا ہے اور مرض کی زیادتی اور تکلیف کا اندیشہ نہیں ہے تو اس کو خود رمی کرنا ضروری ہے دوسرے سے رمی کرانا جائز نہیں۔ البتہ اگر وھیل چیئر میسر نہ ہو یا کوئی اور شخص اٹھا کر لے جانے والا نہ ہو تو معذور ہے دوسرے سے رمی کرا سکتا ہے۔

viii- عورت اور مرد کے لیے رمی کے احکام یکساں ہیں البتہ عورت کو رات میں رمی کرنا افضل ہے۔ عورت کی طرف سے کسی دوسرے کو اس کا نائب بن کر ہجوم کی وجہ سے رمی کرنا جائز نہیں ہے۔

ix- کنکری مارتے ہوئے جمرہ کے ستون یا دیوار پر نہ مارنا چاہیے بلکہ جہاں کنکریاں جمع ہوتی ہیں اس پر مارے۔

x- جمرہ عقبہ کی رمی کرنے کے بعد فوراً پلٹ آئیے وہاں نہ رکیئے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ رَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَنْصَرِفُ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب جمرہ عقبہ کی رمی کرتے تو اس کو سات کنکریاں مارتے (اور) ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے پھر (وہاں سے فوراً) پلٹتے اور جمرہ کے پاس کھڑے نہ رہتے۔

5- حج تمتع اور حج قران کرنے والوں پر شکرانہ کا ایک دم واجب ہوتا ہے۔ اس کے لیے ایک جانور ذبح کرنا ہوتا ہے۔ اگر آپ 10 ذوالحجہ کو کسی وجہ سے قربانی نہ کر سکیں تو 11 ذوالحجہ کو کیجئے ورنہ 12 ذوالحجہ کو غروب سے پہلے پہلے ضرور کر لیجئے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ...... ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَّسِتِّيْنَ بَدَنَةً بِيَدِهٖ ثُمَّ أَعْطَى عَلِيًّا فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَأَشْرَكَهٗ فِيْ هَدْيِهٖ ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِيْ قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا (مسلم)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں...... پھر آپ ﷺ قربان گاہ گئے اور وہاں آپ نے اپنے ہاتھوں سے تریسٹھ اونٹوں کا نحر کیا اور (سو میں سے) باقی (سینتیس) اونٹ حضرت علی ؓ کو دیئے جو انہوں نے نحر کئے اور (اس طرح سے) ان کو اپنی ہدی میں شریک کیا۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ ہر اونٹ کے گوشت کا ایک ٹکڑا لیا جائے۔ وہ لے کر ایک دیگ میں ڈالے گئے اور پکائے گئے۔ پھر آپ ﷺ اور حضرت علی ؓ نے اس دیگ کا گوشت کھایا اور اس کا شوربا پیا۔

اور اگر آپ کسی وجہ سے مثلاً مزید مالی وسائل نہ ہونے کی وجہ سے دم شکرانہ دینے سے عاجز ہوں تو اس کی جگہ آپ دس روزے رکھئے

تین حج کے دنوں میں یعنی دسویں ذوالحجہ سے پہلے رکھئے۔ ان کو متفرق طور سے

رکھنا جائز ہے لیکن پے در پے رکھنا افضل ہے اور ساتویں، آٹھویں اور نویں ذوالحجہ کو رکھنا بہتر ہے۔ لیکن اگر اندیشہ ہو کہ روزہ سے کمزوری ہو جائے گی اور عرفات کے وقوف میں خلل آئے گا تو نویں سے پہلے فارغ ہونا افضل ہے۔

باقی سات روزے آپ حج کے بعد اور ایام تشریق گزرنے کے بعد رکھیے۔ اپنے گھر آ کر رکھیں تو یہ افضل ہے لیکن اگر آپ کو حج کے بعد مکہ مکرمہ میں یا مدینہ منورہ میں کچھ دن ٹھہرنا ہے اور آپ یہیں وہ روزے بھی رکھ لیں تو جائز ہے۔ پھر اگرچہ ان کو بھی لگاتار رکھنا افضل ہے لیکن متفرق طور سے رکھنا بھی جائز ہے۔

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ. (سورہ بقرہ: 196)

(جس شخص نے عمرہ سے نفع اٹھایا ہو اس کو حج کے ساتھ ملا کر) یعنی حج تمتع یا حج قران کیا ہو (تو) صرف اسی پر واجب ہے کہ (جو کچھ قربانی میسر ہو) ذبح کرے۔ صرف عمرہ یا صرف حج کرنے والے پر یہ قربانی واجب نہیں۔ (پھر) تمتع یا قران کرنے والوں میں سے (جس شخص کو قربانی کا جانور میسر نہ ہو) مثلاً پیسے چوری ہو گئے ہوں یا گم ہو گئے ہوں اور قربانی کا جانور خریدنے کی استطاعت نہ رہی ہو (تو) اس کے ذمہ بجائے قربانی کے (تین دن کے روزے ہیں) ایام (حج میں) جو کہ دسویں تاریخ سے پہلے پہلے تک ہیں (اور سات) دن کے روزے (ہیں جب تم لوٹنے لگو) یعنی جب تمہارے لوٹنے کے دن آ جائیں جو کہ حج کے بعد ہوتے ہیں پھر خواہ اپنے

گھروں کو لوٹ کر رکھو یا گھروں کو جانے سے پہلے رکھ لو۔

بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے حج سے پہلے کے تین روزے نہ رکھے ہوں وہ ان کو ایام تشریق یعنی 11` 12 اور 13 ذوالحجہ کو روزے رکھ لے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْمُتَمَتِّعِ اِذَا لَمْ يَجِدِ الْهَدْيَ وَلَمْ يَصُمْ حَتّٰى فَاتَهُ اَيَّامُ الْعَشْرِ اَنْ يَّصُوْمَ اَيَّامَ التَّشْرِيْقِ مَكَانَهَا. (بیہقی و الدار قطنی)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے تمتع اور قران کرنے والے کو جب وہ قربانی کا جانور نہ پائے اور 10 ذوالحجہ سے پہلے تک روزے بھی نہ رکھ سکا ہو رخصت دی کہ وہ ان کی جگہ ایام تشریق میں روزے رکھ لے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ لَمْ يُرَخِّصْ ﷺ فِيْ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ أَنْ يُّصَمْنَ إِلَّا لِمُتَمَتِّعٍ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا. ص (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی رخصت نہیں دی مگر تمتع کرنے والے کے لیے جو قربانی کا جانور نہ پائے۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ حُذَافَةَ فَنَادٰى فِيْ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَّ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى إِلَّا مَنْ كَانَ عَلَيْهِ صَوْمُ هَدْيٍ. (مالک)

امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو انہوں نے ایام تشریق میں ندا کی کہ یہ ایام کھانے پینے کے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر

کرنے کے ہیں سوائے اس شخص کے جس کے ذمہ قربانی کے بدلہ میں روزے ہوں۔

ان حدیثوں سے اتنا تو معلوم ہوا کہ ایام تشریق عام حالات میں روزے رکھنے کے دن نہیں ہیں بلکہ کھانے پینے کے دن ہیں لیکن حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں کو حج کے احکام پہلی مرتبہ معلوم ہونے کی وجہ سے خصوصی رعایت دی گئی اور وہ یہ کہ ایک تو رمی، قربانی اور حلق میں تقدیم و تاخیر کرنے پر جہاں گناہ نہ ہونے کا کہا گیا وہیں دم دینے کو بھی بظاہر ان سے ساقط کر دیا گیا۔ اسی طرح جن لوگوں نے قربانی میسر نہ ہونے پر حج سے پہلے کے تین روزے نہ رکھے ان کو ایام تشریق میں وہ روزے رکھنے کی خصوصی رعایت دی گئی۔

اس کے خصوصی رعایت ہونے پر مندرجہ ذیل دلائل ہیں۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَجُلاً أَتٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنِّيْ تَمَتَّعْتُ وَلَمْ أَهْدِ وَلَمْ أَصُمْ فِي الْعَشْرِ فَقَالَ سَلْ فِيْ قَوْمِكَ ثُمَّ قَالَ يَا مُعَيْقِيْبُ أَعْطِهِ شَاةً. (طحاوی)

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص 10 ذوالحجہ کے دن حضرت عمر ؓ کے پاس آیا اور کہا کہ اے امیر المومنین میں نے حج تمتع کیا لیکن نہ میں نے قربانی کی اور نہ ایام حج میں روزے رکھے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا کہ (اب تم پر قربانی لازم ہے خواہ اس کے لیے) تم اپنی قوم سے بھیک مانگو۔ پھر حضرت عمر ؓ نے اپنے آدمی سے فرمایا کہ اے معیقیب اس کو بیت المال میں سے ایک بکری دے دو (تا کہ یہ اپنے ذمہ کی قربانی ادا کرے)۔

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ فِي الرَّجُلِ يَفُوْتُهُ صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ قَالَ عَلَيْهِ الْهَدْيُ لَا بُدَّ مِنْهُ وَلَوْ اَنْ يَبِيْعَ ثَوْبَهُ. (الآبار لمحمد)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے اس شخص کے بارے میں جس سے (قربانی کے بدلہ میں) ایام حج میں تین دن کے روزے رہ جائیں فرمایا اس کو بس اب قربانی ہی کرنی ہوگی اور یہ ناگزیر ہے اگرچہ وہ اپنے کپڑے ہی بیچ کر کرے۔

6- دم تمتع دینے کے بعد اب آپ بال منڈوائیں۔ انگلی کے ایک پورے کے بقدر بال کتروانے کی بھی اجازت ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتٰى مِنٰى فَأَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ أَتٰى مَنْزِلَهُ بِمِنًى وَّنَحَرَ ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ خُذْ وَأَشَارَ إِلٰى جَانِبِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيْهِ النَّاسَ (مسلم)

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (مزدلفہ سے) منیٰ آئے تو (پہلے) جمرہ (عقبہ) پر آئے اور اس کی رمی کی پھر منیٰ میں اپنی قیام گاہ پر آئے اور اونٹوں کا نحر کیا پھر سر مونڈنے والے (جو اس موقع پر معمر بن عبداللہ ؓ تھے ان) سے فرمایا کہ لو (میرا سر مونڈ دو) اور اپنے (سر کے) دائیں جانب اشارہ کیا پھر بائیں جانب (اشارہ) کیا پھر (بال کٹنے پر) لوگوں کو اپنے بال (مبارک) دینے لگے (اور حضرت ابوطلحہ انصاری ؓ کو اور حضرت ام سلیم ؓ کو دیئے اور پاس موجود لوگوں میں ایک ایک دو دو کر کے اپنے بال تقسیم کئے)۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَلَّقَ رَاسَهُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأُنَاسٌ

مِنْ أَصْحَابِهٖ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بہت سے لوگوں نے بال مونڈوائے اور بعض حضرات نے بال کتروائے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک رمی، ذبح اور حلق کے درمیان ترتیب واجب ہے اور اس کے خلاف کرنے سے دم واجب ہوتا ہے

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ مَنْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَّذْبَحَ أَهْرَقَ دَمًا فَقَرَأَ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ (ابن ابی شیبہ)

(بڑے تابعی) حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا جس نے ذبح سے پہلے سر مونڈوایا یا بال کٹوائے تو وہ ایک دم دے اور اس کی دلیل کے طور پر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ (سورہ بقرہ: 196 یعنی پھر اگر کسی دشمن کی جانب سے یا کسی مرض کے سبب سے حج وعمرہ کے پورا کرنے سے روک دیئے جاؤ تو اس حالت میں یہ حکم ہے کہ قربانی کا جانور جو کچھ میسر ہو حرم میں پہنچا کر ذبح کرو اور احرام کھولنے کے لئے) اپنے سروں کو اس وقت تک نہ مونڈواؤ جب تک قربانی کا جانور حرم پہنچ کر ذبح نہ ہو جائے۔

فائدہ: اگرچہ آیت کا یہ حکم کہ قربانی کا جانور جب تک حرم میں پہنچ کر ذبح نہ ہو جائے اس وقت تک سر نہ مونڈواؤ بظاہر اس شخص کے لئے ہے جو حج وعمرہ پورا کرنے سے روک دیا گیا ہو لیکن حج پورا کرنے والے کے لئے بھی یہی حکم قیاس

کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتوے سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ قَدَّمَ شَيْئًا مِنْ حَجِّهٖ أَوْ أَخَّرَهٗ فَلْيُهْرِقْ لِذٰلِكَ دَمًا (ابن ابی شیبہ و طحاوی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص نے اپنے حج کا کوئی فعل مقدم کیا یا موخر کیا تو وہ اس پر دم دے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ ان کی روایت کردہ اس حدیث کے باوجود ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قِيْلَ لَهٗ فِي الذَّبْحِ وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيْمِ وَالتَّاخِيْرِ فَقَالَ لَا حَرَجَ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ذبح حلق اور رمی اور (ان میں) تقدیم وتاخیر کے بارے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا (ان کی تقدیم وتاخیر میں) کوئی حرج نہیں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک حرج سے مراد گناہ ہے اور بھول چوک یا ابتدائے اسلام کی لاعلمی کی وجہ سے تقدیم وتاخیر میں گناہ تو نہیں البتہ دم دینا ہوگا۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَاجًّا فَكَانَ النَّاسُ يَأْتُوْنَهٗ فَمَنْ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَعَيْتُ قَبْلَ أَنْ أَطُوْفَ أَوْ قَدَّمْتُ شَيْئًا أَوْ

أَخَّرْتُ شَيْئًا فَكَانَ يَقُوْلُ لَا حَرَجَ لَا حَرَجَ اِلَّا عَلٰى رَجُلٍ اِقْتَرَضَ عِرْضَ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ وَ هُوَ ظَالِمٌ فَذٰلِكَ الَّذِیْ حَرَجَ وَ هَلَكَ. (ابو داؤد)

حضرت اسامہ بن شریک ؓ کہتے ہیں میں نبی ﷺ کے ساتھ حج کے لیے گیا تو لوگ آپ کے پاس آتے اور کوئی کہتا کہ میں طواف سے پہلے سعی کر بیٹھا، کوئی کہتا کہ میں یہ کام پہلے کرلیا اور کوئی کہتا کہ میں فلاں کام کو مؤخر کر بیٹھا تو آپ سب سے کہتے کہ کوئی حرج نہیں کوئی حرج نہیں۔ حرج تو صرف اس شخص پر ہے جو ظلم سے کسی مسلمان کی آبروریزی کرے کہ وہی شخص ہے جو حرج یعنی گناہ اور ہلاکت میں پڑا۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حرج کی نفی سے مراد گناہ کی نفی ہے دم کی نفی نہیں۔

جن صحابہ ؓ سے تقدیم و تاخیر ہوئی انہوں نے دم دیا تھا یا نہیں اس کے بارے میں کوئی صراحت نہیں ملتی، ہوسکتا ہے انہوں نے دم دیا ہو اور ہوسکتا ہے شروع شروع کی وجہ سے دم بھی معاف کر دیا گیا ہو۔

تنبیہ: اب چند سالوں سے سعودی حکومت کی جانب سے بڑے پیمانہ پر بینک کے ذریعے قربانی کی تشہیر کی جاتی ہے۔ بینک کے ذریعہ قربانی کرنے میں ترتیب کو قائم نہیں رکھا جاسکتا اس لیے آپ کے گروپ والے مل کر قربانی کا بندوبست کریں یا آپ خود قربان گاہ جا کر قربانی کریں یا مکہ مکرمہ کے مدرسہ صولتیہ کے قربانی کے نظم میں شریک ہوجائیے۔

اگر کسی نے حکومتی تشہیر سے متاثر ہوکر بینک سے قربانی کروالی ہو تو چونکہ دیگر ائمہ بلکہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ترتیب سنت ہے اور اس کے

خلاف کرنے سے دم واجب نہیں ہوتا لہٰذا موجودہ حالات میں اگر کوئی بینک سے قربانی کرالے تو اس پر ترتیب کے مخالف کرنے کا دم واجب نہیں ہوگا۔ دم واجب نہ ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ بینک والے جو وقت دیتے ہیں ممکن ہے کہ اس حاجی کی قربانی اس وقت کے اندر ہوگئی ہو۔ بہرحال جو استطاعت رکھتا ہو اس کے لیے دم دینا افضل ہے۔

7- اب آپ احرام سے نکل گئے ہیں لہٰذا آپ کپڑے پہن سکتے ہیں، داڑھی کتر سکتے ہیں، ناخن کاٹ سکتے ہیں اور خوشبو لگا سکتے ہیں لیکن چونکہ حج کا دوسرا رکن ابھی باقی ہے یعنی طواف زیارت جس کو ادا کئے بغیر آپ اپنی بیوی سے جسمانی تعلق قائم نہیں کر سکتے اگرچہ سالوں گزر جائیں۔ اگر کریں گے تو گناہ ہوگا یہی حکم عورت کا بھی ہے کہ جب تک وہ طواف زیارت نہ کرلے اس کا شوہر اس سے صحبت نہیں کرسکتا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَكُمْ كُلُّ شَیْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ. (ابو داؤد، احمد و النسائی)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم 10 ذوالحجہ کو جمرہ عقبہ کی رمی کرلو (اور قربانی کرلو اور بال کٹوالو) تو تمہارے لیے سوائے بیویوں کے سب چیزیں حلال ہوگئیں۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَمَيْتُمْ وَ حَلَقْتُمْ وَذَبَحْتُمْ فَقَدْ حَلَّ لَكُمْ كُلُّ شَیْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ. (اعلاء السنن 163 ج 10)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم 10 ذوالحجہ

کورمی کرلواورسرمنڈ والواورقربانی کرلو(یعنی جب تم یہ تینوں کام کرلوتو تمہارے لئے سوائے بیویوں کے سب چیزیں حلال ہوجاتی ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يُّحْرِمَ وَ يَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ أَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ بِطِيْبٍ فِيْهِ مِسْكٌ. (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے مشک ملی خوشبو لگائی تھی آپ کے احرام باندھنے سے پہلے بھی اور 10 ذوالحجہ کو بھی (جب آپ رمی اور قربانی اور حلق سے فارغ ہوگئے) آپ کے طواف زیارت کرنے سے پہلے۔

8- طواف زیارت

i- رمی، ذبح اور حلق سے فارغ ہونے کے بعد اب آپ کو بیت اللہ کا طواف کرنا ہے۔ یہ طواف حج کا رکن ہے اور فرض ہے اور اس کو طواف زیارت بھی کہتے ہیں۔

ii- یہ طواف 10 ذوالحجہ کو کرنا افضل ہے لیکن اگر اس دن ہمت نہ پڑے تو 11 ذوالحجہ کو بھی دن رات کسی وقت کر سکتے ہیں۔ اور 12 ذوالحجہ کو بھی کر سکتے ہیں لیکن 12 ذوالحجہ کے سورج کے غروب ہونے سے پہلے پہلے کرنا ضروری۔

اگر 12 ذوالحجہ کا سورج غروب ہوجائے اور طواف زیارت نہ کیا ہوتو طواف زیارت تو بہرحال پھر بھی کرنا ہے لیکن اس کے ساتھ تاخیر کی سزا کے طور پر ایک دم دینا لازم ہوگا۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ...... ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَفَاضَ إِلَى الْبَيْتِ فَصَلّٰى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ فَأَتٰى عَلٰى بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَسْقُوْنَ عَلٰى زَمْزَمَ فَقَالَ انْزَعُوْا

بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَوْلَا أَنْ يَّغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلٰى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ فَنَاوَلُوْهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (نحر اور حلق کے بعد) پھر رسول اللہ ﷺ (اپنی سواری پر) سوار ہوئے اور تیزی سے بیت اللہ کی طرف لوٹے (اور زوال سے پہلے طواف زیارت کو ادا کیا) اور مکہ میں ظہر کی نماز پڑھی پھر آپ ﷺ عبدالمطلب کے خاندان والوں کے پاس آئے جو (لوگوں کو) زمزم (کا پانی نکال نکال کر) پلا رہے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا اے بنو عبدالمطلب تم ہی پانی نکالو۔ اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ (میں نے پانی کھینچا تو میری اتباع کی وجہ سے اور لوگ بھی پانی کھینچنا چاہیں گے اور اس طرح دوسرے) لوگ تمہارے پانی پلانے میں تم پر غالب آجائیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی نکالتا۔ پھر بنو عبدالمطلب نے پانی (نکال کر) آپ کو ایک ڈول پیش کیا اور آپ نے اس ڈول میں سے (کھڑے کھڑے) پانی پیا۔

iii- اگر عورت حیض کی وجہ سے طواف زیارت اس کے وقت میں نہ کر سکے تو دم واجب نہ ہوگا۔ البتہ پاک ہونے کے بعد اس کو طواف کرنا ہی ہوگا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ بَعْدَ مَا أَفَاضَتْ قَالَتْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَحَابِسَتُنَا هِيَ ؟ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَاضَتْ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ قَالَ فَلْتَنْفِرْ إِذَنْ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ طواف زیارت کرنے کے بعد (ام

المومنین) حضرت صفیہ بنت حیی کو حیض شروع ہو گئے کہتی ہیں میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے پوچھا کہ کیا اب ہمیں ان کی وجہ سے رکنا پڑے گا (کہ وہ طواف زیارت کریں پھر ہم یہاں سے مدینہ کو روانہ ہوں) میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ وہ طواف زیارت کر چکی ہیں اس کے بعد ان کو حیض شروع ہوئے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا (خیر پھر کوئی بات نہیں) وہ اب (ہمارے ساتھ) واپس چلیں (طواف وداع کرنا ان پر واجب نہیں)۔

iv- طواف زیارت کو رمی اور حلق کے بعد کرنا سنت ہے واجب نہیں ہے لہٰذا اگر کوئی مزدلفہ سے آتے ہی طواف زیارت کر آئے اور رمی حلق وغیرہ بعد میں کرے تو یہ بھی جائز ہے لیکن سنت پر عمل کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

9- طواف زیارت سے فارغ ہو کر حجر اسود کا ایک مرتبہ پھر استلام کیجئے اور باب الصفا سے نکل کر صفا کی طرف جائیے اور حج کی سعی کیجئے۔

(i) حج کی سعی کو حج کے مہینوں کے اندر کرنا شرط نہیں ہے لہٰذا اگر کسی نے 12 ذوالحجہ کے بعد سعی کی تو وہ بھی ہو جائے گی اور دم واجب نہ ہوگا لیکن یہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

(ii) اگر کوئی عذر ہو یا بہت تھکان ہو تو آپ سعی کو متفرق طور سے بھی کر سکتے ہیں مثلاً کچھ چکر صبح لگا لئے اور کچھ چکر شام کو لگا لئے یا دوسرے دن لگا لئے۔

(iii) 8 ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھنے کے بعد اگر کوئی اضطباع اور رمل کے ساتھ نفلی طواف کرے اور اس کے بعد سعی کر لے تو یہ حج کی سعی ہو جائے گی اور پھر 10

ذوالحجہ کو نہ کرنی ہو گی مگر افضل یہ ہے کہ سعی طواف زیارت کے بعد کرے۔

10- سعی کے بعد دوبارہ منیٰ واپس آ جائیے اور حج کے باقی دن اور راتیں وہاں گزاریئے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ آخِرِ يَوْمٍ حِيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى مِنٰى فَمَكَثَ بِهَا لَيَالِيَ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ يَرْمِى الْجَمْرَةَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ...... (احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ طواف زیارت سے ظہر کا وقت (قریب) ہونے پر فارغ ہوئے پھر (ظہر کی نماز پڑھ کر) آپ منیٰ کو واپس ہوئے اور ایام تشریق وہیں گذارے اور سورج کا زوال ہونے پر آپ جمرات کی رمی کرتے۔

تنبیہ: کوئی عذر ہو تو رات مکہ مکرمہ میں بھی گزار سکتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْعَبَّاسَ اِسْتَاذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَّبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنٰى لِأَجْلِ سِقَايَتِهٖ فَأَذِنَ لَهٗ. (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ لوگوں کو زمزم پلانے کی وجہ سے منیٰ کی راتیں مکہ میں گزار لیں تو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔

عَنْ عَاصِمٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ لِرِعَاءِ الْإِبِلِ فِي الْبَيْتُوْتَةِ (ابوداؤد)

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں والوں کو

رخصت دی کہ وہ (ایام تشریق کی) راتیں منیٰ کے علاوہ (کہیں اور مثلاً مکہ) میں گذار لیں۔

چوتھا دن: 11 ذوالحجہ

اگر آپ قربانی اور طواف زیارت 10 ذوالحجہ کو کر چکے ہیں تو آج آپ کو زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرنی ہے۔ باقی دن آپ عبادت وذکر میں گزاریئے۔

13,12,11 ذوالحجہ میں رمی کا طریقہ

ظہر کی نماز کے بعد جمرات کی طرف جایئے۔ سب سے پہلے جمرہ اولی یعنی پہلے جمرہ کو سات کنکریاں ماریئے۔ مارنے کا طریقہ وہی ہے جو 10 ذوالحجہ کو جمرہ عقبہ کی رمی کے سلسلہ میں پیچھے بتایا گیا ہے۔ اس جمرہ کی رمی کے بعد ذرا آگے کو بڑھ کر اور قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کیجئے اور دعا مانگئے۔

اس کے بعد جمرہ وسطی یعنی درمیانی جمرہ پر آیئے اور اس پر بھی سات کنکریاں اسی طریقے سے ماریئے اور پھر کچھ بائیں جانب کو قبلہ رخ ہو کر تسبیح وتہلیل وتکبیر کیجئے اور دعا مانگئے۔

اس کے بعد جمرہ عقبہ یعنی آخری جمرہ کی رمی کیجئے۔ اس جمرہ کی رمی کے بعد ٹھہر کر دعا نہ کیجئے اور اپنی قیام گاہ میں واپس آجایئے۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَمَى الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى ثُمَّ لَمْ يَرْمِ فِي سَائِرِ الْأَيَّامِ حَتّٰى زَالَتِ الشَّمْسُ (مسلم)

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دسویں ذوالحجہ کو جمرہ (عقبہ)

کی رمی چاشت کے وقت کی پھر باقی ایام میں سورج کے زوال سے پہلے رمی نہیں کی۔

عَنْ سَالِمٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ إِثْرِ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيُسْهِلُ فَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيْلًا فَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْجَمْرَةَ الْوُسْطٰى كَذٰلِكَ فَيَاْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيُسْهِلُ وَ يَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ قِيَامًا طَوِيْلًا فَيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِيْ الْجَمْرَةَ ذَاتَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ وَلَا يَقِفُ وَيَقُوْلُ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَفْعَلُهُ (بخاری).

سالم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ (مسجد خیف سے) قریب کے جمرہ کی سات کنکریاں مارتے تھے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے۔ پھر وہ آگے بڑھ کر نشیب میں آجاتے اور قبلہ رخ ہو کر بہت طویل قیام کرتے جس میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے۔ پھر وسطی جمرہ کی بھی اسی طرح رمی کرتے اور بائیں طرف ہو کر نشیب میں آتے اور قبلہ رخ ہو کر طویل قیام کرتے جس میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے۔ پھر بطن وادی سے جمرہ عقبہ کی رمی کرتے اور (وہاں) نہ ٹھہرتے اور فرماتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

تنبیہ: آجکل سعودی حکومت اس بات کی خوب تشہیر کرتی ہے کہ گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں کی رمی کا وقت صبح طلوع فجر سے شروع ہو جاتا ہے۔ سعودی حکومت کی غرض انتظامی سہولت ہوگی لیکن سعودی حکومت کا اختیار کردہ یہ مسئلہ غلط ہے۔ ان تین دنوں میں رمی کا وقت بالاتفاق سورج کے زوال سے شروع ہوتا ہے لہٰذا

حاجیوں کو زوال سے پہلے رمی نہ کرنی چاہیے کہ یہ جائز نہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لَا تُرْمَى الْجِمَارُ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ فِي الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ (مؤطا محمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ دسویں کے بعد کے تین دنوں میں جمرات کی رمی زوال سے پہلے نہ کی جائے۔

علامہ وہبہ زحیلی اپنی کتاب الفقہ الاسلامی و ادلتہ میں لکھتے ہیں۔

رمی الجمرات الثلاث ایام التشریق بعد زوال الشمس فی کل یوم ای بعد الظہر بالاتفاق...... فلا یجوز الرمی قبل الزوال. (ص 2255)

ایام تشریق یعنی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں میں سے ہر دن کو تینوں جمرات کی رمی کا وقت سورج کے زوال کے بعد سے ہے...... لہٰذا زوال سے پہلے رمی جائز نہیں۔

پانچواں دن: 12 ذوالحجہ

1- گیارہویں تاریخ کی طرح آج بھی اسی طرح زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرنی ہے۔

2- اگر آپ چاہیں تو کنکریاں مار کر آپ سورج کے غروب سے پہلے پہلے منیٰ سے نکل کر مکہ مکرمہ واپس جا سکتے ہیں۔ غروب کے بعد منیٰ سے نکلنا مکروہ ہے اگرچہ تیرہویں تاریخ کی رمی واجب نہیں ہوگی۔ تیرہویں کی رمی کرنے کے بعد واپس آنا افضل ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمُرَ ...... فَأَمَرَ مُنَادِيًا يُّنَادِيْ فَنَادٰى ...... أَيَّامُ مِنٰى ثَلَاثَةٌ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ (مسلم)

حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک پکارنے والے کو پکارنے کا حکم دیا تو اس نے یہ پکار لگائی (کہ) منیٰ کے ایام تین ہیں تو جس نے دو دنوں میں جلدی کی (اور بارہویں کو مکہ مکرمہ واپس چلا گیا) تو اس پر کچھ گناہ نہیں اور جس نے واپسی کو (ایک دن) موخر کیا تو اس پر بھی کچھ گناہ نہیں ہے۔

چھٹا دن: 13 ذوالحجہ

اگر آپ 12 ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ نہیں گئے اور 13 ذوالحجہ کی صبح صادق کے وقت آپ منیٰ میں ہیں تو آپ پر 13 تاریخ کی رمی بھی واجب ہوگئی۔ اب آپ ظہر کی نماز پڑھ کر تینوں جمرات کی رمی کیجئے اور اس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوں۔

مکہ مکرمہ کو واپسی

بارہویں یا تیرہویں کو زوال کے بعد رمی کر کے مکہ مکرمہ چل دیں اور اگر ہو سکے تو محصب میں ٹھہریں اور ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں وہاں پڑھئے کہ یہی سنت ہے۔ اگر اتنا نہ ٹھہر سکیں تو کچھ ہی دیر ٹھہر جائیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوْا يَنْزِلُوْنَ الْأَبْطَحَ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ یہ سب ابطح (یعنی وادی محصب) میں پڑاؤ کرتے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَرَقَدَ

رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محصب میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں اور (پھر) کچھ دیر سوئے پھر سوار ہو کر بیت اللہ گئے اور اس کا طواف کیا۔

طواف وداع

حج سے فارغ ہو کر جب آپ کا مکہ مکرمہ سے واپسی کا ارادہ ہو تو طواف وداع کیجئے۔ اس میں رمل نہیں کرنا اور اس کے بعد سعی بھی نہیں ہے۔ طواف وداع کے بعد اگر مکہ مکرمہ میں مزید کچھ قیام ہو گیا تو پھر چلنے کے وقت دوبارہ طواف وداع کرنا مستحب ہے۔

i- طواف وداع میقات سے باہر رہنے والے آفاقیوں پر واجب ہے۔

ii- طواف وداع حائضہ عورت کو معاف ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَّكُوْنَ آخِرَ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَائِضِ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لوگوں کو حکم دیا گیا کہ (مکہ مکرمہ میں) ان کا آخری کام بیت اللہ کا (طواف) ہونا چاہئے البتہ حائضہ عورت سے اس حکم کو ہٹا دیا گیا۔

باب:13

حج قران اور حج افراد

حج قران

پیچھے آپ کو حج تمتع کا پورا طریقہ بتایا گیا ہے۔

حج قران کا بھی تقریباً وہی طریقہ ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ:

1- عمرہ کی سعی کے بعد آپ نے اپنے بال نہیں کٹوانے اور احرام نہیں کھولنا۔

2- عمرہ کی سعی کے بعد جتنی جلدی ہو سکے ایک طواف کیجئے جس کو طواف قدوم کہا جاتا ہے۔ اس طواف کا طریقہ وہی ہے جو عمرہ کے طواف میں بیان ہوا۔ اس طواف میں اضطباع بھی کیجئے اور رمل بھی کرے۔ اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کیجئے۔ یہ حج کی سعی ہوگی۔ اس طرح کرنا افضل ہے۔

3- اگر آپ ابھی حج کی سعی نہ کریں تو اس کو طواف زیارت کے بعد بھی کر سکتے ہیں البتہ اس صورت میں طواف قدوم میں نہ اضطباع کیجئے اور نہ رمل کیجئے۔

4- تمتع کرنے والے کی طرح قران کرنے والے پر بھی دم شکرانہ واجب ہوتا ہے۔

5- اگر آپ احرام کے کسی ممنوع کام کا ارتکاب کریں گے تو آپ پر دوگنی سزا

ہوگی کیونکہ آپ دو احرام میں ہیں۔

حج افراد

1- تمتع اور قران کے برعکس حج افراد کے ساتھ عمرہ نہیں ہوتا۔

2- حج افراد کرنے والا مکہ مکرمہ پہنچ کر پہلے طواف قدوم کرے۔

3- اگر طواف قدوم کے بعد حج کی سعی کرنی ہو تو طواف قدوم میں اضطباع اور رمل بھی کرے اور اگر ابھی سعی کرنے کا ارادہ نہ ہو تو اس میں اضطباع اور رمل نہ کرے۔

4- حج افراد کرنے والے کو حج کی سعی طواف زیارت کے بعد کرنا افضل ہے۔

باب:14

حج کے واجبات اور ان کو ترک کرنے کی جزا

I- حج کے مندرجہ ذیل چھ واجبات وہ ہیں جو بلا واسطہ ہیں:

1- وقوف مزدلفہ

2- رمی جمار یعنی کنکریاں مارنا

3- قران اور تمتع کرنے والوں کو دم شکرانہ دینا۔

4- حلق یعنی سر کے بال مونڈوانا یا تقصیر یعنی ایک پورے کے بقدر بال کتروانا۔

5- صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا

6- آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والوں کو طواف وداع کرنا۔

II- حج کے کچھ واجبات وہ ہیں جو بالواسطہ ہیں مثلاً وہ حج کے فرائض کے واجبات ہیں یا حج کے واجبات کے واجبات اور شرائط ہیں جیسے:

1- طواف کے واجبات

i- حدث اصغر و اکبر دونوں سے پاک ہو۔

ii- ستر عورت ہو۔

iii- جو شخص پیدل چلنے پر قادر ہو اس کو پیادہ طواف کرنا۔

iv- طواف اس طرح سے کرنا کہ حجر اسود کے بعد بیت اللہ کا دروازہ آئے پھر حطیم آئے پھر رکن یمانی آئے۔

v- حطیم کو شامل کر کے طواف کرنا۔

vi- طواف کا دوگانہ ادا کرنا۔

2- سعی کے واجبات

i- سعی صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا۔

ii- پیدل کرنے پر قدرت ہو تو سعی پیدل کرنا۔

iii- سعی کے چار پھیرے فرض ہیں اور باقی تین واجب ہیں۔

3- نویں ذوالحجہ کو زوال سے لے کر سورج غروب ہونے تک عرفات میں ٹھہرنا اور وقوف کرنا۔

4- مزدلفہ میں مغرب اور عشاء دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنا واجب ہے۔

5- دسویں کی رمی اور قربانی اور حلق کے درمیان ترتیب۔

6- طواف زیارت کو قربانی کے دنوں میں ادا کرنا۔

7- طواف وداع

یہ موٹے موٹے کل بیس واجبات ہیں۔ ترک پر جزا کے اعتبار سے ان کی تین قسمیں ہیں۔

I- جن کے ترک پر دم کسی حال میں واجب نہیں ہوتا خواہ عذر سے ترک کیا ہو یا بلا عذر ترک کیا ہو۔

مذکورہ بیس میں سے یہ صرف طواف کا دوگانہ ہے۔

II- جن کو شرعی عذر سے ترک کیا ہو تو دم معاف ہوتا ہے اور اگر شرعی عذر کے بغیر کیا ہو تو دم واجب ہوتا ہے۔

شرعی عذر سے مراد وہ عذر ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے لاحق ہوا۔ اگر مخلوق کی طرف سے لاحق ہوا ہو تو شرعی عذر نہیں ہے۔ یہ واجبات مندرجہ ذیل ہیں:

1- صفا اور مروہ کے درمیان سعی۔

اس کو مرض یا ساتھیوں کے روانہ ہونے کے عذر کی وجہ سے ترک کیا تو دم واجب نہ ہوگا۔

2- طواف و سعی کو پیدل کرنا۔

بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے پیدل نہ کیا بلکہ وھیل چیئر پر کیا تو دم واجب نہ ہوگا۔

3- وقوف مزدلفہ

ہجوم کی وجہ سے بوڑھے اور کمزور مردوں اور کمزور عورتوں کے وقوف مزدلفہ کو ترک کرنے میں دم واجب نہیں۔

4- سر کے بال منڈانا یا کتروانا۔

سر میں تکلیف کی وجہ سے اگر سر منڈوایا یا بال کتروائے تو صرف دم واجب نہ ہو گا۔ بلکہ اختیار ہوگا کہ چاہے تو دم دے یا ساڑھے دس کلو گندم چھ مسکینوں میں صدقہ کرے یا تین روزے رکھے۔

5- طواف زیارت کو قربانی کے دنوں میں کرنا

حیض ونفاس کی وجہ سے اگر عورت طواف زیارت کو قربانی کے دنوں سے مؤخر کرے تو دم واجب نہ ہوگا۔ اسی طرح بیماری کی وجہ سے مؤخر کیا تو دم واجب نہ ہوگا۔

6- طواف وداع

حیض ونفاس کی وجہ سے طواف وداع کو ترک کرنے پر دم واجب نہیں۔

III- جن کے ترک پر ہر حال میں دم واجب ہوتا ہے خواہ عذر ہو یا نہ ہو

مذکورہ بالا بیس میں سے یہ باقی تیرہ واجبات ہیں۔

عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ قَدَّمَ شَيْئًا مِّنْ حَجِّهٖ أَوْ أَخَّرَهٗ فَلْيُهْرِقْ لِذٰلِکَ دَمًا (ابن ابی شیبه)

مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص نے حج کے کسی (واجب) فعل کو مقدم کیا یا موخر کیا تو اس کی وجہ سے ایک دم ہے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ نَسِيَ مِنْ نُسُكِهٖ شَيْئًا أَوْ تَرَکَ فَلْيُهْرِقْ دَمًا (موطا مالک)

سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے حج کے (واجب) افعال میں سے کوئی فعل ترک کیا (یا کہا کہ اس کو کرنا بھول گیا) تو وہ ایک دم دے۔

باب: 15

منیٰ میں حاجی، پوری نماز پڑھے یا قصر پڑھے

پہلے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ منی اور مزدلفہ مکہ مکرمہ کا حصہ نہیں اس سے باہر ویرانہ ہے مزدلفہ ہمیشہ سے ویرانہ رہا ہے اور اب بھی جنگل و ویرانہ ہے۔ جہاں تک منی کا تعلق ہے پہلے کسی زمانہ میں وہاں مستقل آبادی ہوا کرتی تھی اور اس کی حیثیت گاؤں کی تھی لیکن موجودہ دور میں منی آبادی سے بالکل خالی ہے۔ اس میں نہ مکان ہیں نہ گلی محلے ہیں اور نہ ہی آبادی ہے۔ لہٰذا وہ بھی جنگل و ویرانہ ہے۔ بعض جگہوں سے مکہ مکرمہ کی آبادی منی اور مزدلفہ کے کناروں تک پہنچ گئی ہے اس وجہ سے بعض حضرات کو خیال ہوا ہے کہ منی اور مزدلفہ بھی اب مکہ مکرمہ کے ساتھ مل کر مکہ مکرمہ کے محلے بن گئے ہیں۔ ان حضرات کو یہ غلط فہمی اس بنیاد پر ہوئی ہے کہ منی میں کسی وقت آبادی ہوا کرتی تھی اور وہ ایک گاؤں تھا۔ شہر کی آبادی بڑھ کر گاؤں تک پہنچ جائے تو ظاہر ہے کہ گاؤں بھی اس شہر کا تسلسل ہی سمجھا جائے گا۔ لیکن یہ حضرات اس بات کو نظر انداز کر گئے کہ منی اور مزدلفہ میں اب بہت عرصہ سے کوئی آبادی نہیں ہے اور یہ دونوں جنگل و ویرانے ہیں اور شہر کی آبادی جنگل میں ایک حد سے آگے بڑھ کر دوسری حد تک پہنچ جائے تو باقی میں جنگل کی حیثیت ختم نہیں ہو جاتی۔

غرض یہ جگہیں نہ تو مکہ مکرمہ کے محلے ہیں اور نہ ہی مکر مکرمہ کی آبادی کی ضرورتیں ان کے ساتھ وابستہ ہیں مثلاً یہ کہ یہاں مکہ مکرمہ کا قبرستان ہوتا یا عیدگاہ یا جنازہ گاہ ہوتی یا کوئی رائفل رینج ہوتی یا گھوڑوں کو سدھانے وغیرہ کی جگہ ہوتی۔غرض منی اورمزدلفہ نہ تو مکہ مکرمہ کے شہر کا حصہ ہے اور نہ ہی اس کا فنا ہیں۔

جولوگ منی ومزدلفہ کو مکہ مکرمہ کا حصہ کہتے ہیں ان کی چند اور دلیلوں کا جواب یہ ہے۔

1- مکہ مکرمہ کے لوگ چھٹی کے دنوں میں رات کے وقت منی میں پکنک مناتے ہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ پکنک منانا ضروریات میں شامل نہیں ہے بلکہ محض آسائش وسہولت کی بات ہے۔ردالمختار میں ہے **بخلاف البساتین ولو متصلة بالبناء لانها لیست من البلدة ولو سکنها اهل البلدة فی جمیع السنة او بعضها** یعنی باغات اگر چہ شہر کی عمارتوں کے ساتھ متصل ہوں پھر بھی وہ شہر کا حصہ نہیں ہیں اگر چہ شہر والے پورے سال یا سال کے کچھ حصہ میں ان میں رہتے ہوں۔

یہ حوالہ اس بارے میں صریح ہے کہ شہر سے متصل باغوں میں اہل شہر جا کر پکنک منائیں یا بسیرا کریں تب بھی وہ شہر کی فناء میں شامل نہیں ہوتے۔

2- منی اور مکہ مکرمہ کی بلدیہ ایک ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بلدیہ ایک انتظامی ادارہ ہوتا ہے جس کے ذمہ علاقہ کی دیکھ بھال اور صفائی ستھرائی ہوتی ہے۔ ایک ادارہ کو شہر سے باہر کا صحرا اور جنگل بھی دیکھ بھال کے لئے دے دیا جائے تو اس سے صحرا اور جنگل کی شرعی حقیقت نہیں بدلتی اور اس طرح شرعی حکم میں بھی کچھ

تبدیلی نہ ہوگی۔

3- منی کا بڑا ہسپتال سال بھر اپنی خدمات انجام دیتا رہتا ہے۔ نیز رابطہ عالم اسلامی کا دفتر بھی کھلا رہتا ہے اور شاہی محل بھی آباد رہتا ہے۔اس کے جواب یہ ہیں۔

منی میں موجود جنرل ہسپتال کے بارے میں یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ مکہ مکرمہ کے لوگ پورے سال اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں تب بھی مندرجہ ذیل وجوہ سے منی فناء نہیں بنتا۔

i- محض ایک عمارت سے پورے منی کو فناء قرار نہیں دیا جاسکتا۔

ii- یہ کوئی ایسی ضرورت نہیں جس کے لئے شہر کے اندرونی علاقوں کو چھوڑ کر باہر کے علاقوں کی ضرورت ہو۔شہر کے اندر اور بہت سے ہسپتالوں کے ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ کی آبادی کا منی کے ہسپتال سے فائدہ اٹھانا ان کے اعتبار سے سہولت ہے، حاجت وضرورت نہیں۔

رابطہ عالم اسلامی کے دفتر کا وہاں ہونا کسی انتظامی سہولت کی وجہ سے ہوگا ورنہ نہ تو اہل مکہ کی ضرورت وحاجت کا اس سے کچھ تعلق ہے اور نہ ہی خاص منی میں اس دفتر کی تعمیر کی کوئی مجبوری ہے۔ ہاں حج کے دنوں میں اس ادارہ کے مہمانوں کی سہولت کے لئے اس دفتر کا وہاں ہونا سمجھ میں آتا ہے۔

رہا شاہی محل تو وہ منی کی حدود کے ساتھ ساتھ بنا ہوا ہے۔ وہاں عام طور سے محافظ اور دیگر عملہ رہتا ہے اور شاہی محل کا وہاں ہونا اہل مکہ کی کوئی ضرورت وحاجت نہیں، محض حکمرانوں کی آسائش ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ منی اور مزدلفہ نہ تو مکہ مکرمہ کے شہر کا حصہ ہیں اور نہ اس کا فناء ہیں تو مندرجہ ذیل مسائل نکلتے ہیں:

1- جو شخص سیدھا اپنے ملک سے یا مدینہ منورہ سے واپس آ کر مکہ مکرمہ ایسے وقت میں پہنچا کہ آٹھویں ذوالحجہ آنے میں پندرہ دن سے کم ہوں تو یہ شخص مکہ مکرمہ میں مسافر ہوگا اور منی و عرفات سے واپسی تک نماز قصر کرے گا اور اس پر عید کی قربانی بھی نہ ہوگی۔

2- جو شخص سیدھا اپنے ملک سے یا مدینہ منورہ سے واپس آ کر مکہ مکرمہ میں ایسے وقت میں پہنچا کہ آٹھویں ذوالحجہ آنے میں پندرہ دن یا زیادہ ہوں تو یہ شخص مکہ مکرمہ میں مقیم ہوگا اور نماز پوری پڑھے گا اور حج کی قربانی کے علاوہ عید کی قربانی بھی دے گا۔

بلکہ منی و عرفات سے واپسی کے بعد بھی جب تک مکہ مکرمہ میں رہے گا نماز پوری پڑھے گا۔

3- منیٰ میں جمعہ بھی جائز نہیں ہے۔

باب:16

حج و عمرہ سے متعلق عورتوں کے مسائل

عورت کیلئے محرم یا شوہر کے بغیر حج کا سفر جائز نہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي رَحْمٍ مَّحْرَمٍ ...... فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أَخْرُجَ فِيْ جَيْشٍ كَذَا وَكَذَا وَامْرَأَتِيْ تُرِيْدُ الْحَجَّ فَقَالَ اُخْرُجْ مَعَهَا (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت (اپنے) ذی رحم محرم (یا شوہر) کے بغیر سفر نہ کرے...... ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول میں (جہاد کیلئے) فلاں فلاں لشکر میں نکلنا چاہتا ہوں جبکہ میری بیوی (اپنے فرض) حج کے لئے جانا چاہتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (وہ محرم یا شوہر کے بغیر سفر نہ کرے اور) تم (جہاد پر جانے کے بجائے) اس کے ساتھ جاؤ۔

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ أَذِنَ عُمَرُ لِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا فَبَعَثَ مَعَهُنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ (بخاری).

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابراہیم کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

جو آخری حج کیا اس میں رسول اللہ ﷺ کی ازواج کو بھی حج پر چلنے کو کہا اور (ان کے امور کی نگرانی کے لئے) ان کے ساتھ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف کو بھیجا۔ (اور اگرچہ ان سے بھی حجاب کا حکم تھا لیکن چونکہ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کو قرآن پاک میں امہات المومنین کہا گیا ہے اور کسی امتی کا ان سے نکاح کرنا ممنوع ہے اس لئے وہ ازواج مطہرات کے محرم تھے اور اس طرح سے ان کا سفر بغیر محرم کے نہیں ہوا)۔

عورت عدت میں نہ ہو

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ لَا تَبِیْتُ الْمَبْتُوْتَةُ وَلَا الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا إِلَّا فِيْ بَیْتِهَا. (موطا امام محمد)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ طلاق بائنہ والی اور بیوہ رات صرف اپنے گھر میں گزارے۔

عورت کا مرد کی طرف سے حج بدل کرنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ تِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِيْ عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حجۃ الوداع کے موقع پر قبیلہ خثعم کی ایک عورت (آپ کے پاس) آئی اور کہا اے اللہ کے رسول حج کے بارے میں اللہ تعالیٰ

کا جو فرض اس کے بندوں کے ذمہ ہے وہ میرے والد پر ایسی حالت میں آیا ہے کہ وہ انتہائی بوڑھے ہیں کہ سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ تو کیا اگر میں ان کی طرف سے حج کرلوں تو ان کا حج ادا ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔

عورت کا عورت کی طرف سے حج بدل کرنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّيْ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى مَاتَتْ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ حُجِّيْ عَنْهَا (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلہ کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ میری والدہ نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے وفات پاگئی ہیں تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں) تم ان کی طرف سے حج کرلو۔

عورت کا احرام

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ عَلَى الْمَرْأَةِ إِحْرَامٌ إِلَّا فِيْ وَجْهِهَا (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت پر احرام نہیں ہے لہٰذا وہ کپڑے اتار کر جسم کا کوئی حصہ نہ کھولے) سوائے اس کے چہرے میں (کہ اس کو کپڑا نہ لگنے دے)۔

غیر محرموں سے چہرے کو بھی چھپانا ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ فَإِذَا حَاذَوْنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَاسِهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَا (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں (سفر میں) تھیں اور قافلے ہمارے پاس سے گذرتے تھے۔ تو جب قافلے والے ہمارے سامنے آتے تھے تو ہم میں سے (ہر) ایک اپنی چادر کو اپنے سر سے اپنے چہرے پر (چہرہ سے کچھ دور رکھ کر) لٹکا لیتی تھی۔ (تاکہ ان کے سامنے ہمارا چہرہ نہ کھلے) پھر جب وہ آگے بڑھ جاتے تو ہم (کسی کا سامنا نہ ہونے کی وجہ سے) اپنے چہرے کھول لیتیں۔

عورت رمل نہ کرے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ رَمَلٌ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةِ (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورتوں پر نہ تو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے رمل ہے اور نہ صفا و مروہ کے درمیان (سعی کرتے ہوئے سبز ستونوں کے درمیان) دوڑنا ہے۔

عورت تلبیہ کے لئے آواز بلند نہ کرے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَا تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالتَّلْبِيَةِ (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورت تلبیہ کہنے میں اپنی آواز بلند نہ کرے

(بلکہ آہستہ آواز سے کہے)۔

عورتوں کیلئے طواف کا علیحدہ وقت نہ رکھا جائے

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ إِذْ مَنَعَ ابْنُ هِشَامٍ النِّسَاءَ مَعَ الرِّجَالِ قَالَ كَيْفَ يَمْنَعُهُنَّ وَقَدْ طَافَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ الرِّجَالِ قُلْتُ بَعْدَ الْحِجَابِ أَوْ قَبْلُ قَالَ إِىْ لَعَمْرِىْ لَقَدْ أَدْرَكْتُهُ بَعْدَ الْحِجَابِ قُلْتُ كَيْفَ يُخَالِطْنَ الرِّجَالَ قَالَ لَمْ يَكُنْ يُخَالِطْنَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَطُوْفُ حَجْزَةً مِنَ الرِّجَالِ لَا تُخَالِطُهُمْ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ انْطَلِقِىْ نَسْتَلِمْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ انْطَلِقِىْ عَنْكِ وَأَبَتْ يَخْرُجْنَ مُتَنَكِّرَاتٍ بِاللَّيْلِ فَيَطُفْنَ مَعَ الرِّجَالِ وَلٰكِنَّهُنَّ إِذَا دَخَلْنَ الْبَيْتَ قُمْنَ حِيْنَ يَدْخُلْنَ وَأُخْرِجَ الرِّجَالُ (بخاری)

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں جب (خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے مقرر کئے ہوئے امیر حج ہشام بن عبدالملک کے ماموں) ابن ہشام نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے روک دیا تو عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے مجھ سے کہا کہ (یہ) ابن ہشام عورتوں کو کیسے روکتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج نے مردوں کے ساتھ طواف کیا ہے۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کیا انہوں نے ایسا حجاب کا حکم آنے کے بعد کیا تھا یا پہلے کیا تھا۔ عطاء نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم میں نے تو حجاب کا حکم آنے کے بعد (ہی) ایسا کرتے پایا۔ میں نے پوچھا کہ وہ مردوں کے ساتھ کیسے ملی جلی ہوتی تھیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ مردوں کے ساتھ مل جل کر نہیں چلتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مردوں سے علیحدہ ایک کنارے میں ہو

کر طواف کرتی تھیں ان کے ساتھ مل جل کرنہیں کرتی تھیں۔ (اسی طرح) ایک عورت نے (غالبًا یہ دیکھ کر کہ مردوں کا ہجوم کم ہے ان سے) کہا اے ام المومنین چلئے ہم مل کر حجر اسود کو بوسہ دے آئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے فرمایا کہ تم خود ہی چلی جاؤ اور خود جانے سے انکار کردیا (کہ اس میں مردوں کے ساتھ اختلاط کا اندیشہ ہے)۔ اور رسول اللہ ﷺ کی ازواج جب بیت اللہ میں داخل ہوتی تھیں تو داخلہ کے وقت ٹھہر جاتی تھیں یہاں تک کہ مردوں کو باہر نکال دیا جاتا تھا۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنِّيْ أَشْتَكِيْ فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ (بخاری)

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ میں بیمار ہوں آپ نے فرمایا کہ تم سوار ہو کر لوگوں کے پرے پرے طواف کرلو تو میں نے لوگوں کے پرے پرے طواف کیا۔

عورت بال کتروائے سر نہ منڈائے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيْرُ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں پر سر منڈانا نہیں ہے عورتوں پر تو صرف بال کترانا ہے۔

عورتوں کے لیے حیض کو مؤخر کرنے والی دوا استعمال کرنا

آجکل اس بات کا رواج عام ہو رہا ہے کہ عورتیں جب حج یا عمرہ کے لیے جاتی ہیں تو یہ سوچ کر کہ زیادہ سے زیادہ وقت عبادت اور طواف کے لیے ملے وہ حیض کو مؤخر کرنے والی دوائیں استعمال کرتی ہیں۔ ایسا کرنا ایک تکلف ہے اور صحابیات نے ایسا کوئی اہتمام نہیں کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حیض کی وجہ سے حج سے پہلے عمرہ نہیں کرسکیں اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ کو حیض کی وجہ سے طواف وداع کو ترک کرنا پڑا۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ ان تکلفات میں نہ پڑے لیکن اگر پھر بھی دوا کھالی تو گناہ نہیں ہے۔

اگر حیض کی وجہ سے حج یا عمرہ کے نظم میں فرق پڑے مثلاً یہ اندیشہ ہو کہ روانگی کے وقت حیض شروع ہوں گے اور سیدھے مدینہ منورہ جانا ہے اور مدینہ منورہ کا پورا قیام حیض میں گزر جائے گا یا پہلے مکہ مکرمہ گئے تو حیض کی وجہ سے عمرہ نہ کرسکے گی اور اسی حالت میں مدینہ منورہ جانا ہوگا تو احرام بہت طویل ہو جائے گا یا صرف عمرہ کے لیے جانا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے لگ بھگ ٹھہرنا ہوگا اور جانے آنے کی تاریخ پر اپنا اختیار نہیں اور دوا نہ کھائی تو شاید عمرہ ہی نہ کرسکے تو ایسی حالتوں میں دوا کھانے میں کچھ حرج نہیں۔

حائضہ کے لئے حج و عمرہ کے احکام

1- جو عورت حیض میں ہو اس کے احرام باندھنے کے لئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ وہ غسل یا وضو کر کے قبلہ رخ بیٹھ کر نیت کرے اور تلبیہ کہے البتہ احرام کے نفل نہ پڑھے۔

2- عورت کو حیض میں حج کے تمام افعال کرنا یعنی وقوف عرفہ، وقوف مزدلفہ کرنا،

کنکریاں مارنا وغیرہ جائز ہے۔صرف طواف کرنا منع ہے۔

3- عورت حیض کی وجہ سے طواف زیارت اس کے وقت میں نہ کر سکے تو دم واجب نہیں۔ پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا لَا نَرىٰ اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ا وَاَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ مَالَكِ أَنَفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّ هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِيْ مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِىْ. (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم حج کے ارادے سے چلے۔ جب ہم سرف (نامی مقام پر) پہنچے تو مجھے حیض شروع ہو گئے۔ (مجھے یہ ڈر ہوا کہ اس وجہ سے کہیں میرا حج نہ رہ جائے اس لئے مجھے رونا آیا) رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے تو میں رو رہی تھی۔ آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا (پھر خود ہی اندازہ کر کے) کہا کیا تمہیں حیض آ گیا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ تو ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں (یعنی عورتوں) پر مقرر فرمائی ہے (تو دل چھوٹا نہ کرو) جیسے حاجی کرتے ہیں تم بھی کرتی رہو البتہ پاک ہونے تک بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔

مسئلہ: جو عورتیں ان دنوں میں حیض سے ہوں اور واپسی کا سفر درپیش ہو تو ان کو چاہئے کہ وہ اپنا سفر ملتوی کر دیں اور جب تک پاک ہو کر طواف نہ کر لیں مکہ مکرمہ سے واپس نہ جائیں۔

مسئلہ: اگر حکومتی پابندیوں کے باعث مجبوری ہو یا خاوند یا گروپ کی روانگی کی

تاریخ تبدیل نہ ہو سکتی ہو اور مزید ٹھہرنا واقعی ممکن نہ ہو اور عورت حالت حیض ہی میں جا کر طواف زیارت کر لے تو اس کا طواف زیارت ادا ہو جائے گا لیکن ایک تو اس کو توبہ واستغفار کرنا ہوگا دوسرے ایک اونٹ یا گائے کو حرم میں ذبح کرنا ہوگا۔

نقل بعض المحشين عن منسک ابن امير حاج لوهم الركب على القفول ولم تطهر فاستفتت هل تطوف ام لا قالوا يقال لها لا يحل لک دخول المسجد وان دخلت وطفت اثمت وصح طوافک و عليک ذبح بدنة. (ردالمحتار ص 199 ج 2)

مسئلہ: اگر کوئی مرد یا عورت طواف زیارت کئے بغیر واپس آ جائے تو اس پر دو ذمہ داریاں آتی ہیں:

i- اس کو جا کر طواف زیارت کرنا ہی ہوگا۔ اس کا کوئی بھی متبادل نہیں ہے۔

ii- جب تک وہ طواف زیارت نہ کر لے عورت شوہر کے لئے حلال نہ ہو گی۔ اگر شوہر بیوی سے تعلق رکھے گا تو یہ گناہ کی بات ہو گی لیکن یہ زنا نہیں کہلائے گا کیونکہ بیوی کے ساتھ زنا نہیں ہوتا غیر عورت سے ہوتا ہے۔ اور مرد یا عورت جس نے بھی طواف زیارت چھوڑا ہو گا اس پر ہر جماع کے بدلے ایک دم واجب ہو گا۔

البتہ مسئلہ معلوم ہونے کے بعد اگر طواف زیارت کے لئے مکہ مکرمہ جانے میں بڑا وقت لگے گا تو آئندہ جو جماع کرے وہ احرام چھوڑنے کی نیت سے کرے۔ اس سے اس مرتبہ ایک دم پڑے گا پھر آئندہ کے جماع سے دم نہ پڑے گا۔

4- واپسی کے وقت حیض آ گیا اور عورت طواف وداع نہ کر سکی تو وہ معاف ہے

اوردم واجب نہ ہوگا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ بَعْدَ مَا اَفَاضَتْ قَالَتْ فَذَكَرْتُ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَحَابِسَتُنَا هِیَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهَا قَدْ اَفَاضَتْ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَاضَتْ بَعْدَ الْاِفَاضَةِ قَالَ فَلْتَنْفِرْ اِذَنْ. (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ طواف زیارت کرنے کے بعد (ام المومنین حضرت) صفیہ بنت حیی کو حیض شروع ہو گئے۔ کہتی ہیں میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے پوچھا کہ کیا اب ہمیں ان کی وجہ سے رکنا پڑے گا (کہ وہ طواف زیارت کریں پھر ہم یہاں سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوں) میں نے کہا اے اللہ کے رسول وہ طواف زیارت کر چکی ہیں اس کے بعد ان کو حیض شروع ہوئے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا (خیر پھر کوئی بات نہیں) وہ اب (ہمارے ساتھ) واپس چلیں (طواف وداع کرنا ان پر حیض کی وجہ سے واجب نہیں)۔

5- عورت کا عمرہ کا پروگرام ہے لیکن ابھی احرام نہیں باندھا تھا کہ حیض شروع ہو گیا تو وہ نہا دھو کر احرام باندھ لے اور تلبیہ پڑھ لے البتہ احرام کے نفل نہ پڑھے۔ پھر انتظار کرے یہاں تک کہ جب پاک ہو جائے تب عمرہ کرے۔ اگر احرام باندھ چکی تھی پھر حیض شروع ہوا اس وقت بھی یہ حکم ہے کہ وہ پاک ہونے کا انتظار کرے اور احرام کی پابندیوں کو پورا کرتی رہے۔ جب پاک ہو جائے تو نہا دھو کر عمرہ کرے۔

اگر قیام کے دن تھوڑے ہیں اور واپسی میں تاخیر نہیں کی جا سکتی تو اگر عورت

حیض کی حالت ہی میں عمرہ کرے گی تو اس کا عمرہ ادا ہو جائے گا اور اس کو توبہ واستغفار بھی کرنا چاہئے اور دم میں ایک بکری ذبح کرنا بھی واجب ہے۔

6- تمتع کرنے والی عورت کو جب عمرہ کے طواف سے پہلے حیض آ جائیں اور اسی دوران حج آ جائے تو وہ عمرہ کا احرام چھوڑ دے اور حج کا احرام باندھ لے پھر عمرہ حج سے فارغ ہونے کے بعد کرے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَاَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ...... فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَاَنَا حَائِضٌ وَّلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِکَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ انْقُضِیْ رَاسَکِ وَامْتَشِطِیْ وَاَهِلِّیْ بِالْحَجِّ وَ دَعِی الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ اَرْسَلَنِیَ النَّبِیُّ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهٖ مَكَانَ عُمْرَتِکِ. (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہم حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ ساتھ نکلے اور ہم نے عمرہ کا احرام باندھا...... میں مکہ (مکرمہ) پہنچی تو حیض شروع ہو چکے تھے اور میں نے (عمرہ کے لئے) بیت اللہ کا طواف بھی نہیں کیا تھا اور صفا و مروہ کی سعی بھی نہ کی تھی (کیونکہ وہ تو طواف کے بعد ہوتی ہے۔ جب حج کا وقت آیا) تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا تم (عمرہ کا احرام چھوڑ دو اور اس کے لئے) اپنے سر کے بال کھول لو اور کنگھی کر لو اور حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ کو ترک کر دو۔ کہتی ہیں میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب ہم حج کر چکے تو رسول اللہ

ﷺ نے مجھے (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ساتھ تنعیم بھیجا (اور میں نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا (لو) یہ عمرہ تمہارے اس عمرہ کی جگہ ہو گیا۔

باب:17

بچے کے حج وعمرہ کے مسائل

1- نابالغ بچے کا حج ہو جاتا ہے لیکن نفلی ہوتا ہے اور والدین کو اس پر اجر ملتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوْا الْمُسْلِمُوْنَ مَنْ أَنْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَفَعَتْ إِلَيْهِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ أَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ (احمد و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مقام روحاء میں ایک قافلہ سے ملاقات ہوئی تو پوچھا تم کون لوگ ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں (اور آپ بتائیں کہ) آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (میں) اللہ کا رسول ہوں۔ (یہ سنتے ہی) ایک عورت نے اپنا بچہ آپ کے سامنے کیا اور پوچھا کہ کیا اس کا حج ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور تمہیں اس کا اجر ملے گا۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حُجَّ بِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ (بخاری)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سات سال کا تھا جب (اپنے

والدین کے ساتھ) مجھے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرایا گیا۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ حَجَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَنَا النِّسَاءُ وَالصِّبْیَانُ فَلَبَّیْنَا عَنِ الصِّبْیَانِ وَرَمَیْنَا عَنْهُمْ (احمد).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ ہمارے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تھے اور ہم نے بچوں کی طرف سے تلبیہ بھی کہا اور ان کی طرف سے رمی بھی کی۔

2- اگر نابالغ بچہ ہوشیار اور سمجھدار ہو تو وہ خود احرام باندھے اور خود حج کے افعال ادا کرے۔

اور اگر بچہ چھوٹا اور ناسمجھ ہے تو اس کا ولی اس کی طرف سے احرام باندھے یعنی بچے کو چادریں پہنا کر اس کی طرف سے خود تلبیہ کہے۔

3- سمجھدار بچہ خود طواف وسعی کرے اور جو خود نہ چل سکے یا اتنا نہ چل سکے یا بالکل نہ چل سکے تو اس کا ولی اس کو اٹھا کر طواف وسعی کرائے۔

4- اگر بچہ نماز پڑھ سکتا ہے تو طواف کے دوگانہ کو وہ خود پڑھے۔ اور اگر بچہ خود نہ پڑھ سکے تو کوئی حرج نہیں اس کا ولی اس کی طرف سے نہیں پڑے گا۔

5- ولی کو چاہیے کہ وہ بچہ کو احرام کے ممنوعات سے بچائے لیکن اگر وہ کسی ممنوع کا ارتکاب کرلے تو اس کی جزا واجب نہیں ہوگی نہ بچے پر اور نہ ولی پر۔

6- بچہ کا احرام لازم نہیں ہوتا لہٰذا اگر وہ تمام افعال چھوڑ دے یا بعض کو چھوڑ دے تو اس پر کوئی جزا اور قضا واجب نہیں ہوگی۔

7- بچے نے تمتع یا قران کیا ہو تو اس پر دم شکرانہ واجب نہیں ہوتا۔

باب:18

حج وعمرہ سے متعلق بیمار کے مسائل

1- جو شخص احرام باندھنے سے پہلے بے ہوش ہو گیا اور اس دوران میقات آ گیا تو اس کا کوئی ساتھی اس کی طرف سے تلبیہ کہہ لے۔

عَنْ اِبْرَاهِیْمَ فِی الرَّجُلِ یَبْلُغُ الْوَقْتَ وَ هُوَ مُغْمًى عَلَیْهِ قَالَ یُلَبِّیْ عَنْهُ. (ابن ابی شیبه)

جو شخص میقات پر اس حالت میں پہنچا کہ وہ بے ہوش ہو تو ابراہیم نخعی رحمہ اللہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کا کوئی ساتھی اس کی طرف سے تلبیہ کہے۔

2- محرم حالت احرام میں مندرجہ ذیل کام کر سکتا ہے۔

i- اپنا دکھتا ہوا دانت نکلوا سکتا ہے۔

عَنْ اِبْرَاهِیْمَ وَ مُجَاهِدٍ قَالَا اِشْتَکٰی الْمُحْرِمُ ضِرْسَهٗ نَزَعَهٗ وَاِذَا انْکَسَرَ نَزَعَهٗ. (ابن ابی شیبه)

ابراہیم نخعی اور مجاہد رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ اگر محرم کی داڑھ میں تکلیف ہو یا وہ ٹوٹ جائے تو وہ اس کو نکلوا سکتا ہے۔

ii- کوئی بھی دوا استعمال کر سکتا ہے جس میں بے پکی خوشبو نہ ہو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ يَتَدَاوَى الْمُحْرِمُ بِأَيِّ دَوَاءٍ شَاءَ إِلَّا دَوَاءً فِيهِ طِيبٌ.
(ابن ابی شیبه)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ محرم جو دوا چاہے اس کا خارجی استعمال کر سکتا ہے سوائے اس دوا کے جس میں خوشبو ملائی گئی ہو اور غالب ہو اور پکائی نہ گئی ہو مثلاً ایسا مرہم استعمال کرنا جس میں مینتھول (Menthol) یا کافور ملایا گیا ہو۔

عَنْ اِبْرَاهِيمَ قَالَ يَتَدَاوَى الْمُحْرِمُ بِمَا اَحَبَّ مَا لَمْ يَكُنْ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ أَدْوِيَةٍ طِيبٌ (ابن ابی شیبه)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ محرم جو چاہے دوا استعمال کر سکتا ہے جب تک اس دوا میں خوشبو نہ ہو۔

مسئلہ: اگر خوشبو دار دوا ایک چھوٹے عضو مثلاً ناک، کان، آنکھ، انگلی اور پہنچے وغیرہ کے برابر یا اس سے کم جگہ پر لگائی تو صدقہ واجب ہوگا لیکن اگر اس کو دوسری مرتبہ لگایا تو دم واجب ہوگا۔ اور اگر زخم بڑے عضو مثلاً سر، پنڈلی، ران، ہاتھ، ہتھیلی وغیرہ یا اس کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس پر خوشبو دار دوا ایک دفعہ کے لگانے سے ہی دم واجب ہوگا۔

iii- سر پر پٹی باندھنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَا يَعْصِبِ الْمُحْرِمُ رَاسَهُ بِسَيْرٍ وَلَا خِرْقَةٍ. (ابن ابی شیبه)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ محرم اپنے سر پر پٹی نہ باندھے نہ ڈوری

سے اور نہ کپڑے کے ٹکڑے سے۔

مسئلہ: اگر سر میں یا چہرے میں تکلیف کی وجہ سے سر یا چہرے کے چوتھائی حصے یا اس سے زیادہ پر 12 گھنٹے یا زائد پٹی بندھی رہی تو فدیہ دینا ہوگا اور اختیار ہوگا کہ تین روزے رکھے یا لگ بھگ ساڑھے دس کلو گندم چھ مسکینوں کو دے (فی کس پونے دو کلو) یا ایک بکری کی قربانی کرے۔

مذکورہ بالا صورت میں پٹی اگر 12 گھنٹے سے کم بندھی رہی تو صرف صدقہ واجب ہوگا یعنی پونے دو کلو گندم۔

مسئلہ: اگر سر اور چہرے کے علاوہ بدن کے کسی اور حصے پر پٹی باندھی ہو تو اس پر کچھ واجب نہیں ہوتا خواہ کتنی ہی بڑی جگہ پر بندھی ہو۔

iv- زیتون اور تل کا خالص تیل جب دوا یا کھانے کے طور پر استعمال کیا جائے تو کچھ فدیہ نہیں آتا۔ اسی طرح اگر اس کو زخم پر یا پاؤں کی پھٹن میں دوا کے طور پر لگایا یا کان میں ٹپکایا یا ناک میں چڑھایا تو اس پر دم یا صدقہ کچھ واجب نہیں ہوتا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِذَا شَقَقَتْ يَدَا الْمُحْرِمِ اَوْ رِجْلَاهُ فَلْيَدِ مِنْهُمَا بِالزَّيْتِ اَوْ بِالسَّمْنِ (ابن ابی شیبه)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب محرم کے ہاتھ یا پاؤں پھٹ جائیں تو وہ ان میں زیتون کا تیل یا گھی لگا سکتا ہے۔

v- مہندی کو دوا کے طور پر مثلاً زخموں پر استعمال کرنا

عَنْ مُجَاهِدٍ وَ عَطَاءٍ قَالَا لَا بَأْسَ اَنْ يَتَدَاوَى الْمُحْرِمُ بِالْحِنَاءِ وَ كَرِهَا

اَنْ يَخْتَضِبُ بِهَا. (ابن ابی شیبه)

مجاہد اور عطاء رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ محرم اگر زخم وغیرہ پر مہندی لگائے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے البتہ مہندی سے رنگ کرنے کو دونوں نے مکروہ بتایا۔

vi- جوؤں کی وجہ سے یا سر میں زخموں کی وجہ سے سر کے بال منڈوانا

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ وَقَفَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحُدَيْبِيَّةِ وَ رَاسِيْ يَتَهَا فَتُ قُمَّلًا فَقَالَ يُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَاسَكَ أَوِ احْلِقْ قَالَ فِيَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا أَوْبِهٖ أَذًى مِّنْ رَّاسِهٖ إِلٰى آخِرِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقْ بِفَرْقٍ بَيْنَ سِتَّةٍ أَوْنَسِّكْ مِمَّا تَيَسَّرَ. (بخاری)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ میرے پاس کھڑے ہوئے جب کہ میرے سر سے جوئیں گر رہی تھیں۔آپ نے پوچھا کیا یہ جوئیں تمہیں تکلیف دے رہی ہیں۔میں نے کہا جی ہاں۔آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنا سر منڈوا دو۔حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے ہی (جیسوں کے) بارے میں یہ آیت نازل ہوئی فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا أَوْبِهٖ أَذًى مِنْ رَّاسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ (پھر جو کوئی تم میں سے مریض ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو فدیہ دے روزے سے یا صدقہ سے یا قربانی سے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا تو تم تین دن کے روزے رکھ لو یا تین صاع (لگ بھگ ساڑھے دس کلو) گندم چھ مسکینوں میں صدقہ کر دو یا جو قربانی میسر ہو وہ ذبح کر دو۔

3- مریض کو حج کے لئے حج کے تمام مقامات میں مثلاً منیٰ، مزدلفہ اور عرفات لے جائیں اور بیت اللہ کا طواف کسی وھیل چیئر پر کرائیں اور رمی کے لئے کنکریاں اس کے ہاتھ پر رکھ دیں تا کہ وہ خود ان کو مارے۔

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ يُشْهَدُ بِالْمَرِيْضِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا وَيُطَافُ بِهٖ عَلٰى مَحْمَلٍ فَإِذَا رَمَى الْجِمَارَ وُضِعَ فِيْ كَفِّهٖ ثُمَّ رَمٰى بِهٖ مِنْ كَفِّهٖ (ابن ابی شیبه)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مریض کو حج کی تمام جگہوں میں لے جایا جائے اور اس کو سواری پر طواف کرایا جائے۔اور جب وہ جمرات کی رمی کرے تو کنکری اس کے ہاتھ میں رکھ دی جائے پھر وہ اپنے ہاتھ سے اس کو پھینکے۔

باب:19

حج بدل یعنی دوسرے شخص سے حج کرانا

مسئلہ: جس شخص پر حج فرض ہوگیا اور ادا کرنے کا وقت ملا لیکن ادا نہیں کیا اور بعد میں ادا کرنے پر قدرت نہیں رہی عاجز ہوگیا تو اس پر کسی دوسرے سے حج کرانا فرض ہے خواہ اپنی زندگی میں کرائے یا مرنے کے بعد حج کرانے کی وصیت کر جائے۔ اس پر وصیت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: عاجز ہونے کے اسباب یہ ہیں: موت، قید، ایسا مرض کہ جس کے دور ہونے کی امید نہ ہو جیسے فالج، اندھا ہونا، لنگڑا ہونا، اتنا بوڑھا ہونا کہ سواری پر بیٹھنے کی قدرت نہ رہے۔ عورت کے لئے محرم نہ ہونا۔ راستہ مامون نہ ہونا۔ ان میں سے وہ اعذار جن کے زائل ہونے کی امید ہو ان کا موت تک باقی رہنا عجز کے ثابت ہونے کے لئے شرط ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ خَثْعَمَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ أَبِىْ أَدْرَكَهُ الْإِسْلَامُ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ رُكُوْبَ الرَّحْلِ وَالْحَجُّ مَكْتُوْبٌ عَلَيْهِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ أَنْتَ أَكْبَرُ وُلْدِهٖ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْكَانَ عَلٰى أَبِيْكَ دَيْنٌ فَقَضَيْتَهُ عَنْهُ أَكَانَ يُجْزِئُ ذٰلِكَ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ

فَاحْجُجْ عَنْهُ. (احمد و نسائی)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قبیلہ خثعم کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے والد نے اسلام قبول کرلیا ہے اور وہ بہت ہی بوڑھے ہیں سواری پر بیٹھ نہیں سکتے جب کہ حج ان پر فرص بنتا ہے کیا میں ان کی طرف سے حج کر لوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم ان کی اولاد میں سے بڑے ہو۔ اس شخص نے جواب دیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بتاؤ اگر تمہارے والد کے ذمہ قرض ہوتا اور وہ تم ادا کرتے تو کیا وہ ان سے ادا نہ ہوتا۔ اس نے جواب دیا کہ جی ہاں ہوجاتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (حج بھی تمہارے والد کے ذمہ اللہ کا قرض ہے)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَاءَ تْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّيْ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى مَاتَتْ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَةً اِقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ. (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جہینہ قبیلہ کی ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن حج کرنے سے پہلے ہی ان کی وفات ہوگئی تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں تم ان کی طرف سے حج کرلو کیونکہ دیکھو اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا وہ دینے سے تم ادا کرنے والی نہ بنتیں تو اللہ کا قرض بھی ادا کرو کیونکہ اللہ تو زیادہ حقدار ہیں کہ ان کا قرض ادا کیا جائے۔

حج بدل کی شرائط

نفل حج دوسرے شخص سے کرانے کے لئے صرف اتنی بات کافی ہے کہ حج کرنے والا مسلمان ہو، عقل والا اور سمجھ بوجھ والا ہو۔ البتہ فرض حج کسی دوسرے سے کرانے کے لئے یہ شرطیں ہیں:

1- جو شخص اپنا حج کرائے اس پر حج فرض ہونا۔

2- حج فرض ہونے کے بعد خود حج کرنے سے عاجز ہونا۔

3- موت کے وقت تک عاجز رہنا یا ایسا عذر ہونا جو عام طور سے ختم نہیں ہوتا۔

4- دوسرے شخص کو اپنی طرف سے حج کرنے کا حکم کرنا اگر خود موجود ہو اور اگر مر گیا ہو اور حج کرانے کی وصیت کر گیا ہو تو وصی یا وارث کا حکم کرنا شرط ہے۔

5- مصارف سفر میں حج کرانے والے کا روپیہ خرچ ہونا۔

6- احرام کے وقت حکم کرنے والے یعنی آمر کی طرف سے حج کی نیت کرنا۔ زبان سے یہ کہنا کہ فلاں کی طرف سے احرام باندھتا ہوں افضل ہے ضروری نہیں۔ دل سے نیت کرنا کافی ہے۔

7- آمر کے وطن سے حج کرنا اگر تہائی مال میں گنجائش ہو۔ ورنہ جس جگہ سے میقات سے پہلے ہو سکے وہاں سے کرا دیا جائے۔ اگر اتنا بھی نہ ہو تو وصیت باطل ہے۔

8- آمر کی مخالفت نہ کرنا۔ اگر آمر نے حج افراد کا حکم کیا تھا اور مامور نے تمتع کیا تو مخالف ہو گا اور تاوان واجب ہو گا اور یہ حج مامور کا ہو گا۔

تنبیہ: اجرت پر حج کرنا کرانا جائز نہیں۔ اس لئے ایسے الفاظ سے حج کا

حکم نہ کرے کہ جس سے اجارہ سمجھا جائے لیکن اگر کسی نے اجرت پر حج کیا تو حج آمر کا ہی ہو گا۔ مامور اجرت کا مستحق نہیں ہو گا بلکہ صرف خرچے کا مستحق ہو گا۔

مسئلہ: ایسے شخص سے حج کرانا افضل ہے جو عالم باعمل اور مسائل سے خوب واقف ہو۔

مسئلہ: ایسے شخص سے حج کرانا افضل ہے جو اپنے اوپر فرض حج پہلے کر چکا ہو لیکن اس کا اپنے حج سے فارغ ہونا ضروری اور شرط نہیں ہے۔

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ سَمِعَ رَجُلًا یَقُوْلُ لَبَّیْکَ عَنْ شَبْرُمَةَ فَقَالَ النَّبِیُّ ...... مَنْ شَبْرُمَةُ قَالَ أَخٌ لِّیْ أَوْقَرِیْبٌ لِّیْ قَالَ أَحَجَجْتَ عَنْ نَفْسِکَ قَالَ لَا قَالَ فَاحْجُجْ عَنْ نَفْسِکَ ثُمَّ عَنْ شَبْرُمَةَ. (ابو داؤد و ابن ماجه) وَ فِیْ رِوَایَةٍ هٰذِهٖ عَنْکَ ثُمَّ حُجَّ عَنْ شَبْرُمَةَ. (دار قطنی و البیهقی).

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ شبرمہ کی طرف سے لبیک۔ نبی ﷺ نے اس سے پوچھا کہ شبرمہ کون ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میرا بھائی ہے یا کہا میرا قریبی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے اپنا حج کر لیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (پہلے) اپنی طرف سے حج کرو پھر شبرمہ کی طرف سے کرو۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اس حج کو اپنی طرف سے کرو پھر شبرمہ کی طرف سے کرو۔

اس حدیث سے یہ تو معلوم ہوا کہ آدمی کو پہلے اپنے ذمہ جو حج ہے وہ کرنا چاہئے پھر دوسرے کی طرف سے کرے لیکن اس حدیث میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ جس

کے ذمہ اپنا حج ہو اگر وہ پہلے کسی دوسرے کی طرف سے کر لے تو دوسرے کا حج ادا ہو جائے گا یا نہیں۔ جب حدیث میں اس کی وضاحت نہیں تو اب اجتہاد اور قیاس سے کام لیں گے۔ وہ اس طرح کہ جیسے ظہر کی نماز کا وقت ہوتا ہے کہ نماز اس کے ایک تھوڑے سے حصہ میں پڑھی جا سکتی ہے اور باقی وقت بچ رہتا ہے۔ وقت شروع ہونے کے بعد اول وقت فرض نماز ادا کرنا مناسب ہے لیکن اگر کوئی پہلے نفل پڑھتا رہے اور پھر کچھ بعد میں فرض ادا کرے تو نفل ہو جائیں گے۔ اسی طرح حج کے لئے بھی ساری عمر ہوتی ہے اور عام طور سے لوگوں کو عمر کے کئی سال مل ہی جاتے ہیں اس لئے اگر کوئی پہلے کسی دوسرے کی طرف سے حج کر لے یا خود نفل حج کی نیت کر لے تو یہ نفل حج یا دوسرے کی طرف سے حج ادا ہو جائے گا اگرچہ یہ بہت ہی غیر مناسب اور کراہت والی بات ہے۔ اگر اپنے اوپر حج فرض نہ ہو اور دوسرے کی طرف سے حج کرے تو اس میں کراہت بھی نہیں۔

مسئلہ: جس سال آمر نے حج کا حکم کیا اس سال نہیں کیا بلکہ دوسرے سال کیا تو آمر کا حج ہو جائے گا اور مامور پر تاوان واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: مامور آمر کی اجازت سے تمتع بھی کر سکتا ہے۔ بعض علماء نے اس کو ناجائز کہا ہے لیکن آج کل افراد کرنے میں بہت دشواری ہوگی کیونکہ لوگوں میں مشقت کا تحمل بالکل نہیں ہے اور سفر کی تاریخ بھی اپنی مرضی سے طے نہیں کر سکتے۔ اس لئے جواز کے قول کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔

مسئلہ: تمتع کی صورت میں دم شکر خود مامور پر واجب ہوگا۔ اگر آمر بخوشی دم شکر

کی قیمت ادا کر دے تو جائز ہے۔ اس زمانہ میں عرفا آمر کی طرف سے تمتع اور دم شکر کی اجازت ثابت ہے اس لئے صریح اجازت ضروری نہیں۔ پھر بھی صریح اجازت حاصل کر لینا بہتر ہے۔

مسئلہ: وارث اپنے مورث کی طرف سے یا اولاد اپنے والدین کی طرف سے ان کے مرنے کے بعد بلا اجازت و وصیت حج کرے تو جائز ہے۔

باب:20

حج وعمرہ کرنے والوں کیلئے نماز کے مسائل

1- ہوائی جہاز میں نماز

عمرہ اور حج کے لئے جاتے ہوئے اکثر ہوائی جہاز میں نماز پڑھنے کا مسئلہ پیش آتا ہے۔مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے امداد الفتاوی ص395 ج1 میں اس کو جانور پر نماز پڑھنے کے ساتھ ملحق سمجھا ہے اور اس کو جائز بتایا ہے۔ان کی یہ بات قابل فہم ہے۔لہٰذا نماز قضا کرنے کے بجائے وقت پر جہاز ہی میں نماز پڑھ لیں۔

اول تو جہاز میں کچھ پانی ہوتا ہے لہٰذا اعضاء کو کم از کم ایک دفعہ دھو کر وضو کیا جا سکتا ہے۔لیکن چونکہ ہوائی جہاز میں پانی جلد ختم ہو جاتا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ ہر شخص اپنے ساتھ کوئی پتلا سا پتھر رکھ لے اور ضرورت پڑنے پر اس پر ہاتھ پھیر کر تیمّم کر لے۔

پھر جہاز میں کچھ جگہیں ایسی ہوتی ہیں جہاں آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے اور چونکہ عام طور سے جھٹکے بھی نہیں لگتے لہٰذا کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔

جہاز کے عملہ سے قبلہ کا رخ معلوم کر کے قبلہ کی طرف رخ کرنا بھی ضروری ہے۔اگر کوئی نہ بتائے تو خود غور وفکر کر کے قبلہ کے رخ کا اندازہ کر کے اس طرف کو

نماز پڑھیں۔

2- عورتوں کا مسجد حرام یا مسجد نبوی میں جا کر باجماعت نماز پڑھنا

مسجد حرام میں اور مسجد نبوی میں نماز کی جو فضیلت ہے وہ صرف حج وعمرہ کرنے والوں کے لئے نہیں ہے بلکہ مقامی اور غیر مقامی سب لوگوں کے لئے پورے سال میں ہے۔خود رسول اللہ ﷺ کے دور کے لوگوں کے لئے بھی تھی۔لیکن اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا مسجد نبوی میں میرے ساتھ نماز پڑھنے سے زیادہ بہتر ہے۔حالانکہ آپ ﷺ کا زمانہ تو انتہائی نیکی اور پرہیز گاری کا تھا۔

عَنْ اُمِّ حُمَيْدٍ امْرَأَةِ اَبِيْ حُمَيْدِ نِ السَّاعِدِيِّ اَنَّهَا جَاءَتْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَکَ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّکِ تُحِبِّيْنَ الصَّلَاةَ مَعِيْ وَ صَلَاتُکِ فِيْ بَيْتِکِ خَيْرٌ مِّنْ صَلَاتِکِ فِيْ حُجْرَتِکِ وَ صَلَاتُکِ فِيْ حُجْرَتِکِ خَيْرٌ مِّنْ صَلَاتِکِ فِيْ دَارِکِ وَ صَلَاتُکِ فِيْ دَارِکِ خَيْرٌ مِّنْ صَلَاتِکِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ وَ صَلَاتُکِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِکِ فِيْ مَسْجِدِيْ قَالَ فَاَمَرَتْ فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِيْ اَقْصٰى شَيْءٍ مِّنْ بَيْتِهَا وَ اَظْلَمِهٖ وَ کَانَتْ تُصَلِّيْ فِيْهِ حَتّٰى لَقِيَتِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ. (احمد)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت ام حمید رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ کے ساتھ (یعنی آپ کے پیچھے

مسجد نبوی میں) نماز پڑھنا محبوب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو مجھے معلوم ہے کہ تمہیں میرے ساتھ نماز پڑھنا محبوب ہے لیکن (عورتوں کے اعتبار سے ضابطہ یہ ہے کہ) تمہارے کمرے (بلکہ کوٹھری) میں تمہاری نماز بہتر ہے تمہاری اس نماز سے جو تمہارے حجرہ (یعنی چار دیواری والے صحن) میں ہو۔ اور تمہارے حجرہ میں تمہاری نماز بہتر ہے تمہارے کھلے صحن میں تمہاری نماز سے اور تمہارے کھلے صحن میں تمہاری نماز بہتر ہے تمہارے محلّہ کی مسجد میں تمہاری نماز سے اور تمہارے محلّہ کی مسجد میں تمہاری نماز بہتر ہے (یہاں آ کر) میری مسجد میں تمہاری نماز سے۔ اس پر ام حمید رضی اللہ عنہا نے حکم دیا تو ان کے لئے گھر کے سب سے اندر اور سب سے تاریک حصہ میں نماز کی جگہ بنائی گئی اور وہ اپنی وفات تک وہیں نماز پڑھتی رہیں۔

پھر نبی ﷺ کے بعد جب حالات میں تغیر آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ تغیر دیکھ کر فرمایا:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰى مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ بَعْدَهُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ. (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ وہ کچھ (بے احتیاطیاں اور بے پردگیاں اور فتنے) دیکھ لیتے جو آپ کے بعد عورتوں نے ایجاد کر لئے ہیں تو ان کو مسجد (میں حاضری) سے منع فرما دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو (مسجد میں حاضری) سے منع کر دیا گیا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات اپنے دور کے حالات کے اعتبار سے

کہی جب کہ ایمان وعمل کا معیار اونچا تھا۔ اب جب کہ بگاڑ بہت ہی بڑھ گیا ہے بلکہ بگاڑ ہی بگاڑ ہے تو اس حکم کی تاکید بھی بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ اس لئے اگرچہ حج و عمرہ پر جانے والی عورتوں کو اپنی نمازیں مسجد حرام اور مسجد نبوی میں پڑھنے کا شدید شوق ہوتا ہے لیکن ان کو دین کی ہدایات پر عمل کرنے کو اپنے شوق پر ترجیح دینی چاہئے اور اپنی رہائش میں وہ جو نماز پڑھیں گی اس نماز کی فضیلت زیادہ ہو گی اس نماز سے جو وہ مسجد میں جا کر با جماعت پڑھیں گی بلکہ موجودہ دور میں محض نماز کے لئے مسجد جانے میں گناہ بھی ہے کیونکہ جس کام کو صحابہ نے چھوڑ دیا اب ہمارا اس کو کرنا اچھی بات نہیں۔

لہٰذا عورتیں مکہ مکرمہ میں ہوں یا مدینہ منورہ میں خاص نماز پڑھنے کے لئے نہ نکلیں۔ البتہ طواف یا سلام کے لئے جائیں اور نماز کا وقت ہو جائے تو عورتوں کے مخصوص حصہ میں نماز پڑھ سکتی ہیں۔

3- عورتوں کا مردوں کی صف میں کھڑے ہو کر یا ان سے آگے ہو کر با جماعت نماز پڑھنا

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں صف باندھنے میں مردوں اور عورتوں کے درمیان ترتیب واجب ہے لہٰذا عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ مردوں سے پیچھے کھڑی ہوں اور اس کے لئے خود مردوں کو حکم ہے کہ وہ عورتوں کو پیچھے کریں۔

عَنْ اَبِىْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ. (عبدالرزاق)

ابو معمر رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

عورتوں کو جہاں اللہ نے پیچھے رکھا ہے وہیں تم ان کو پیچھے رکھو (یعنی نماز میں عورتوں کو مردوں کے پیچھے کھڑا کرو کہ اللہ نے ان کے لئے یہی ترتیب بنائی ہے)۔

باجماعت نماز میں اگر عورت کسی مرد کے ساتھ آ کر کھڑی ہو جائے خواہ وہ مرد اس کا رشتہ دار بلکہ شوہر ہی ہو تو چونکہ مرد کو حکم ہے کہ عورت کو پیچھے کرے لہٰذا اگر کوئی مرد اس پر عمل نہ کرے یعنی نہ تو نماز کو شروع کرنے سے پہلے عورت کو پیچھے جانے کا کہے اور اگر وہ نماز شروع کرنے کے بعد ساتھ آ کر کھڑی ہوئی ہو تو نہ اس کو پیچھے ہونے کا اشارہ کرے تو مرد واجب کے ترک کا مرتکب ہوتا ہے اور جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا اثر یہ ہوتا ہے۔

اِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ اِلٰی جَانِبِ الرَّجُلِ وَ کَانَا فِیْ صَلَاةٍ وَّاحِدَةٍ فَسَدَتْ صَلَاتُهٗ.

(کتاب الآثار لمحمد)

جب عورت مرد کی جانب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور دونوں کی نماز ایک ہی ہو (اور مرد نے عورت کو پیچھے جانے کا نہ کہا ہو) تو مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

البتہ اگر مرد و عورت کے بیچ میں کچھ فاصلہ ہو یا کوئی پردہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے فَاِنْ تَسْتُرُ بَیْنَکَ وَ بَیْنَهَا ثَوْبًا ثُمَّ تُصَلِّیْ بِحِذَائِکَ اِنْ شِئْتَ. (اپنے اور اپنی بیوی کے درمیان کوئی کپڑے کا پردہ ڈال لو پھر اگر تم چاہو تو وہ تمہارے محاذی کھڑے ہو کر نماز پڑھ لے۔

اس لئے عورتوں کو بھی چاہئے کہ وہ مسجد حرام کے اندر یا باہر صحن میں نماز پڑھتے ہوئے نہ مردوں کے ساتھ کھڑی ہوں اور نہ ان سے آگے کھڑی ہوں اور مردوں کو بھی

چاہئے کہ اگر عورتیں ساتھ کھڑی ہونے لگیں تو ان کو زبان سے یا اشارہ سے منع کریں۔ اگر عورتیں پھر بھی نہ مانیں تو وہ جانیں اس سے کم از کم مردوں کی نماز فاسد نہ ہو گی۔ لیکن اب حالات اتنے بدل گئے ہیں کہ بڑی اکثریت ان مسائل کو کچھ اہمیت ہی نہیں دیتی۔ علاوہ ازیں امام شافعی رحمہ اللہ جو کہ اہلسنت کے بڑے مجتہد اور امام ہیں ان کے نزدیک بھی اگرچہ مردوں اور عورتوں کے کھڑے ہونے میں ترتیب واجب ہے لیکن عورت کے مردوں کے ساتھ کھڑے ہونے سے یا مردوں سے آگے کھڑے ہونے سے نہ عورت کی نماز ٹوٹتی ہے اور نہ مردوں کی نماز ٹوٹتی ہے۔

وان وقفت فی صف الرجل كره ولم تبطل صلاتها و لا صلاة من يليها و هذا مذهب الشافعي وقال ابوبكر تبطل صلاة من يليها و من خلفها دونها و هذا قول ابی حنيفة لانه منهی عن الوقوف الی جا نبها اشبه ما لووقف بين يدی الامام. ولنا انها لو وقفت فی غير صلاة لم تبطل صلاته فكذلک فی الصلاة وقد ثبت ان عائشة رضی الله عنها كانت تعترض بين يدی رسول الله ﷺ نائمة و هو يصلی. (المغنی لابن قدامه ص 132 ج 2)

اس لئے ان کے مسائل پر چلنے والے اس معاملہ میں گنجائش سمجھتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ حج کے موقع پر اور عمرہ کے رش کے موقع پر ہم کو اگر صحن میں پیچھے نماز پڑھنے کو ملے تو یا تو عورتوں کے پیچھے نماز پڑھیں یا پھر جماعت کے ساتھ نہ پڑھیں۔ مسجد حرام کی جماعت کے ساتھ نماز کو چھوڑنا چونکہ بڑی محرومی ہے اس لئے ہم لوگ امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کو لے کر عورتوں کے پیچھے ہی نماز پڑھ لیں اور نماز نہ ہونے

کا اندیشہ نہ کریں۔ البتہ کوشش کریں کہ نماز کے لئے جلدی پہنچیں تاکہ صحیح جگہ پر نماز پڑھیں اور ہماری عورتوں کو بھی چاہئے کہ اگر ان کو عورتوں کے حصہ میں نماز نہ ملے تو وہ مسجد کے کسی اور حصہ میں یا صحن میں کھڑی نہ ہوں بلکہ یا تو پیچھے جا کر یا اپنے کمرے میں جا کر نماز پڑھیں۔

باب: 21

احصار

حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد کسی دشمن یا درندے یا مرض یا حکومتی پابندی کی وجہ سے حج یا عمرہ کے ارکان سے رک جانے کو احصار کہتے ہیں۔ جس شخص کو روکا جائے اس کو محصر کہتے ہیں۔

1- احصار کی چند وجوہات یہ ہیں:

i- بیماری وغیرہ

عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ أَوْمَرِضَ فَقَدْ حَلَّ وَ عَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ. (ابوداؤد)

حضرت حجاج بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہو یا کسی سبب سے اسے لنگڑاہٹ ہوگئی ہو یا مرض ہوگیا تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ حلال ہو جائے اور اس کے ذمہ ہوگا کہ وہ آئندہ سال حج کی قضا کرے۔

ii- دشمن حج وعمرہ کے لئے جانے سے روک دے

6ھ میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب عمرہ کے لئے احرام باندھ کر چلے لیکن مشرکین مکہ نے ان کو مقام حدیبیہ پر روک دیا اور مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہونے

دیا۔ پھر مسلمانوں اور مشرکوں میں یہ طے پایا کہ مسلمان آئندہ سال آکر عمرہ کریں۔

iii- مخالف اجازت نہ دیں

عَنْ مَيْمُوْنَ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ خَرَجْتُ مُعْتَمِرًا عَامَ حَاصَرَ أَهْلُ الشَّامِ ابْنَ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ وَبَعَثَ مَعِيَ رِجَالٌ مِنْ قَوْمِيْ بِهَدْيٍ فَلَمَّا انْتَهَيْنَا أَهْلَ الشَّامِ مَنَعُوْنَا أَنْ نَدْخُلَ الْحَرَمَ فَنَحَرْتُ الْهَدْيَ مَكَانِيْ ثُمَّ أَحْلَلْتُ...... (ابو داؤد)

میمون بن مہران رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس سال اہل شام (یعنی حجاج اور اس کے لشکر) نے حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کا مکہ (مکرمہ) میں محاصرہ کیا میں عمرہ کی غرض سے نکلا۔ میری قوم کے کچھ لوگوں نے میرے ساتھ ہدی کے جانور بھی کر دیئے۔ جب ہم شامی فوج تک پہنچے تو انہوں نے ہمیں حرم میں داخل ہونے سے روک دیا۔ اس پر میں نے اپنی جگہ پر ہدی ذبح کی اور حلال ہو گیا۔ (پھر بعد میں حضرت عبداللہ عباس ؓ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اس کو احصار سمجھ کر احصار کا حکم بتایا)۔

2- جب کوئی شخص حج سے محصر ہو جائے تو یا تو احصار کے سبب کے زائل ہونے کا انتظار کرے اور اس کے بعد حج کرے اور اگر حج کا وقت نہ رہا ہو تو عمرہ کر کے حلال ہو اور حج اگلے سال کرے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ أَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِنْ حُبِسَ أَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَحِلُّ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ حَتّٰى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا فَيُهْدِيْ أَوْ يَصُوْمُ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے تھے کہ کیا تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی سنت کافی نہیں ہے۔ اگر تم میں سے کوئی شخص حج سے روک دیا جائے (اور احصار زائل ہونے کے بعد عمرہ کے لئے جانا ممکن ہو) تو وہ (مکہ مکرمہ پہنچ کر) بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا و مروہ کی سعی کرے پھر ہر چیز سے حلال ہو جائے اور اگلے سال حج کرے اور اگر ہدی ہو تو اس کو ذبح کرے اور اگر وہ ہدی نہ پائے تو (دس) روزے رکھ لے۔

3- اگر انتظار کرنا مشکل ہو اور جلد حلال ہونا چاہتا ہے تو اس کو چاہئے کہ اگر اس نے صرف حج یا صرف عمرہ کا احرام باندھا ہے تو وہ حرم کی طرف جانے والے کسی شخص کو دم کی قیمت دے دے یا مکہ و حرم میں موجود کسی شخص کو فون کے ذریعہ سے کہہ دے کہ وہ اس کی طرف سے حرم میں قربانی کر دے اور قربانی کا وقت اور تاریخ طے کر لے۔ جب وہ وقت گزر جائے تو محصر صرف ذبح سے حلال ہو جائے گا۔ حج کے احرام سے حلال ہونے کی صورت میں آئندہ سال قضا میں حج اور عمرہ کرے اور اگر عمرہ کے احرام سے حلال ہوا تھا تو قضا میں صرف ایک عمرہ کرے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ أَهَلَّ رَجُلٌ مِنَ النَّخَعِ بِعُمْرَةٍ يُقَالُ لَهٗ عُمَيْرُ بْنُ سَعِيْدٍ فَلُدِغَ فَبَيْنَا هُوَ صَرِيْعٌ فِي الطَّرِيْقِ إِذْ طَلَعَ عَلَيْهِمْ رَكْبٌ فِيْهِمُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ ؓ فَسَأَلُوْهُ فَقَالَ ابْعَثُوْا بِالْهَدْيِ وَاجْعَلُوْا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ يَوْمًا أَمَارَةً فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَلْيَحِلَّ ...... وَعَلَيْهِ الْعُمْرَةُ مِنْ قَابِلٍ (طحاوی)

عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں قبیلہ نخع کے عمیر بن سعید نامی ایک شخص

نے عمرہ کا احرام باندھا۔ راستہ میں اس کو کسی جانور نے ڈس لیا (جس کی وجہ سے اس کی حالت ایسی ہوگئی کہ وہ سفر جاری رکھنے کے قابل نہ رہا) اس دوران کہ وہ راستہ میں پڑا تھا کہ وہاں سے ایک قافلہ کا گذر ہوا جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ تھے۔ اس شخص کے ساتھیوں نے اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ تم اس کی ہدی (حرم کی طرف) لے جاؤ اور اپنے اور اس شخص کے مابین ایک دن علامت کا متعین کرلو۔ جب وہ دن آ جائے (کہ تم نے اس دن میں ہدی ذبح کر دی ہو) تو یہ شخص حلال ہو جائے اور بعد میں عمرہ کی قضا کرے۔

باب:22

عمرہ سے متعلق مزید احکام

عمرہ واجب نہیں

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْعُمْرَةِ أَوَاجِبَةٌ هِیَ قَالَ لَا (ترمذی)

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا عمرہ کرنا واجب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔

عمرہ کی فضیلت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَیْنَهُمَا (بخاری)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ یہ ان کے (مابین گناہوں کا) کفارہ ہیں۔

رمضان میں عمرہ کی فضیلت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ ...... فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اعْتَمِرِیْ فِیْهِ فَإِنَّ عُمْرَةً فِیْ رَمَضَانَ حَجَّةٌ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری عورت

کو (جو اپنے شوہر کی وفات کے وجہ سے حجۃ الوداع میں شریک نہ ہوسکیں) فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آئے تو تم اس میں عمرہ کرلینا کیونکہ رمضان میں عمرہ (کی فضیلت نفلی) حج کے برابر ہے۔

حج کرنے سے پہلے عمرہ کرنا

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَنَّ عِكْرِمَةَ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الْحَجِّ فَقَالَ لَا بَاسَ قَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اِعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَّحُجَّ (بخاری)

ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عکرمہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حج سے پہلے عمرہ کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا (اس میں) کچھ حرج نہیں ہے۔ عکرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (بھی) حج کرنے سے پہلے (صلح حدیبیہ کے دوسرے سال) عمرہ کیا تھا۔

عمرہ کرنے والے کیلئے بھی وہی پابندیاں ہیں جو حج کرنے والے کیلئے ہیں

عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَّعَلَيْهِ أَثَرُ الْخَلُوْقِ أَوْقَالَ صُفْرَةٌ فَقَالَ كَيْفَ تَأْمُرُنِىْ أَنْ أَصْنَعَ فِىْ عُمْرَتِىْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ ...... قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ اِخْلَعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ أَثَرَ الْخَلُوْقِ عَنْكَ وَانْقَ الصُّفْرَةَ وَاصْنَعْ فِىْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِىْ حَجِّكَ (بخاری).

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ (مقام)

جعرانہ میں تھے ایک شخص آپ کے پاس اس حال میں آیا کہ وہ (احرام باندھ لینے کے باوجود) جبہ پہنے ہوئے تھا اور اس پر زرد خوشبو کا اثر تھا اور اس نے پوچھا آپ مجھے کن باتوں کا حکم دیتے ہیں کہ میں وہ اپنے عمرہ میں کروں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل فرمائی۔ (جب وحی پوری ہوئی تو) آپ نے پوچھا کہ عمرہ کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے (پھر اس سے فرمایا) تم اپنا جبہ اتار دو اور خوشبو کے اثر کو دور کرلو (اور خوشبو کی) زردی کو صاف کرلو اور اپنے عمرہ میں اسی طرح (ان تمام پابندیوں کا اہتمام) کرو جس طرح تم اپنے حج میں (تمام پابندیوں کا اہتمام) کرتے ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے کل چار عمرے کئے

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ كُلَّهُنَّ فِىْ ذِى الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِىْ مَعَ حَجَّتِهٖ عُمْرَةٌ مِّنَ الْحُدَيْبِيَةِ أَوْ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِىْ ذِى الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةٌ مِّنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِىْ ذِى الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةٌ مِّنْ جِعِرَّانَةَ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِىْ ذِى الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةٌ مَّعَ حَجَّتِهٖ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے اور وہ سب ذوقعدہ میں کئے سوائے اس عمرے کے جو آپ کے حج کے ساتھ ہوا تھا۔ (پہلا) عمرہ حدیبیہ کے زمانہ میں ذوقعدہ میں کیا (جس سے آپ کو روک دیا گیا اور آئندہ سال آنے کو کہا گیا) اور (دوسرا) عمرہ (قضا کے طور پر) اگلے سال ذوقعدہ میں کیا اور (تیسرا) عمرہ (فتح مکہ کے بعد) ذوقعدہ میں جعرانہ سے کیا جہاں آپ نے جنگ حنین

کا مال غنیمت تقسیم کیا اور (چوتھا) عمرہ اپنے حج کے ساتھ (ذوالحجہ میں) کیا۔

نویں ذوالحجہ سے تیرہویں ذوالحجہ تک عمرہ کرنا جائز نہیں

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَا بَاسَ بِالْعُمْرَةِ فِیْ اَیِ السَّنَةِ شِئْتَ مَا خَلَا خَمْسَةَ أَیَّامٍ یَوْمَ عَرَفَةَ وَ یَوْمَ النَّحْرِ وَ اَیَّامَ التَّشْرِیْقِ (الآثار لمحمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سال کے جس حصہ میں بھی تم چاہو اس میں عمرہ کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے سوائے پانچ دنوں کے (کہ ان میں عمرہ کرنا جائز نہیں ہے۔ وہ پانچ دن یہ ہیں) عرفہ (یعنی 9 ذوالحجہ) کا دن اور قربانی (یعنی 10 ذوالحجہ) کا دن اور (تین) ایام تشریق (یعنی گیارہویں سے تیرہویں ذوالحجہ تک)۔

مکہ مکرمہ والے اور جو باہر کے لوگ مکہ مکرمہ میں ہوں خواہ مرد ہوں یا عورتیں ہوں ان کے لیے عمرہ کی میقات حل ہے جس کا ایک مقام تنعیم ہے اور دوسرا مقام جعرانہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ...... فَلَمَّا قَضَیْنَا الْحَجَّ اَرْسَلَنِیَ النَّبِیُّ ﷺ مَعَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ اِلَی التَّنْعِیْمِ فَاعْتَمَرْتُ. (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب (ہم حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچیں تو حیض کی وجہ سے میں عمرہ نہیں کر سکی۔ پھر جب) ہم حج کر چکے تو رسول اللہ ﷺ نے میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ساتھ مجھے تنعیم بھیجا اور میں نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کیا۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ بَکْرٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ یُرْدِفَ عَائِشَةَ وَیُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِیْمِ (بخاری)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ (اپنی بہن حضرت) عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی سواری پر پیچھے بٹھا کر جائیں اور تنعیم سے ان کو عمرہ کرائیں۔

طحاوی میں اسی حدیث کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول بھی موجود ہے کہ **فَکَانَ اَدْنَانَا مِنَ الْحَرَمِ التَّنْعِیْمُ فَاَعْتَمَرْتُ مِنْهُ** یعنی چونکہ مکہ مکرمہ (حرم) سے حل کا قریب ترین علاقہ تنعیم کا ہے اس لئے میں نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھا۔ مطلب یہ ہے کہ مکہ والوں کے لئے عمرہ کا احرام باندھنے کی جگہ پورا حل ہے لیکن چونکہ نبی ﷺ محض ان کی خاطر انتظار فرما رہے تھے اس لئے تنعیم سے احرام کا باندھنا طے ہوا کیونکہ مکہ مکرمہ سے یہ حل کا قریب ترین علاقہ ہے۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تنعیم سے جو عمرہ کا احرام باندھا تو اس وجہ سے نہیں کہ وہ جگہ عورتوں کے لئے مخصوص ہے بلکہ اس وجہ سے کہ وہ حل کی جگہ تھی اور مکہ مکرمہ سے قریب ترین تھی۔ اور اس بات میں مردوں اور عورتوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

پھر تنعیم سے مرد و عورت دونوں کے لئے عمرہ کا احرام باندھنے کا عمل صحابہ اور تابعین سے بھی ملتا ہے۔

1- جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو

انہوں نے کعبہ کو نیچے سے اوپر تک اندر باہر خوشبو لگائی، قباطی کپڑے کا نیا غلاف چڑھایا اور فرمایا ''جس شخص پر میری اطاعت ضروری ہے (یعنی جس نے میری بیعت کر رکھی ہے) وہ جائے اور تنعیم سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا عمرہ کرے۔ پھر جو شخص وسعت رکھتا ہے وہ اونٹ ذبح کرے اور جو اونٹ ذبح نہیں کر سکتا وہ بکری ذبح کرے۔'' پھر آپ پیدل چلے، لوگ بھی آپ کے ساتھ پیدل چلے حتیٰ کہ سب نے تنعیم سے احرام باندھ کر عمرہ کیا۔ (تاریخ مکہ ص 41۔ مطبوعہ دارالسلام)

2- مولانا سید ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

فاکہی نے کتاب مکہ میں عبداللہ بن عثمان بن جشم کے واسطہ سے روایت کی کہ میں نے رمضان کی ستائیسویں رات کو (جلیل القدر تابعین) عطاء، مجاہد اور ابن کثیر اور بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ وہ تنعیم جا کر (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن) جمانہ کے خیمہ سے عمرہ کا احرام باندھتے تھے۔ (المرتضیٰ ص 49)

باب:23

شروع رمضان میں مکہ مکرمہ جانے والے یا آخر رمضان میں مکہ مکرمہ سے آنے والے کے لئے روزے کا حکم

مکہ مکرمہ میں پاکستان سے ایک یا دو روز پہلے چاند دکھائی دیتا ہے۔

1- جو شخص رمضان شروع ہونے سے پہلے عمرہ کے لئے گیا پھر عمرہ کر کے رمضان میں عید سے پہلے پاکستان واپس آئے وہ اب پاکستان والوں کے مطابق روزے رکھے اور عید کرے خواہ اس کے کل اکتیس روزے ہی بن جائیں۔

2- جو شخص رمضان شروع ہونے کے بعد عمرہ کے لئے پاکستان سے مکہ مکرمہ جائے اور وہاں رمضان کے روزے ایک دن پہلے شروع ہو چکے ہوں اور یہ شخص اگر عید کر کے واپس آئے تو یہ شخص مکہ مکرمہ والوں کے ساتھ عید کر لے اور بعد میں ایک روزے کی قضا کرے۔

3- جس شخص نے پورا رمضان سعودیہ میں گزارا اور عید کے دن وہ واپس پاکستان آیا جہاں آخری روزے کا دن ہو تو یہ شخص اگرچہ روزہ سے نہیں ہو گا لیکن اس کو

اگر کوئی بہت مجبوری نہ ہو تو روزہ داروں کی طرح بغیر کھائے پیئے دن گزارنا ہوگا۔

4- جو شخص رمضان شروع ہونے کے بعد سعودیہ گیا اور پھر عید ہونے سے پہلے پاکستان واپس آ گیا تو اس کے لئے کوئی خلاف معمول حکم نہیں ہے۔

باب:24

مدینہ منورہ کی زیارت کے چند مسائل

مدینہ منورہ میں دو مہتم بالشان مقام ہیں ایک تو رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک اور دوسرے مسجد نبوی۔ دونوں کا قصد کرنا شرعاً مطلوب و مقصود ہے لہٰذا حج یا عمرہ پر جانے والا مدینہ منورہ جاتے ہوئے اگر سفر میں ان دونوں کا قصد کرے تو یہ بھی درست ہے اور اگر تنہا رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی نیت کرے تو یہ بھی صحیح ہے۔

مسجد نبوی کا قصد کر کے سفر کرنا

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰی ثَلَاثَۃِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰی وَ مَسْجِدِیْ ھٰذَا. (بخاری و مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (زیادہ ثواب کی امید میں سواریوں کے) کجاوے نہ کسے جائیں (اور سفر نہ کیا جائے) مگر صرف تین مسجدوں کی طرف یعنی مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری یہ مسجد (کہ ان میں نماز پڑھنے کا زیادہ ثواب ہے اس لئے ان کی طرف سفر کیا جا سکتا ہے)۔

رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا

i- عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ. (دار قطنی)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس (مسلمان) نے (مجھے اللہ کا رسول سمجھتے ہوئے اور میری اطاعت کو اپنے اوپر واجب سمجھتے ہوئے) میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگئی۔

نوٹ: یہ حدیث مقبول حدیثوں میں سے ہے اور حسن ہے بلکہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب نیل الاوطار میں ذکر کیا کہ بعض بڑے محدثین مثلاً ابن سکن اور عبدالحق اور تقی الدین سبکی رحمہم اللہ اس کو صحیح قرار دیتے ہیں۔

ii- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ جَاءَ نِیْ زَائِرًا لَا یَهُمُّهُ اِلَّا زِیَارَتِیْ كَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَكُوْنَ لَهُ شَفِیْعًا. (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو (بھی کوئی مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی خطہ کا رہنے والا ہو) میری زیارت کے لئے آیا اور اس کا مقصد صرف میری زیارت ہو تو مجھ پر حق ہے کہ میں اس کے لئے شفاعت کروں۔

نوٹ: (1) ابن سکن نے اس حدیث کو بھی صحیح میں شمار کیا ہے اور علامہ عراقی رحمہ اللہ نے بھی امام غزالی رحمہ اللہ کی کتاب احیاء علوم الدین کی شرح میں لکھا ہے کہ ابن سکن نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(2) رہی یہ بات کہ حدیث میں وفات کے بعد زیارت کا ذکر نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک حدیث میں ہے:

عَنْ حَاطِبٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَكَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ. (دار قطنی)

حضرت حاطب ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا کہ اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

نوٹ: علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو جید کہا ہے۔

iii- نبی ﷺ کی وفات کے بعد حضرت بلال ؓ کا آپ ﷺ کی زیارت کے لئے سفر کرنا۔

ان بلا لا رای النبی ﷺ فی منامه و هو یقول ما هذه الجفوة یا بلال ما آن لک ان تزورنا فانتبه خزینا فرکب الی المدینة فاتی قبر النبی ﷺ وجعل یبکی و یتمرغ علیه فاقبل الحسن و الحسین فجعل یقبلهما و یضمهما فقالا له نشتهی ان تؤذن فی السخرة فعلا سطح المسجد فلما قال الله اکبر الله اکبر ارتجت المدینة فلما قال اشهد ان لا إله الا الله زادت رجتها فلما قال اشهد ان محمدا رسول الله خرج النساء من خدورهن فما رؤی یوم اکثر باکیا و باکیة من ذلک الیوم (اسد الغابه فی معرفة الصحابه لابن الاثیر)

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت بلال ؓ نے ارادہ کیا کہ اپنی باقی زندگی جہاد میں گزاریں اس لئے جہاد میں نکل گئے۔ ایک عرصہ تک مدینہ منورہ لوٹ

کرنہیں آئے۔ ایک مرتبہ خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ نے فرمایا اے بلال یہ کیا ظلم ہے۔ کیا ابھی تک تمہارے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ تم ہماری زیارت کو آؤ۔ آنکھ کھلی تو غمگین تھے۔ سواری پر سوار ہو کر مدینہ منورہ پہنچے اور نبی ﷺ کی قبر مبارک پر حاضری دی اور غم کی وجہ سے روتے اور تڑپتے رہے۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے تو ان کو اپنے ساتھ چمٹا لیا اور ان کو پیار کرتے رہے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ فجر کے وقت اذان کہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان کی فرمائش قبول کی اور وہ اذان کہنے کے لئے مسجد کی چھت پر چڑھے۔ جب الله اکبر الله اکبر کہا تو مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا جب اشھدان لا الہ الا الله کہا تو کہرام میں اور اضافہ ہو گیا اور جب اشھد ان محمدًا رسول الله کہا تو عورتیں تک روتی ہوئی اپنے گھروں سے نکل آئیں۔ اس دن سے زیادہ پھر کسی دن اتنے رونے والوں اور رونے والیوں کو نہیں دیکھا گیا۔

بعض حضرات رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کی نیت سے سفر کو منع کرتے ہیں اور اپنی بات کی دلیل میں یہ حدیث ذکر کرتے ہیں۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ هٰذَا. (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کجاوے نہ کسے جائیں مگر تین مسجدوں کی طرف یعنی مسجد حرام اور مسجد اقصی اور میری یہ مسجد۔

لیکن یہ حدیث اس مسئلہ کی دلیل نہیں کیونکہ جب تین مسجدوں کے لئے سفر

کرنے کو ممانعت سے مستثنیٰ کیا تو معلوم ہوا کہ ممانعت مسجدوں کی طرف سفر کرنے کے بارے میں ہے یعنی کوئی زیادہ ثواب کی نیت سے سفر کرے تو صرف تین مسجدوں (مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصی) کی طرف سفر کر سکتا ہے باقی مساجد کی طرف یہ خیال کر کے سفر کرنا کہ زیادہ ثواب ملے گا صحیح نہیں۔ اس مطلب کے بجائے اگر یہ مطلب لیا جائے کہ سوائے ان تین مساجد کے کسی طرف سفر کرنا ہی جائز نہیں تو مطلب صحیح نہیں رہتا کیونکہ بہت سے کاموں کے لئے مثلاً تعلیم، تجارت، ملازمت اور علاج معالجہ وغیرہ کے لئے سفر بلاشبہ جائز ہے۔

جب قبر مبارک کے سامنے کھڑے ہو تو دعا کس رخ پر کرے

اخبرنا مالک اخبرنا عبدالله بن دینار اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ إِذَا أَرَادَ سَفَراً أَوْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ جَاءَ قَبْرَ النَّبِیِّ ﷺ فَصَلّٰی عَلَیْهِ وَدَعَا ثُمَّ انْصَرَفَ. (موطا امام محمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر پر جانے لگتے یا سفر سے واپس آتے تو نبی ﷺ کی قبر مبارک پر آتے اور آپ پر درود پڑھتے اور دعا کرتے پھر واپس مڑتے۔

نبی ﷺ نے دفن کے بعد قبلہ رخ ہو کر دعا مانگی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ وَاللّٰهِ لَكَأَنِّیْ أَرٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْکٍ وَهُوَ فِیْ قَبْرِ عَبْدِ اللّٰهِ ذِی الْبَجَا دَیْنِ...... فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ دَفْنِهٖ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ رَافِعًا یَدَیْهِ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَمْسَیْتُ عَنْهُ رَاضِیًا فَارْضَ عَنْهُ (صحیح ابی عوانہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں اللہ کی قسم گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لئے نکلے ہوئے ہیں اور عبداللہ ذی البجادین ؓ کی قبر میں ان کی تدفین کے لئے کھڑے ہیں...... پھر جب ان کے دفن سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے قبلہ رخ ہوئے اور دعا کی کہ اے اللہ میں آج رات تک ان سے راضی رہا آپ بھی ان سے راضی ہو جائیے۔

لیکن خود رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر دعا کرتے ہوئے کس طرف رخ کریں اس بارے میں کوئی واضح ہدایت موجود نہیں۔ اس لئے عمل میں اختلاف ہوا اور دونوں طرح درست ہے۔

i- رسول اللہ ﷺ نے جو دوسروں کی قبر پر کیا اسی کے مطابق آپ کی قبر مبارک پر کیا جائے اور صلاۃ وسلام پڑھنے کے بعد قبلہ رخ ہو کر دعا کی جائے۔

ii- امام مالک رحمہ اللہ نے اس پہلو کو سامنے رکھا کہ رسول اللہ ﷺ ہماری دعاؤں کے لئے وسیلہ ہیں اور وسیلہ کو پیش نظر رکھا جاتا ہے اس لئے جب عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور نے پوچھا۔

یا اباعبداللہ استقبل و ادعو ام استقبل رسول اللہ ﷺ فقال لم تصرف وجھک عنہ و ھو و سیلنک ووسیلۃ ابیک آدم علیہ السلام الی اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ بل استقبلہ و استشفع بہ فیشفعک اللہ. قال اللہ تعالی و لو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک...... (الشفاء لقاضی العیاض)

اے ابوعبداللہ میں قبلہ رخ ہو کر دعا کروں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف ہی رخ

کئے رکھوں۔ امام مالک نے فرمایا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اپنا رخ کیوں پھیرتے ہو حالانکہ وہ قیامت کے دن تمہارے اور تمہارے والد آدم علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کے یہاں وسیلہ ہوں گے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف رخ رکھو اور آپ سے شفاعت طلب کرو اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں آپ کی شفاعت قبول فرمائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ یعنی اگر یہ لوگ جب اپنے اوپر ظلم کر بیٹھیں اور آپ کے پاس آئیں اور اللہ سے استغفار کریں اور رسول بھی ان کے لئے استغفار کریں تو وہ اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا پائیں گے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کی طرف رخ کر کے صلوٰۃ وسلام بھی پیش کرے اور دعا بھی کرے تو جائز ہے لیکن پھر دعا میں ہاتھ نہ اٹھائے۔

مسئلہ: جس شخص پر حج فرض ہو اس کو حج سے پہلے زیارت کرنا جائز ہے بشرطیکہ حج فوت ہونے کا خوف نہ ہو۔

مسئلہ: جب مدینہ منورہ کا سفر شروع کیجئے تو زیارت کی نیت کے ساتھ مسجد نبی ﷺ میں جانے کی نیت بھی کیجئے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ پہلی مرتبہ تو صرف زیارت نبوی ﷺ کی نیت کیجئے۔

مسئلہ: شہر میں داخل ہو کر سب سے پہلے مسجد نبوی میں داخل ہونے کی کوشش کیجئے۔ اگر کوئی ضرورت ہو تو اس سے فارغ ہو کر فوراً مسجد میں آیئے اور زیارت کیجئے۔ ویسے تو جس دروازے سے چاہے داخل ہو مگر باب جبرئیل سے داخل ہونا بہتر

ہے۔ اگر ممکن ہو تو منبر اور قبر شریف کے درمیان روضہ میں کھڑے ہو کر ورنہ جہاں جگہ ملے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو۔ اگر فرض نماز کی جماعت ہو رہی ہو یا نماز کے قضا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو پہلے فرض نماز پڑھے۔ تحیۃ المسجد بھی اس میں ادا ہو جاتا ہے۔

مسجد نبوی میں چالیس نمازیں ادا کرنا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ صَلّٰى فِيْ مَسْجِدِيْ أَرْبَعِيْنَ صَلَاةً لَا تَفُوْتُهٗ صَلَاةٌ كُتِبَتْ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ الْعَذَابِ وَبَرِیءَ مِنَ النِّفَاقِ. (احمد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھیں۔ اس طرح سے کہ اس کی کوئی نماز فوت نہ ہوئی ہو تو اس کے لئے جہنم سے چھٹکارے کا پروانہ اور عذاب سے چھٹکارے کا پروانہ اور نفاق سے چھٹکارے کو لکھ دیا جاتا ہے۔

مسئلہ: نماز تحیۃ المسجد سے فارغ ہو کر نہایت ادب کے ساتھ مرقد اطہر ﷺ پر آیئے اور سرہانے کی دیوار کے کونے میں جو ستون ہے اس سے چار ہاتھ فاصلہ پر کھڑے ہو جایئے اور قبلہ کی طرف پشت کر کے ذرا بائیں طرف مائل ہو جایئے تاکہ روئے انور ﷺ کا مقابلہ ہو جائے۔ ادھر ادھر مت دیکھئے۔ نظر نیچے رکھئے اور کوئی حرکت خلاف ادب نہ کیجئے۔ زیادہ قریب بھی کھڑے نہ ہوں اور جالی کو ہاتھ بھی نہ لگائیں، نہ بوسہ دیں اور نہ سجدہ کریں۔ اور یہ خیال کیجئے کہ رسول اللہ ﷺ قبر شریف

میں قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے آرام فرما ہیں اور سلام و کلام کو سنتے ہیں اور عظمت و جلال کا لحاظ کرتے ہوئے متوسط آواز سے سلام پڑھئے۔ زیادہ زور سے مت چیخیں اور بالکل آہستہ بھی مت پڑھئے۔

مسئلہ: سلام کی کم سے کم مقدار السلام علیک یا رسول اللہ ہے۔

قبر مبارک پر ہم جو صلاۃ و سلام پڑھتے ہیں رسول اللہ ﷺ اس کو سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں

موت کا مطلب ہے کہ قیامت تک کے لئے روح کو بدن سے نکال لیا جاتا ہے۔ کسی کی بھی روح فنا نہیں ہوتی بلکہ اس کو اس کے مناسب حال ٹھکانا دے دیا جاتا ہے۔ جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو روح کا اس کے ٹھکانے میں رہتے ہوئے میت کے مادی جسم کے ساتھ ایک تعلق قائم کر دیا جاتا ہے تاکہ راحت و عذاب کا شعور ہو سکے کیونکہ شعور کے بغیر راحت و عذاب بے معنی رہتے ہیں اور شعور صرف روح کو حاصل ہوتا ہے۔

روح کا جسم مادی کے ساتھ قائم کیا جانے والا تعلق متفاوت ہوتا ہے۔ عام اموات میں جتنا تعلق ہوتا ہے شہداء میں یہ تعلق قوی تر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے فی سبیل اللہ شہید ہونے والوں کے جسم بہت مدت تک باقی رہتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام میں یہ تعلق تو شہداء سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اجسام مبارکہ بالکل محفوظ رہتے ہیں اور ان سے بعض افعال مثلاً نماز پڑھنا صادر ہوتا ہے۔

قبر میں مادی جسم پر جو حالات گزرتے ہیں ان کا تعلق چونکہ عالم برزخ سے ہے

جو ہماری نظروں سے اوجھل ہے اس لئے مادی اور حسی دنیا میں اگر ہم ان کی قبر کھول کر دیکھیں تو ہمیں یہ حالات اور افعال ہوتے نظر نہ آئیں گے لیکن ہمارے حواس سے ماوراء اور ہمارے عالم مادی سے علیحدہ عالم برزخ میں بہرحال یہ واقع ہوتے ہیں۔

عَنْ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ...... اَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ ...... فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ. (ابوداؤد)

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا......تم جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول ہمارے درود آپ پر کیسے پیش کئے جائیں گے حالانکہ آپ تو (اپنی قبر میں) ریزہ ریزہ ہو چکے ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء کے اجسام (کھانے اور بوسیدہ کرنے) کو حرام کر دیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ. (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں معراج کی رات سرخ ٹیلے کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

روح مبارکہ کے اعلیٰ مقام پر ہونے کے باوجود جسم مبارک کے ساتھ تعلق کی وجہ سے حدیث کے مطابق یہ دو اثر ظاہر ہوئے۔ ایک جسم کا محفوظ رہنا اور دوسرے نماز پڑھنا۔ اسی طرح حدیث میں ایک تیسرا اثر بھی مذکور ہے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ صَلّٰى عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ بَعِيْدٍ اُبْلِغْتُهٗ. (بیهقی فی شعب الایمان).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا جو میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے تو میں اسے خود سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھتا ہے تو وہ مجھے (فرشتوں کے واسطہ سے) بتلا دیا جاتا ہے۔

یہ سننا مادی حواس پر موقوف نہیں ہے کیونکہ جو بھی صلاۃ وسلام پڑھے خواہ کتنا ہی چیخ کر پڑھے مادی اعتبار سے اس کی آواز تو قبر کے اندر نہیں جا سکتی جب کہ نبی ﷺ کی قبر مبارک کے گرد تو مضبوط دیوار بھی حائل ہے۔ لہٰذا یہ سننا اگرچہ جسم مبارک کے واسطہ سے ہوتا ہے لیکن یہ برزخی ہوتا ہے اور عام مادی ضابطوں کے ماوراء ہوتا ہے جس کی اصل حقیقت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَامِنْ أَحَدٍ يُّسَلِّمُ عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ إِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ (ابوداؤد و الافظ لاحمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی میری قبر پر آ کر مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتے ہیں (یعنی میری روح کا میرے جسم سے جو تعلق قائم کیا جائے گا وہ تعلق کام کرے گا اور میں اس کو سن لوں گا) یہاں تک کہ میں اس کو سلام کا جواب دوں گا۔

رسول اللہ ﷺ قبر مبارک پر حاضری دینے والے کو جان لیتے ہیں

کیونکہ بہت سی حدیثوں میں ذکر ہے کہ عام مسلمان کی قبر تک پر جب کوئی

واقف آ کر سلام کرتا ہے تو قبر والا اس کو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَامِنْ أَحَدٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ أَخِيْهِ الْمُؤْمِنِ كَانَ يَعْرِفُهُ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِلَّا عَرَفَهُ وَ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ. (ابن عبدالبر)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی بھی اپنے مسلمان بھائی کی قبر پر گزرتا ہے جس کو وہ پہچانتا تھا اور اس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا بھی اس کو پہچانتا ہے اور اس کو سلام کا جواب دیتا ہے۔

ان جیسی حدیثوں کی وجہ سے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم میں لکھتے ہیں:

ان الشهداء بل كل المومنين اذا زارهم المسلم وسلم عليهم عرفوا به و ردوا عليه السلام

ترجمہ: شہدا بلکہ تمام مسلمانوں کی (قبروں کی) زیارت کے لئے جب کوئی مسلمان جاتا ہے تو وہ اس کو پہچانتے ہیں اور اس کو سلام کا جواب دیتے ہیں۔

اور مسلمان تو رسول اللہ ﷺ کو پہچانتا ہی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس پہچان کے ساتھ آپ پر صلاۃ وسلام پڑھتا ہے تو مذکورہ بالا حدیث کے مطابق رسول اللہ ﷺ بھی جس طرح سے بھی اللہ کے ہاں مقرر ہے اس کو پہچان لیتے ہیں اور اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

باب:25

آب زمزم

یہ جنت کے چشمہ کا پانی ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ زَنْجِيًّا وَقَعَ فِيْ زَمْزَمَ فَمَاتَ قَالَ فَأَنْزَلَ إِلَيْهِ رَجُلًا فَأَخْرَجَهُ ثُمَّ قَالَ لِلَّذِيْ فِي الْبِئْرِ ضَعْ دَلْوَكَ مِنْ قِبَلِ الْعَيْنِ الَّتِيْ تَلِي الْبَيْتَ أَوِ الرُّكْنَ فَإِنَّهَا مِنْ عُيُوْنِ الْجَنَّةِ. (ابن ابی شیبہ)

ایک زنگی زمزم کے کنویں میں گر کر مر گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے ایک شخص کو نیچے کنویں میں اترنے کا حکم دیا۔ اس شخص نے زنگی کی لاش کو نکالا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے کنویں میں اترے ہوئے شخص سے فرمایا کہ تم اپنے ڈول کو اس چشمے کی طرف رکھو جو بیت اللہ یا (اس کے ایک حصے میں رکھے گئے) حجر اسود کی طرف کو ہے کیونکہ یہ جنت کے چشموں میں سے ہے۔

اس میں رسول اللہ کے لعاب کی آمیزش ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلٰى زَمْزَمَ فَنَزَعْنَا لَهُ دَلْوًا فَشَرِبَ ثُمَّ مَجَّ فِيْهَا ثُمَّ أُفْرِغْنَاهَا فِيْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ فَمَضْمَضَ ثُمَّ مَجَّ فِي الدَّلْوِ وَأَمَرَ

فَأُهْرِيْقَ فِيْ زَمْزَمَ. (اخبار مكة).

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں (حج وداع کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ زمزم کے کنویں پر آئے۔ ہم نے آپ کے لئے (زمزم کے پانی کا) ایک ڈول نکالا۔ آپ نے (اس ڈول میں سے) کچھ پیا پھر آپ نے (زمزم کے پانی سے) کلی (کی اور اس) کا پانی ڈول میں ڈال دیا (اور حکم دیا کہ وہ ڈول کنویں میں ڈال دیا جائے تو ہم نے ڈول کا پانی کنویں میں ڈال دیا۔

جب کہ رسول اللہ کے لعاب مبارک میں شفا ہے

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ...... فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُوْ أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَقَالُوْا يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ فَأَرْسِلُوْا إِلَيْهِ فَأْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَمَّا جَاءَ بَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ وَ دَعَا لَهٗ فَبَرَءَ حَتّٰى كَأَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجْعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ. (بخاری)

حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائیں گے۔ جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، ہر ایک یہی امید رکھتا تھا کہ اس کو جھنڈا دیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے پوچھا علی بن ابی طالب کہاں ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ان کی دونوں آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان کو بلواؤ اور ان کو میرے پاس لے کر آؤ۔ جب حضرت علی ؓ آئے تو آپ نے ان کی

دونوں آنکھوں میں اپنا لعاب ڈالا اور ان کے لئے دعا کی۔ وہ بالکل ٹھیک ہو گئے اور ایسے ہو گئے گویا کہ ان کو کچھ تکلیف نہ تھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو جھنڈا عطا فرمایا۔

آب زمزم کی خصوصیات

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ مَاءٍ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ فِيْهِ طَعَامُ الطُّعْمِ وَشِفَاءُ السُّقْمِ. (طبرانی فی الکبیر)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روئے زمین پر سب سے بہتر پانی آب زمزم ہے۔ اس میں آدمی کی سیری کا کھانا ہے اور بیماری سے شفا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ.

(احمد و ابن ماجه)

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آب زمزم جس غرض سے پیا جائے وہ اس کے لئے مفید ہے۔

آب زمزم مکمل غذا کا کام دیتا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ فَأَتَيْتُ مَكَّةَ ...... فَأَتَيْتُ زَمْزَمَ ...... وَشَرِبْتُ مِنْ مَائِهَا وَلَقَدْ لَبِثْتُ يَا ابْنَ أَخِيْ ثَلَاثِيْنَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَّ يَوْمٍ مَّا كَانَ لِيْ طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتّٰى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِيْ وَمَا وَجَدْتُّ عَلٰى

كَبِدِىْ سَخْفَةَ جُوْعٍ ...... وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَطَافَ بِالْبَيْتِ ......ثُمَّ صَلّٰى فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ أَبُوْذَرٍّ فَكُنْتُ أَنَا أَوَّلَ مَنْ حَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ الْإِسْلَامِ فَقُلْتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَكَانَ أَعْلَمَ بِهٖ مِنِّىْ ثُمَّ رَفَعَ رَاسَهُ فَقَالَ مَتٰى كُنْتَ هٰهُنَا قَالَ قَدْ كُنْتُ هٰهُنَا ثَلَاثِيْنَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَّيَوْمٍ قَالَ فَمَنْ كَانَ يُطْعِمُكَ قَالَ قُلْتُ مَا كَانَ لِىْ طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتّٰى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِىْ وَمَا أَجِدُ عَلٰى كَبِدِىْ سَخْفَةَ جُوْعٍ قَالَ إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ (مسلم)

عبداللہ بن صامت رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ (جب) میں مکہ (مکرمہ) آیا تو زمزم کے کنویں پر آیا اور اس کا پانی پیا اور کہا کہ اے بھتیجے میں پندرہ دن (اور پندرہ) رات رہا میرے لئے سوائے آب زمزم کے کھانے کو کچھ بھی نہ تھا۔ میں موٹا ہو گیا یہاں تک کہ میرے پیٹ کے شکنیں پڑ گئیں اور میں نے اپنے پیٹ میں بھوک کی وجہ سے ہونے والی لاغری (بالکل بھی) نہ پائی...... پھر ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور حجر اسود کا بوسہ لیا اور بیت اللہ کا طواف کیا پھر نماز پڑھی۔ جب آپ نماز پڑھ چکے تو سب سے پہلے میں نے ہی آپ کو اسلامی طریقے پر سلام کیا اور کہا اے اللہ کے رسول السلام علیک. آپ ﷺ نے فرمایا و علیک و رحمة اللہ (تم پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو) پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا تم یہاں کتنے عرصہ سے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ میں یہاں پندرہ دن سے ہوں۔ آپ نے پوچھا تمہیں کھانا کون کھلاتا تھا۔ میں نے جواب دیا کہ میرے پاس

سوائے آب زمزم کے کھانے کو کچھ بھی نہ تھا۔ وہ پی کر تو میں موٹا ہو گیا ہوں اور میرے پیٹ کی شکنیں پڑ گئی ہیں اور میں بھوک کی کچھ لاغری نہیں پاتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں یہ بابرکت پانی ہے اور اس میں آدمی کی سیری بھر کھانا ہے۔

آب زمزم میں شفا ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ فَإِنْ شَرِبْتَهُ تَسْتَشْفِىْ بِهٖ شَفَاكَ اللّٰهُ. (حاکم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آب زمزم جس غرض سے پیا جائے اس کے لئے مفید ہوتا ہے۔ اگر تم اس کو اس سے شفا حاصل کرنے کے لئے پیو تو اللہ تعالیٰ تم کو شفا عطا فرمائیں گے۔

عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَحْمِلُ مَاءَ زَمْزَمَ وَتُخْبِرُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُهُ وَزَادَ فِىْ رِوَايَةٍ حَمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَمْزَمَ فِى الْأَدَاوِىْ وَالْقِرَبِ وَكَانَ يَصُبُّ عَلَى الْمَرْضٰى وَيَسْقِيْهِمْ. (سنن بيهقى).

عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ساتھ آب زمزم مدینہ منورہ لے جاتی تھیں اور بتاتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے اور ایک روایت یہ مزید ہے کہ رسول اللہ ﷺ برتنوں میں اور مشکیزوں میں زمزم لے جاتے تھے اور اس کو مریضوں پر چھڑکتے تھے اور ان کو پلاتے (بھی) تھے۔

عَنْ أَبِىْ جَمْرَةَ الضُّبَعِىِّ قَالَ كُنْتُ أُجَالِسُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ بِمَكَّةَ فَأَخَذَتْنِى الْحُمّٰى فَقَالَ أَبْرِدْهَا عَنْكَ بِمَاءِ زَمْزَمَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ هِىَ الْحُمّٰى

مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ أَوْقَالَ بِمَاءِ زَمْزَمَ شَكَّ هَمَّامٌ (بخاری)

وفی روایة للامام احمد فی المسند بِدُوْنِ شَكٍّ لَفْظِ فَأَبْرِدُوْهَا بِمَاءِ زَمْزَمَ.

ابوجمرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا۔(ایک مرتبہ) مجھے بخار ہوا تو انہوں نے فرمایا اپنے سے بخار کو آب زمزم سے ٹھنڈا کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ (تیز) بخار جہنم کی تپش سے ہوتا ہے تو تم اس کو زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

آب زمزم پیتے وقت کی دعا

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ آب زمزم پیتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔

أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّ رِزْقًا وَّاسِعًا وَشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ. (ابن ماجه)

یا اللہ میں آپ سے نفع دینے والے علم اور فراخ روزی اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔

آب زمزم پینے کے مزید آداب

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ جِئْتَ فَقَالَ شَرِبْتُ مِنْ زَمْزَمَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ أَ شَرِبْتَ مِنْهَا كَمَا يَنْبَغِيْ. قَالَ وَ كَيْفَ ذَاكَ يَا أَبَا عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا شَرِبْتَ مِنْهَا فَا سْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَ اذْكُرِاسْمَ اللّٰهِ وَ تَنَفَّسْ ثَلَاثًا وَ تَضَلَّعْ مِنْهَا فَإِذَا فَرَغْتَ مِنْهَا فَاحْمَدِ اللّٰهَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

ﷺ قَالَ آيَةُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْمُنَافِقِيْنَ أَنَّهُمْ لَا يَتَضَلَّعُوْنَ مِنْ زَمْزَمَ. (حاکم)

عثمان بن اسود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابن عباس ؓ کے پاس آیا۔آپ نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔اس نے جواب دیا کہ میں زمزم (کے کنویں سے) زمزم پی کر آیا ہوں۔انہوں نے پوچھا کیا زمزم جیسے پینا چاہیے تھا تم نے اسی طرح پیا ہے۔اس شخص نے پوچھا اے ابن عباس وہ کیا طریقہ ہے۔حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا جب تم زمزم پیو تو قبلہ رخ ہو جاؤ اور بسم اللہ پڑھو اور تین سانس میں پیو اور کوکھ بھر کے پیو اور جب اس کو پی کر فارغ ہو تو الحمد للہ کہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارے اور منافقوں کے درمیان ایک فرق یہ ہے کہ وہ کوکھ بھر کے زمزم نہیں پیتے۔

زمزم کے کنویں پر کھڑے ہو کر زمزم پینا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَ هُوَ قَائِمٌ. (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو زمزم دیا تو آپ نے کھڑے کھڑے اس کو پیا۔

سب محدثین نے اس کو طواف زیارت کے بعد کا واقعہ قرار دیا ہے۔بظاہر زمزم کے کنویں کے پاس پانی یا کیچڑ ہونے کی وجہ سے بیٹھنے کی مناسب جگہ نہ ہونے کے عذر سے آپ ﷺ نے زمزم کھڑے کھڑے پیا۔بغیر عذر کے کھڑے ہو کر کسی طرح کے مشروب کو پینے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا بلکہ ایک نے کھڑے ہو کر پانی پیا تو اس

کو قے کرنے کا حکم دیا۔

بعض حضرات نے زمزم کھڑے ہو کر پینے کو مستحب کہا ہے لیکن یہ قول کرنا مشکل ہے۔ زیادہ سے زیادہ عدم کراہت اور جواز کا قول ہوسکتا ہے اس وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمزم کو کھڑے کھڑے پینے میں بیان جواز سمجھا جائے۔

لہٰذا کھڑے ہو کر زمزم پینے کو سنت نہ سمجھا جائے۔ اصل سنت بیٹھ کر ہی پینا ہے کیونکہ آپ ﷺ سے دیگر مواقع پر زمزم کھڑے ہو کر پینے کے بارے میں کوئی قولی یا فعلی تصریح نہیں ملتی لہٰذا زمزم کا پینا بھی مشروب کے عام ضابطہ میں داخل ہوگا۔

تنبیہ: اگر کوئی کھڑے ہو کر پیئے خواہ زمزم کے کنویں کے پاس یا کسی بھی اور جگہ پر تو چونکہ رسول اللہ ﷺ کے عمل کو بیان جواز پر بھی محمول کیا گیا ہے لہٰذا اس کو نکیر نہ کی جائے گی۔

واپسی میں اپنے ساتھ زمزم لے جانا

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْمِلُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَتُخْبِرُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَحْمِلُهُ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اپنے ساتھ زمزم کا پانی (مدینہ منورہ) لے جاتی تھیں اور بتاتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی زمزم کا پانی (مدینہ) لے جاتے تھے۔

زمزم منگوانا

كَتَبَ ﷺ إِلٰى سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍ و إِنْ وَصَلَ كِتَابِىْ لَيْلًا فَلَا تُصْبِحَنَّ أَوْ نَهَارًا فَلَا تُمْسِيَنَّ حَتّٰى تَبْعَثَ إِلَيَّ بِمَاءٍ مِّنْ زَمْزَمَ. (التلخیص)

فتح مکہ سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمرو کو مدینہ منورہ سے لکھا کہ تمہیں میرا خط رات کو ملے تو صبح کا انتظار نہ کرنا اور دن میں ملے تو شام نہ کرنا بلکہ فوراً مجھے آب زمزم بھجوا دینا۔

باب:26

قابل ذکر مقامات

مکہ مکرمہ کے قابل ذکر مقامات

1- جنت المعلی

یہ مکہ مکرمہ کا قبرستان ہے۔

2- جبل ثور

ہجرت کے وقت رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس پہاڑ میں تین راتیں ٹھہرے تھے۔اس کی چوٹی کے پاس غار ہے۔

3- غار حرا

مکہ مکرمہ سے منی جاتے ہوئے بائیں طرف پڑتا ہے۔نبوت سے پیشتر رسول اللہ ﷺ اس غار میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے۔اسی جگہ سب سے اول وحی نازل ہوئی تھی۔

4- مسجد الرایہ

رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ فتح مکہ کے دن اپنا جھنڈا نصب فرمایا تھا۔

5- مسجد جن

اس جگہ جنوں نے حاضر ہو کر نبی ﷺ سے قران سنا تھا۔

6- مسجد عائشہ

یہ تنعیم میں ہے جس جگہ لوگ عمرہ کا احرام باندھتے ہیں۔

7- مسجد خیف

یہ منیٰ کی مسجد ہے۔

8- مسجد نمرہ

یہ عرفات کے کنارے پر واقع ہے۔

9- مسجد مشعر الحرام

یہ مسجد مزدلفہ میں ہے۔

مدینہ منورہ کے چند قابل ذکر مقامات

جنت البقیع

یہ مدینہ منورہ کا وہ قبرستان ہے جہاں خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی تمام صاحبزادیاں رضی اللہ عنھن، آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ، آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ، نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور دیگر ہزار ہا صحابہ کرام وتابعین عظام مدفون ہیں، علاوہ ازیں اُمہات المومنین رضی اللہ عنھن بھی سوائے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا و حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے سب یہیں آرام فرما ہیں۔

جبلِ اُحد

یہ مدینہ منورہ کا وہ مقدس پہاڑ ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

هذا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ. (بخاری)

''یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔''

شہداءِ اُحد

جبلِ اُحد کے دامن میں غزوۂ اُحد ہوا تھا جس میں تقریباً ستر صحابہ کرام شہید ہوئے اور وہیں دفن کئے گئے، ان میں سید الشہداء حضرت حمزہؓ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَاتِي الشُّهَدَاءَ بِأُحُدٍ عَلٰى رَاسِ كُلِّ حَوْلٍ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ. (ابن ابی شیبه)

نبی ﷺ ہرسال کے شروع میں احد کے شہداء کی زیارت کے لئے جاتے تھے اور کہتے تھے۔تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کی وجہ سے اور اچھا ہے دار آخرت۔

مسجد قبا

مسجد نبوی سے جنوب کی طرف تقریباً پانچ کلومیٹر پر یہ مبارک مسجد واقع ہے جس کی تعمیر میں رسول اللہ ﷺ نے بذاتِ خود شرکت فرمائی تھی، رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد تعمیر ہونے والی یہ سب سے پہلی مسجد ہے اور مسجد حرام، مسجد نبوی ﷺ اور مسجد اقصیٰ کے بعد یہ دنیا کی سب سے افضل مسجد ہے۔اس میں دونفل پڑھنے کا ثواب ایک

عمرہ کے برابر ہے، یہاں ہفتہ کے دن جانا مستحب ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَاتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ رَاكِبًا وَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ. (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں نبی ﷺ ہر ہفتہ کے دن سوار ہو کر مسجد قبا جاتے تھے اور اس میں دو رکعت پڑھتے تھے۔

مسجد نبوی کے ستون

مسجد نبوی میں بہت سے ستون ہیں، عربی میں ستون کو ''اُسطوانہ'' کہا جاتا ہے، ان میں سے بعض ستونوں کے ساتھ عہد رسالت کے کچھ خاص واقعات متعلق ہیں، ان خاص مبارک ستونوں کا مختصر تعارف یہ ہے۔

1- اُسطوانۂ حنانہ (رونے والا ستون)

اس جگہ کھجور کا وہ تنا تھا جو اس وقت ستون کے طور پر استعمال ہوتا تھا، منبر بننے سے پہلے اس تنے کے پاس کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے، جب لکڑی کا منبر تیار ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ خطبہ کے لئے اس پر تشریف فرما ہوئے اور اس تنے کے پاس کھڑا ہونا چھوڑ دیا تو اس تنہ میں سے بہت زور سے رونے کی آواز آئی یہ ستون محراب نبوی کے ساتھ ملا ہوا ہے۔

2- اُسطوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میری مسجد میں اس ستون کے پاس ایک ایسی

جگہ ہے کہ اگر لوگوں کو اس کی فضیلت کا علم ہو جائے تو وہ (وہاں نماز پڑھنے کے لئے) قرعہ اندازی کرنے لگیں۔'' اس جگہ کی نشاندہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمائی تھی۔ اس لئے اس کو ستون عائشہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اس کے قریب نماز پڑھا کرتے تھے ایک حدیث میں ہے کہ اس جگہ دعا قبول ہوتی ہے۔

3- اُسطوانہ سریر (چار پائی والا ستون)

''سریر'' تخت اور چار پائی کو کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف فرماتے تو کبھی رات میں اس جگہ آپ ﷺ کی چار پائی بچھا دی جاتی تھی اور وہاں آپ ﷺ آرام فرماتے تھے۔

5- اسطوانہ حرس (پہرے داری کا ستون)

اس جگہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اکثر نماز پڑھا کرتے اور راتوں کو بیٹھ کر اسی جگہ رسول اللہ ﷺ کی پہرہ داری کیا کرتے تھے اس لئے اس کو اسطوانہ علی رضی اللہ عنہ بھی کہا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے حجرہ سے جب تشریف لاتے تو اس جگہ سے گزرتے تھے۔

6- اسطوانہ وفود (آنے والے وفود کا ستون)

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرب کے وفود تعلیم و تربیت اور احکامِ شرعیہ سیکھنے کے لئے حاضر ہوتے تو وہ اکثر اسی جگہ بٹھائے جاتے، آپ ﷺ اسی جگہ ان سے ملاقات فرماتے تھے، آجکل یہ ستون اور ستونِ حرس اور ستونِ سریر، تینوں روضہ اقدس

کے گرد آدھے جالیوں کے اندر اور آدھے باہر ہیں۔

7- اسطوانہ تہجد

رسول اللہ ﷺ اکثر اس جگہ تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ یہ شمالی سمت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان کی پشت پر واقع ہے، اگر کوئی اس کی طرف یعنی قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو تو اس کے بائیں طرف بابِ جبریل ہوگا، مگر یہ جگہ آنحضرت ﷺ کے زمانۂ مبارک میں مسجد میں شامل نہیں تھی، بعد میں شامل کی گئی۔ اب یہ ستون باقی نہیں رہا، وہاں ایک محراب بنا دی گئی ہے۔

8- اسطوانہ جبرئیلؑ

یہ حضرت جبرئیلؑ کے آنے کی خاص جگہ تھی۔ لیکن یہ ستون روضہ اقدس کی تعمیر کے اندر آ گیا ہے اس لئے باہر سے اس کی زیارت نہیں ہو سکتی۔

ان آٹھ ستونوں پر عربی میں ان کے نام بھی تحریر ہیں۔

روضة من رياض الجنة

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَ مِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ. (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔

صفہ (چبوترہ)

شروع اسلام میں مسجد نبوی ﷺ سے متصل ایک سایہ دار چبوترہ بنا دیا گیا تھا اس میں وہ مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہ قیام پذیر ہوتے تھے جو مکہ مکرمہ اور دیگر علاقوں سے دین متین سیکھنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ پڑتے تھے۔ یہ حضرات نہ کاروبار کرتے تھے، نہ مدینہ میں ان کے پاس گھر تھا نہ اہل واعیال، صرف علم دین سیکھنا ان کا مشغلہ تھا، ان میں سب سے زیادہ مشہور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اب یہ چبوترہ مسجد کے اندر آ گیا ہے، باب جبرئیل سے جب داخل ہوں تو داخل ہوتے ہی دائیں جانب یہ چبوترہ واقع ہے۔

مدینہ منورہ کی خاص خاص مسجدیں

مساجد خندق

غزوۂ احزاب کے موقع پر جس جگہ خندق کھودی گئی تھی وہاں چند مسجدیں بنی ہوئی ہیں ان میں سے ایک مسجد کو مسجد احزاب اور مسجد فتح کہتے ہیں اس جگہ رسول اکرم ﷺ نے تین روز دعا کی تھی، اللہ پاک نے دعا قبول فرمائی اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اس کے گرد اور بھی کئی مسجدیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام سے بنی ہوئی ہیں۔

مسجد قبلتین (دو قبلہ والی مسجد)

یہ مسجد مدینہ منورہ میں وادی عقیق کے قریب ہے اس میں ایک محراب بیت المقدس کی طرف ہے اور دوسری کعبہ کی جانب ہے، چونکہ قبلہ تبدیل ہونے کا واقعہ نماز کے درمیان اس مسجد میں ہوا تھا، اسی لئے اس کو مسجد قبلتین کہتے ہیں۔

مسجد بنی ظفر

اسے ''مسجد بغلہ'' بھی کہتے ہیں، یہ مسجد البقیع کے مشرق کی جانب واقع ہے یہاں قبیلہ بنی ظفر رہتا تھا ایک بار یہاں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے فرمان پر آپ ﷺ کو سورۂ نساء سنائی تھی۔ مسجد کے قریب آپ کے خچر کے سم کا نشان تھا اس لئے اس کو مسجد البغلہ بھی کہتے ہیں۔

مسجد الاجابہ

یہ مسجد جنت البقیع سے شمالی جانب ہے ایک مرتبہ یہاں رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت نفل پڑھ کر تین دعائیں فرمائیں تھیں جن میں سے دو قبول ہوئیں، اس لئے اس کو مسجد الاجابہ (دعا قبول ہونے کی مسجد) کہتے ہیں۔

مسجد جمعہ

ہجرت کے بعد سب سے پہلے چند روز رسول اللہ ﷺ نے قبا میں قیام فرمایا پھر جمعہ کے دن مدینہ کے لئے روانہ ہوئے راستے میں بنو سالم کا قبیلہ آباد تھا یہاں پہنچے تو نماز کا وقت ہو چکا تھا آپ ﷺ نے یہیں جمعہ کا خطبہ دیا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ یہ مدنیہ منورہ میں سب سے پہلی جمعہ کی نماز تھی جو آپ نے یہاں پڑھی۔

مسجد غمامہ

یہ مسجد نبوی ﷺ کی مغربی جانب میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ یہاں کھلی جگہ عیدین

کی نماز پڑھایا کرتے تھے بعد میں یہ مسجد بنا دی گئی اس لئے اس کو مسجد مصلی بھی کہتے ہیں کیونکہ عربی میں مصلی عیدگاہ کو کہا جاتا ہے۔

مسجد سقیا

مکہ معظّمہ سے جو لوگ مدینہ منورہ آتے ہیں ان کو سب سے پہلے اسی مسجد کی زیارت ہوتی ہے یہ مسجد بہت چھوٹی ہے، یہاں ایک کنواں ہے جس کا نام سقیا ہے اسی لئے مسجد کا نام بھی سقیا ہے۔ یہاں رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر کے لشکر کا معائنہ کیا تھا اور نماز ادا فرمائی تھی اور اہلِ مدینہ کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی۔

مسجد ذُباب

مدینہ منورہ سے ملک شام کی طرف جاتے ہوئے داہنے ہاتھ کو یہ مسجد ایک اونچے پہاڑ پر واقع ہے جس کو ذُباب کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے یہاں نماز ادا فرمائی ہے، اور غزوہ تبوک کے موقع پر یہاں آپ ﷺ کا خیمہ بھی نصب ہوا تھا۔ اب اس کو مسجد رأیہ کہا جاتا ہے۔

مسجد بنی حَرَام

مسجد خندق کو جاتے ہوئے داہنی جانب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہاں نماز پڑھی ہے۔ اس کے قریب ایک غار ہے جسے ''کہف بنی حرام'' کہا جاتا ہے۔ اس میں آپ پر وحی نازل ہوئی تھی اور غزوہ خندق کے دنوں میں آپ ﷺ رات کو اسی غار میں آرام فرماتے تھے۔

مسجد اُبی

یہ مسجد جنت البقیع کے متصل ہے، اور حضرت ابی بن کعب ؓ کی طرف منسوب ہے، حضور ﷺ یہاں بسا اوقات تشریف لاتے اور نماز پڑھتے تھے۔

مدینہ طیبہ کے خاص بابرکت کنویں

بیر اریس

بیر اریس یہ کنواں مسجد قبا کے قریب تھا، اس کا پانی بہت ہی میٹھا اور لطیف تھا، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ یہاں تشریف لائے اور کنویں کی منڈیر پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے، پھر حضرت ابوبکر صدیق ؓ آئے اور آپ ﷺ کے ساتھ پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے، پھر حضرت عمر ؓ تشریف لائے اور وہ ان کے برابر پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے، ان حضرات کے بعد حضرت عثمان ؓ تشریف لائے چونکہ اب کنویں کی منڈیر پر اس طرف جگہ باقی نہ رہی تھی اس لئے وہ سامنے دوسری طرف بیٹھ گئے اس موقع پر آپ ﷺ نے ان تینوں کو جنتی ہونے کی خوشخبری دی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کنویں کا پانی نوش فرمایا ہے، اس سے وضو کیا ہے، اور اپنا لعاب مبارک بھی ڈالا ہے جس کی بنا پر آپ ﷺ کی برکت سے اس کنویں کا پانی بہت ہی شیریں ہوگیا ورنہ اس سے پہلے اتنا شیریں نہ تھا، اس کنویں کو بیر خاتم بھی کہتے ہیں کیونکہ حضرت عثمان ؓ کے زمانہ خلافت میں ان سے رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی (خاتم) اس کنویں میں گر گئی تھی اور باوجود تلاش کے نہیں ملی اب حال میں یہ کنواں بھی بے نشان ہوگیا ہے۔

بیر حاء

یہ کنواں مسجد نبوی ﷺ کے شمال میں باب مجیدی کے سامنے ہے، یہاں حضرت ابوطلحہ انصاری ؓ کا باغ تھا۔ رسول اللہ ﷺ اکثر یہاں تشریف لاتے اور اس کے درختوں کے سایہ میں جلوہ افروز ہوتے اور کنویں کا پانی نوش فرماتے تھے، حضرت ابو طلحہ ؓ کو اپنے تمام مال و جائیداد میں یہ کنواں سب سے زیادہ محبوب تھا جو انہوں نے اپنے رشتہ داروں پر صدقہ کر دیا تھا۔ آجکل یہ کنواں ایک مکان کے گوشہ میں آ گیا ہے۔

بیر بضاعہ

یہ کنواں سید الشہداء حضرت حمزہ ؓ کی قبر کی زیارت کو جاتے ہوئے دائیں ہاتھ پر پڑتا ہے، اس کنویں میں رسول اکرم ﷺ نے اپنا لعابِ دہن ڈالا اور خیر و برکت کی دعا فرمائی، اس زمانہ میں جب کوئی بیمار ہوتا تو اس کے پانی سے اس کو نہلایا جاتا، اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی برکت سے اس کو شفا عطا فرما دیتے تھے۔ اب یہ کنواں بھی ایک مکان کے اندر آ گیا ہے۔

بیر غرس

یہ کنواں مسجد قبا سے شمال مشرق میں تقریباً نصف میل کے فاصلے پر واقع ہے رسول اکرم ﷺ نے اس کنویں کے پانی سے وضو فرمایا اور بچا ہوا پانی اسی میں ڈال دیا اور اپنا لعاب مبارک اور کچھ شہد بھی اس میں ڈالا اور آپ ﷺ کا اس کنویں سے پانی پینا بھی ثابت ہے۔

بیر بصہ

یہ کنواں جنت البقیع کے قریب ہے حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ان کے مکان پر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا ”تمہارے پاس کچھ بیری کے پتے ہیں؟ تا کہ اس سے اپنا سر دھولوں؟ کیونکہ آج جمعہ کا دن ہے“۔ میں نے عرض کیا ”جی ہاں یا رسول اللہ موجود ہیں“۔ چنانچہ میں بیری کے پتے لے آیا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مبارک دھویا اور مستعمل پانی کنویں میں ڈال دیا۔ اس کنویں میں سیڑھیاں بھی ہیں اور اس کا پانی بہت قریب ہے۔

بیر رومہ

یہ کنواں مسجد قبلتین کے شمال میں وادی عقیق میں ہے اس کنویں کا پانی نہایت لطیف اور شیریں تھا۔ اس کا مالک ایک یہودی تھا جو اس کا پانی بیچا کرتا تھا، مسلمانوں کو پانی کی بہت تکلیف تھی، رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کو اس کے خرید لینے کی ترغیب دی، حضرت عثمان غنی ؓ نے اس یہودی سے آدھا کنواں بارہ ہزار درہم میں خرید لیا لیکن جب اس یہودی نے دیکھا کہ اب اس کے پانی سے اسے نفع حاصل کرنا دشوار ہو گیا ہے تو اس نے بقیہ کنواں بھی حضرت عثمان غنی ؓ کے ہاتھ آٹھ ہزار درہم میں فروخت کر دیا پھر حضرت عثمان غنی ؓ نے پورا کنواں وقف کر دیا۔

بیر عہن

یہ کنواں مسجد قبا کے مشرق جانب عوالیٰ مدینہ منورہ میں واقع ہے۔ اس کے پانی سے بھی رسول اللہا نے وضو کیا اور نماز ادا فرمائی۔